اصلاحی خطبات و رسائل

جلد یازدہم

55) اصلاحِ امت کے معاملات اور حقوق العباد میں مختلف طرزِ زندگی

56) بے حیائی، فحاشی اور شادی کے موقع پر موسیقی اور بے پردگی کرنے والوں کا بھیانک انجام

57) روزِ محشر انسان کا گناہوں پر پچھتاوا اور افسوس

58) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کی اکیس علامات

59) قرآن کریم کی روشنی میں انسان کی تیرہ کمزوریاں

60) نظامِ نبوت میں رحمتِ الٰہی سے فیضیاب ہونے والے نو (9) خوش نصیب افراد

61) قرآن کریم کی مختلف سورتوں اور مخصوص آیات کے فضائل

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

فہرست

صحابہ کرام اور سلف کی معاملات اور حقوق العباد میں محتاط طرزِ زندگی

۵۶...... بے حیائی، فحاشی اور شادی کے موقع پر موسیقی اور بے پردگی کرنے والوں کا بھیانک انجام

قرآن کریم کی روشنی میں فحاشی اور بے حیائی کی قباحت ومذمت

سورہ ملک کے فضائل

۵۵......اسلافِ امت کے معاملات اور حقوق العباد میں محتاط طرزِ زندگی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُأَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.
أمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾(النساء: ۲۹)
وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:
﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ .الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ.وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ.أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ.لِيَوْمٍ عَظِيمٍ.يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(المطففين: ۱تا۵)
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ،يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. ❶
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ،فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ،وَحَرَّمَ عَلَيْهِ

❶صحيح مسلم: كتاب الإيمان،باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار،رقم الحديث: ۱۳۸

الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟قَالَ: وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صداحترام، بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

آج میں جس موضوع پر گفتگو کروں گا وہ ہے دین اسلام میں معاملات کی اہمیت کیا ہے؟

اسلام پانچ چیزوں سے مرکب ہے

ہمارا دین پانچ چیزوں سے مرکب ہے۔(۱) عقائد۔(۲) عبادات۔(۳) معاملات۔ (۴) اخلاقیات۔(۵) معاشرت۔ یہ پانچ چیزیں جب مل جائیں تو یہ پورا دین اسلام بنتا ہے، یہی پانچ چیزیں اسلام کا خلاصہ ہیں، سب سے پہلی چیز عقائد ہے، عقائد کا تعلق انسان کے دل سے ہوتا ہے، اس کا تعلق اعضاء سے نہیں ہوتا، ہم ایمان لاتے ہیں اللہ کی ذات پر، اللہ کی صفات پر، قیامت کے دن پر، رسولوں پر، ملائکہ پر، انبیاء پر، صحیفوں پر، اِن تمام چیزوں کا تعلق عقیدہ سے ہے عمل سے نہیں ہے۔ دوسری چیز ہے عبادات، عبادات کے اندر چار بڑی عبادات ہیں، نماز، روزہ، زکوۃ، حج۔ نماز وہ عبادت ہے جو یومیہ ہے، زکوۃ اور روزہ وہ عبادات ہیں جو سنویہ ہیں، یعنی سال میں ایک دفعہ ہیں۔ نیز زکاۃ اور حج صرف مالداروں پر ہے غریب پر نہیں ہے، تو گویا دو عبادات (نماز، روزہ) رہ گئی جو غریب، امیر سب پر فرض ہے۔ عبادات کے بعد تیسری چیز ہے معاملات، بعض عبادات جن کا تعلق سال کے ساتھ ہے، جیسے، روزہ سال میں ایک دفعہ، زکاۃ سال میں ایک دفعہ، حج زندگی میں ایک دفعہ، لیکن معاملات ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق ہمارے ایک ایک لمحہ کے ساتھ ہے، زندگی کے ہر گھڑی کے ساتھ ہے، انسان جب صبح آنکھ کھولتا ہے اس وقت سے لے کر جب تک بستر پر سوتا نہیں ہے وہ کوئی نہ کوئی معاملہ

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، رقم الحديث: ۱۳۷

کرر ہا ہوتا ہے۔ اگر ایک بادشاہ ہے اس کا رعایہ کے ساتھ تعلق ہے اُن کے حقوق ہیں، اگر ایک سربراہ ہے تو اس کا ماتحتوں کے ساتھ تعلق ہے، استاد ہے تو شاگردوں کے حقوق وابستہ ہیں، گھر کا سربراہ ہے تو بیوی بچوں کی ذمہ داریاں ہیں، تو معاملات اور حقوق العباد ایسی چیزیں ہیں جو ہماری زندگی میں لمحہ بلمحہ پیش آتے رہتے ہیں، کوئی شخص کوئی چیز خریدنے کیلئے بازار جاتا ہے تو یہ معاملہ کرر ہا ہے بائع کے ساتھ، اگر بیچنے والا کوئی چیز بیچ رہا ہے تو یہ خریدار کے ساتھ معاملہ کرر ہا ہے، تو گویا معاملات اسلام کے اندر ایک ایسی چیز ہیں جس کا تعلق انسان کے لمحہ لمحہ کے ساتھ ہے، لیکن آج کے معاشرے میں دیکھا جائے تو سب سے زیادہ غفلت معاملات میں ہے، آج کل صوم وصلاۃ کے پابند تو بفضل اللہ مل جاتے ہیں لیکن معاملات کے درستگی والے بہت کم ہیں، شاید سو میں دس بھی نہ ملیں، اِس لئے اِس کی بڑی ضرورت ہے کہ ہمارے معاملات اور حقوق العباد کی ادائیگی شرع کے موافق ہو جائے اور ہم بے احتیاطی اور بے اعتدالی سے محفوظ رہیں۔

قرآن کریم کی روشنی میں حقوق العباد اور معاملات کی اہمیت

رزقِ حلال کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو

اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں کو رزقِ حلال کھانے کا حکم دیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (البقرة: ۱۶۸)

ترجمہ: اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، یقین جانو کہ وہ تمھارا ایک کھلا دشمن ہے۔

پاکیزہ رزق کھاؤ اور شکر ادا کرو

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ

إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (البقرة: ۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمھیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور اللہ کا شکرادا کرو، اگر واقعی تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو۔

حرام مال سے اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں منع فرمایا ہے، اور رزقِ حلال کی ترغیب دی ہے۔

دوسروں کا مال ناحق طریقے پر مت کھاؤ

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ (النساء: ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)۔

آیت کے الفاظ میں ”أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ“ کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی ہیں ”اپنے مال آپس میں“ اس میں یہ بات تو باتفاق مفسرین داخل ہے ہی کہ کوئی شخص دوسرے کا مال ناجائز طریق پر نہ کھائے، امام ابوحیان رحمہ اللہ نے تفسیر بحر محیط میں فرمایا کہ اس کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اپنا ہی مال ناجائز طور پر کھائے، مثلاً ایسے کاموں میں خرچ کرے جو شرعاً گناہ یا اسراف ہیں، وہ بھی آیت کی رو سے ممنوع و ناجائز ہے۔

آیت میں ”لَا تَأْكُلُوا“ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں ”مت کھاؤ“ مگر عام محاورے کے اعتبار سے اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کے مال میں ناحق طور پر کسی قسم کا تصرف نہ کرو، خواہ کھانے پینے کا ہو یا اسے استعمال کرنے کا، عرف عام میں کسی کے مال میں تصرف کرنے کو اس کا کھانا ہی بولا جاتا ہے، اگرچہ وہ چیز کھانے کی نہ ہو، لفظ ”باطل“

جس کا ترجمہ ''ناحق'' سے کیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کے نزدیک تمام ان صورتوں پر حاوی ہے جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں، جس میں چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت، رشوت، سود وقمار اور تمام معاملات فاسدہ داخل ہیں۔ ❶

قرآنِ کریم نے ایک لفظ ''بِالْبَاطِلِ'' فرما کر تمام ناجائز طریقوں سے حاصل کئے ہوئے مال کو حرام قرار دیدیا، پھر ان ناجائز طریقوں کی تفصیلات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ فرمائی، آپ نے ہر ناجائز معاملہ کی تفصیل بیان فرمادی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو تفصیلات ناجائز خرید وفروخت یا ناجائز اجارہ وغیرہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں مذکور ہیں وہ درحقیقت اس قرآنی حکم کی تشریح ہے، اس لئے وہ سب احکام ایک حیثیت سے قرآن ہی کے احکام ہیں، احادیث رسول میں جتنے احکام شرعیہ مذکور ہوئے ہیں، سب کا عام طور پر یہی حال ہے کہ وہ کسی نہ کسی قرآنی اشارہ کی تشریح ہوتی ہے، خواہ ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو کہ یہ فلاں آیت کی تشریح ہے۔

آیت کے پہلے جملہ میں ناحق اور ناجائز طریقوں سے کسی کے مال میں تصرف کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، دوسرے جملہ میں جائز طریقوں کو حرمت سے مستثنیٰ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا: ''إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ'' یعنی دوسروں کا وہ مال حرام نہیں جو بذریعہ تجارت باہمی رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو۔

جائز طریقے اگرچہ تجارت کے علاوہ اور بھی ہیں، مثلاً عاریتاً، ہبہ، صدقہ، میراث، لیکن عام طور پر ایک شخص کا مال دوسرے کے تصرف میں آنے کی معروف وجاری صورت تجارت ہی ہے۔

---

❶ البحر المحیط: تحت هذه الآية، ج ۴ ص ۱۰۸

پھر تجارت کے معنی عام طور پر صرف بیع وشراء کے لئے جاتے ہیں، مگر تفسیر مظہری میں اجارہ یعنی ملازمت ومزدوری اور کرایہ کے معاملات کوبھی تجارت میں داخل قرار دیا گیا ہے، کیوں کہ بیع میں تو مال کے بدلہ میں مال حاصل کیا جاتا ہے اور اجارہ میں محنت و خدمت کے بدلہ میں مال حاصل ہوتا ہے، لفظِ تجارت ان دونوں کو حاوی ہے۔

مضمون آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ کسی کا مال ناحق کھانا حرام ہے، لیکن اگر رضا مندی کے ساتھ یعنی بیع وشراء یا ملازمت ومزدوری کا معاملہ ہو جائے تو اس طرح دوسرے کا مال حاصل کرنا اور اس میں مالکانہ تصرفات کرنا جائز ہے۔ ❶

رسولوں کی جماعت کو رزقِ حلال کا حکم

﴿يَآ أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًاإِنِّى بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (المؤمنون: ۵۱)

ترجمہ: اے رسولوں کی جماعت! تم رزق حلال کھاؤ اور نیک اعمال کرو، یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میں اسکو خوب جانتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے عمل کو رزقِ حلال سے جوڑا ہے، اسی لئے مفسرین نے یہ نکتہ لکھا ہے کہ جب رزق حلال کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے، اور جب رزق حلال کا نہ ہو تو عموماً نیک اعمال کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ. الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ. وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ. أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ. لِيَوْمٍ

❶ معارف القرآن: ج۲ص ۴۲۷ تا ۴۲۹

عَظِيمٍ. يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(المطففين: ١ تا ٥)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی، جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں، اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ایک بڑے زبردست دن میں جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

قرآن وحدیث میں ناپ تول میں کمی کرنے کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ عام طور سے معاملات کا لین دین انہی دو طریقوں سے ہوتا ہے، انہی کے ذریعہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حقدار کا حق ادا ہو گیا یا نہیں، لیکن یہ معلوم ہے کہ مقصود اس سے ہر ایک حقدار کا حق پورا پورا دینا ہے اس میں کمی کرنا حرام ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ صرف ناپ تول کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے کسی کا حق پورا کرنا یا نہ کرنا جانچا جاتا ہے اس کا یہی حکم ہے، خواہ ناپ تول سے ہو یا عدد شماری سے یا کسی اور طریقے سے، ہر ایک میں حقدار کے حق میں کم دینا بحکم تطفیف حرام ہے۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے رکوع سجدے وغیرہ پورے نہیں کرتا جلدی جلدی ختم کر ڈالتا ہے، تو اس کو فرمایا: ''**لَقَدْ طَفَفْتَ**'' یعنی تو نے اللہ کے حق میں تطفیف کر دی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس قول کو نقل کر کے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِيفٌ**'' یعنی پورا حق دینا یا کم کرنا ہر چیز میں ہے، یہاں تک کہ نماز، وضو، طہارت میں بھی، اور اسی طرح دوسرے حقوق اللہ اور عبادات میں کمی کوتاہی کرنے والا تطفیف کرنے کا مجرم ہے، اسی طرح حقوق العباد میں جو شخص مقررہ حق سے کم کرتا ہے وہ بھی

تطفیف کے حکم میں ہے۔ مزدور ملازم نے جتنے وقت کی خدمت کا معاہدہ کیا ہے اس میں سے وقت چرانا اور کم کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ وقت کے اندر جس طرح محنت سے کام کرنے کا عرف میں معمول ہے اس میں سستی کرنا بھی تطفیف ہے، اس میں عام لوگوں میں یہاں تک کہ اہل علم میں بھی غفلت پائی جاتی ہے، اپنی ملازمت کے فرائض میں کمی کرنے کو کوئی گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ اعاذنا اللہ منہ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں معاملات اور حقوق العباد کی اہمیت ونزاکت

مسلمان کا مال ناحق کھانے کا وبال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

ترجمہ: جس کسی آدمی نے کسی حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبانے کے لئے قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی اِس پر غضب ناک ہوں گے۔

روای کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حاضرین کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ابوعبدالرحمٰن نے تم سے کیا بیان کیا ہے، انہوں نے کہا کہ اس طرح، حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن نے سچ فرمایا ہے اس حدیث کا تعلق مجھ سے ہے، یمن میں میرے اور ایک آدمی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، یہ جھگڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی سے قسم لے

❶ معارف القرآن: ج۸ص ۹۱۱

لو، میں نے عرض کیا وہ تو جھوٹی قسم اٹھالے گا، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا، پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (آل عمران:۷۷)

ترجمہ: جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد اور اپنی کھائی ہوئی قسموں کا سودا کر کے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور قیامت کے دن نہ اللہ ان سے بات کرے گا، نہ انہیں (رعایت کی نظر سے) دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کا حصہ تو بس عذاب ہوگا، انتہائی دردناک۔ ❶

ناحق کسی کا مال کھانے والے پر جنت حرام ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ. ❷

ترجمہ: جس آدمی نے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارا تو اللہ اس کے لئے دوزخ کو لازم کر دے گا اور اس پر جنت کو حرام کر دے گا، ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر چہ وہ معمولی چیز ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چہ وہ پیلو درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، رقم الحديث: ۱۳۸

❷ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، رقم الحديث: ۱۳۷

جب تک خیانت نہ ہو اللہ کی مدد شاملِ حال رہتی ہے

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں، یعنی حدیث قدسی ہے:

أَنَاثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَالَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ،فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا. [1]

ترجمہ: دوشریکوں (کے درمیان) میں تیسرا رہتا ہوں جب تک کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی کی خیانت نہ کرے، پس جب ان میں سے کوئی خیانت کا مرتکب ہوتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

روزِ محشر مفلس کون ہوگا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟

ترجمہ: کیا تمہیں معلوم ہے میری امت کا مفلس کون ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کیا:

اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ.

ترجمہ: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ ہی سازوسامان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ،وَصِيَامٍ،وَزَكَاةٍ،وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا،وَقَذَفَ هٰذَا،وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا،وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا،وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ،وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ،فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ

---

[1] سنن أبي داود: كتاب البيوع، باب في الشركة، رقم الحديث: ۳۳۸۳

يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز روزے زکوۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا، لیکن اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں، تو اِن لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دئے جائیں گے، پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

بنوآدم سے قیامت کے دن پانچ چیزوں کے متعلق سوال ہوگا؟

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ابن آدم کے قدم اس وقت تک نہیں ڈگمگائیں گے اور اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرلی جائے گی:

عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ. ❷

پہلا سوال یہ ہوگا کہ تو نے عمر کن کاموں میں گزاری، یعنی اچھے کاموں میں یا برے کاموں میں؟

دوسرا سوال یہ ہوگا کہ جتنا تو نے علم حاصل کیا تھا اس کے مطابق کتنا عمل کیا۔

تیسرا اور چوتھا سوال یہ ہوگا کہ مال کہاں سے اور کس طریقے سے کمایا یعنی حلال طریقے

❶صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، رقم الحديث: ۲۵۸۱

❷سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة، باب فى القيامة، رقم الحديث: ۲۴۱۷

سے کمایا یا حرام طریقے سے؟ اور کن کاموں میں وہ مال خرچ کیا (جائز جگھوں میں یا ناجائز جگھوں میں)؟

اور پانچواں سوال یہ ہوگا کہ اپنے جسم کو کن کاموں میں لگایا، یعنی اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری۔

ان احادیث سے اندازہ لگائیں کہ معاملات کی اسلام میں کس قدر اہمیت وتاکید ہے۔
اب معاملات میں کن کن امور کا خیال رکھنا چاہیے؟

نگاہِ نبوت میں کامیاب تاجر کی سات صفات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِينَ إِذَا حَدَّثُوا لَمْ يَكْذِبُوا، وَإِذَا ائْتُمِنُوا لَمْ يَخُونُوا، وَإِذَا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا، وَإِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا، وَإِذَا بَاعُوا لَمْ يُطْرُوا، وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلُوا، وَإِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوا. ❶

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجار کے لیے سات اصول ذکر فرمائے۔

۱......سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا۔

۲......امانت دار ہونا اور خیانت سے احتراز کرنا۔

۳......وعدہ پورا کرنا اور وعدہ خلافی سے اجتناب کرنا۔

۴......دوسرے تاجروں کی چیزوں کی بے جا تنقیص و مذمت نہ کرنا۔

۵......اپنی چیزوں کی بے جا تعریف سے بچنا۔

۶......قرض کی ادائیگی میں حتی الوسع عجلت کرنا اور ٹال مٹول نہ کرنا۔

---

❶ شعب الإيمان للبيهقي: باب حفظ اللسان عما لا يحتاج إليه، ج۶ ص۴۸۸، رقم الحديث: ۴۵۱۳

۷......قرض داروں سے قرض وصول کرنے میں نرم رویہ اختیار کرنا اور سختی وشدت سے پرہیز کرنا۔

معاملات کی درستگی کے لئے (۱۵) اعمال واوصاف

۱......فرائض کی پابندی کریں

معاملات کی درستگی کے لئے سب سے پہلا وصف یہ ہے کہ وہ فرائض کی پابندی کرنے والا ہو، یعنی اللہ رب العزت کے جو احکامات ہیں ان کی ادائیگی کرنے والا ہو اور اوامر کو پورا کرنے والا ہو اور نواہی سے اجتناب کرنے والا ہو، ایسے شخص کے رزق میں اللہ برکت عطا فرماتا ہے اور اُس کی غیبی نصرت ومدد ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں:

وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ،وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ،فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ،وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ،وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا،وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ،وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ. ❶

ترجمہ: اور میرا بندہ جن چیزوں سے مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے محبوب وہ چیزیں ہیں جو میں نے اس پر فرض قرار دی ہیں، بندہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے ہمیشہ نوافل پڑھنے کے ذریعے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں، اور جب میں اسے اپنا دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں کہ وہ اسی کے ذریعہ سنتا ہے، میں اس کی بینائی بن جاتا ہوں وہ اسی کے ذریعہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق،باب التواضع،رقم الحدیث: ۶۵۰۲

بن جاتا ہوں کہ وہ اسی کے ذریعہ پکڑتا ہے، میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں کہ وہ اسی کے ذریعہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اور وہ برائیوں اور مکروہات سے میری پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

یعنی معاملات کرتے وقت نماز،قرآن کی تلاوت، ذکرواذکار کا اہتمام کیا جائے،اس سے معاملات اورتجارت میں برکت ہوتی ہے،قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿رِجَالٌ لَاتُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌوَلَابَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ.﴾(النور:۳۷)

ترجمہ:جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید وفروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے نہ نماز قائم کرنے سے نہ زکوۃ دینے سے، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ کررہ جائیں گے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُونَ وَيَتَّجِرُونَ،وَلَكِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللَّهِ، لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ،حَتَّى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللَّهِ. (۱)

ترجمہ:صحابہ کرام خرید وفروخت کرتے،تجارت کرتے،لیکن جب انہیں اللہ کی حقوق میں کوئی حق پیش آتا تو تجارت اور بیع انہیں اللہ کے ذکر سے نہ روک سکتی، یہاں تک کہ وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کرتے۔

معاملات میں حقوق اللہ کی رعایت ہو،خصوصاً کاروباری مصروفیت کی وجہ سے ہم سے نماز نہ چھوٹنے پائے۔

حدیث قدسی سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ میرا محبوب اور

(۱) صحيح البخاری: كتاب البيوع،باب التجارة فی البر، ج۳ص ۵۵

پسندیدہ تب ہوتا ہے جب میرا بندہ عبادت کا اہتمام کرتا ہے، خاص طور پر جب پانچ نمازوں کا اہتمام کرتا ہے، اور قریب تب ہوتا ہے جب نوافل کا بھی اہتمام کرے، جب انسان اشراق، اوابین، چاشت، تہجد، ذکرواذکار اور تلاوت کا اہتمام کرتا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں میں اِس سے محبت کرتا ہوں۔ دیکھو! ایک آدمی ایک مزدور رکھتا ہے، اب مزدور کا کام صبح آٹھ سے پانچ بجے تک ڈیوٹی کرنا ہے، وہ یہ ڈیوٹی کرتا ہے تو اُسے اجرت ملتی ہے، لیکن اگر وہ پانچ بجے سے زیادہ ڈیوٹی کرتا ہے یعنی چھ بجے تک کام کر رہا ہے، گھنٹہ گھنٹہ زیادہ کام کرتا ہے تو اس سے اس کا آقا اور تاجر بڑا خوش ہوتا ہے، دیکھو ٹائمنگ پانچ بجے تک ہے لیکن یہ زیادہ کام کرتا ہے، بڑی دلچسپی کے ساتھ کرتا ہے، وقت ضائع نہیں کرتا، جس کام کا کہو اسے اچھے طریقے سے کرتا ہے تو مالک اِس سے محبت کرتا ہے، تو اللہ رب العزت بھی محبت کرتا ہے جب بندہ نوافل ادا کرتا ہے، فرض تو اللہ نے ویسے فرض کیئے وہ تو ہم نے ضرور ادا کرنے ہیں، اللہ کا قرب نوافل سے ملتا ہے، اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جب میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں پھر میں بندے کا ہاتھ بن جاتا ہوں، بندے کا پاؤں بن جاتا ہوں مایلیق بشانہ، اِس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ پھر وہ دیکھتا ہے جس کا میں نے اسے حکم دیا، بندہ وہاں چل کر جاتا ہے جس کا میں نے حکم دیا، وہ ان مجلسوں میں بیٹھتا ہے جہاں میں نے حکم دیا، وہ ان جگہوں سے بچتا ہے جہاں سے میں نے روکا یعنی اِس کے تمام اعضاء وہی حرکات، سکنات کرتے ہیں جس سے اللہ اور اللہ کا رسول خوش ہوتا ہے، تو اگر تجارت میں برکت چاہیے سب سے پہلا عمل ہے فرائض کی پابندی کریں، آج ہمارے ہاں فرائض کی پابندی نہیں ہوتی، اس لئے ہماری تجارت میں برکت نہیں، جو تاجر پانچ وقت نماز کا اہتمام کرتا ہے، اذان کی صدا سن کر اپنے کاروبار کو روک دیتا ہے کہ مجھے اس وقت

زمین آسمان کے بادشاہ نے حکم دیا ہے، اب میں جا کر اس کے سامنے سربسجود ہوں گا، اللہ کو یہ عمل پسند آتا ہے کہ اس نے میری اذان پر نماز کے لیے اپنی تجارت کو روکا، اللہ غیبی طور پے رزق بڑھا دیتا ہے، بعض نادان یہ سمجھتے ہیں نماز کے لیے آئیں گے تو دس منٹ لگیں گے، ہوسکتا ہے کوئی گاہک آجائے گا، گاہک نہیں آتا پھر اگلے دو گھنٹے بھی گزر جاتے ہیں، پھر ایک گھنٹے کا کام تین گھنٹوں میں طے ہوتا ہے، اور جب آدمی نماز کے لئے آتا ہے، فرض پڑھتا ہے، اللہ وقت میں برکت ڈال دیتا ہے، جو سفر اس نے طے کرنا ہے، گھنٹے کا سفر ہے 45 منٹ میں طے ہو جاتا ہے، راستے میں اُسے ٹریفک نہیں ملتی، رکاوٹیں نہیں ملتیں، آسانی سے منزل پر پہنچتا ہے اور جب آدمی فرض نماز نہیں پڑھتا، تو وہی ہوتا ہے کہ 15 منٹ کا سفر آدھے گھنٹے میں طے ہوتا ہے، گاڑی خراب ہوگئی یا راستے میں ٹریفک ہے یا حادثہ پیش آ گیا یا جس سے ملنا تھا اس سے ملاقات ہی نہیں ہوئی، یا جس کام کیلئے جا رہے تھے وہ کام ہی نہیں ہوا، جس مقصد کے لیے گئے تھے اسی میں رکاوٹیں پیدا ہوگئیں، اس لئے کہ اللہ کو ناراض کر کے تجارت میں برکت نہیں ہوتی، تو پانچ وقت نمازوں کا خوب اہتمام ہو۔

۲......نرم مزاج ہونا اور حقوق کے مطالبہ میں دوسروں کی رعایت رکھنا

معاملات کی درستگی کے لئے دوسرا وصف نرم مزاج ہونا، جس کی زندگی کے اندر یہ وصف ہو کہ اس کے اخلاق اچھے ہوں، ہر ایک سے ملتا ہو مسکراہٹ کے ساتھ، اللہ اس کی تجارت کو فروغ دیتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى. ❶

❶ صحیح البخاری: کتاب البیوع، بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالبَيْعِ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ، رقم الحديث: ۲۰۷۶

ترجمہ: اللہ اس شخص پر رحم کرے جو نرم مزاج ہو جب خریدے اور جب بیچے اور جب کسی سے اپنے حق کا مطالبہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمارہے ہیں کہ اللہ اس تاجر پر رحم کرے جو نرم مزاج ہو، دیکھیے! آج ہم دعاؤں کے لئے کسی عالم کو کہتے ہیں، حضرت میرے لیے دعا کرو، کوئی سید نظر آجائے، کوئی پیر نظر آجائے، کوئی بزرگ نظر آجائے گا کہ حضرت دعا کرو، اُن کی دعاؤں کا انکار نہیں ان کی دعا بھی قبول ہوگی، لیکن امام الانبیاء کس کے لیے دعا کر رہے ہیں؟ اس تاجر کے لیے جو نرم مزاج ہو، اس لیے تاجر حضرات اپنی زندگی کے اندر یہ وصف لے کر آئیں، جتنے اچھے اخلاق والا تاجر ہوتا ہے، مسکراہٹ والا ہوتا ہے، اللہ تعالی اس کی تجارت کو فروغ دیتا ہے، اس لیے جس شخص کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں، اخلاق اچھے نہیں، اس کو تجارت نہیں کرنی چاہیے، اس کی تجارت کو فروغ نہیں ملتا، وہ آگے نہیں بڑھتی، اس لیے کہ چینی ایک کہاوت ہے کہ کاروبار کو فروغ دینا ہے تو ہر ایک سے مسکرا کر ملیں۔

جب دوسروں سے قرض یا کسی حق کا مطالبہ کرنا ہو تو نرمی سے کریں، مزاج اور لب ولہجہ میں سختی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّهِ. ❶

ترجمہ: جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا قرض معاف کیا تو اللہ تعالی اسے اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تاجر لوگوں سے لین دین کیا کرتا

❶صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقاق، باب حدیث جابر الطویل وقصة أبي اليسر، رقم الحديث: ٣٠٠٦

تھا، جب تنگدست کو دیکھتا تو اپنے ماتحتوں سے کہتا:

تَجَاوَزُوا عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا. ❶

ترجمہ: اس سے درگذر کا معاملہ کرو، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر کا معاملہ کرے، (تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرتے ہوئے اِس کی مغفرت فرمادی۔)

اسی طرح قرض دار کو بھی چاہیے کہ وہ بلا وجہ ٹال مٹول نہ کرے، جیسے ہی وسعت ہو فوراً ادائیگی کرے، یہ حقوق العباد میں سے ہے، اِس لئے یہ نہایت نازک معاملہ ہے۔

۳......سچ بولنے کا اہتمام کریں

یعنی کوئی معاملہ کریں، تو جھوٹ نہ بولیں کہ یہ چیز میں نے اتنے کی خریدی ہے، اور اتنی کی فروخت کررہا ہوں۔ جھوٹ بولنے سے قرآن وسنت نے تاکید سے روکا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبة: ١١٩)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

دوسرے جگہ ارشاد فرمایا:

﴿هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ﴾ (المائدة: ١١٩)

ترجمہ: آج وہ دن ہے کہ سچ بولنے والوں کو انکی سچائی ہی فائدہ دے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ

❶ صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب من أنظر معسرا، رقم الحديث: ٢٠٧٨

كَذَّابًا. ❶

ترجمہ: بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

اسی لیے سچ بولنے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ کاروبار میں خوب برکت ہو۔

۴......عیب کی وضاحت کریں

معاملات کی درستگی کے لئے ایک اہم وصول یہ ہے کہ مبیع کے اندر کوئی خامی ہے، کوئی عیب یا نقص ہے تو بتا دیں کہ یہ چیز میں آپ کو بیچ رہا ہوں لیکن اس میں یہ خامی ہے، یا یہ ادنی کوالٹی والی ہے، اعلی والی نہیں ہے، یہ فلاں کمپنی کی بنی ہوئی ہے، اِس سے زیادہ معیاری چیز فلاں کمپنی کی ہے، اور اگر عیب ہے تو صراحت سے بتا دیں، اس سے کاروبار میں برکت ہوگی۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. ❷

ترجمہ: بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں یا کہا:

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: يَا أَيُّهَا الَّذِين آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ......الخ، رقم الحدیث ۶۰۹۴

❷ صحیح البخاری: کتاب البیوع، بَابُ إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا.. رقم الحدیث: ۲۰۷۹

حتی کہ دونوں جدا ہو جائے، اگر دونوں سچ بولیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی بیع کی برکت ختم کردی جائے گی۔

اس لیے انسان کوشش کرے کہ اگر کسی چیز میں کوئی خامی ہے تو اس کی پوری وضاحت کردے، اس سے خریدنے والا آدمی خوش ہوتا ہے کہ یہ مجھے دھوکا نہیں دے رہا اور وہ دس کو اور جا کر بتاتا ہے کہ یہ آدمی ٹھیک ہے، اگر آدمی ایک سے خیانت کرتا ہے وہ دس کو جا کر بتاتا ہے فلاں دکان سے نہیں خریدنا، فلاں تاجر کے ساتھ کاروبار نہیں کرنا وہ تو دھوکا دیتا ہے، میں نے اس سے کوئی چیز خریدی تھی مجھے دھوکا ہوا تھا، تو دس گاہک اِس کے خراب ہوتے ہیں، پھر وہ دس دس سے ملتے ہیں تو سو ہو جاتے ہیں، تو ایک کے ساتھ اگر معاملہ اچھا ہو تو وہ اس کی پبلیسیٹی کا بڑا ذریعہ بن جاتا ہے، اس کو اشتہار چھاپنے کی ضرورت نہیں، اس کو بڑے اخبارات اور جرائد کا سہارا لیکر کاروبار کو فروغ دینے کی ضرورت نہیں، اس کی حق گوئی اور ہمدردی کے باعث یہ خود معروف ہو جائے گا۔

۵......صدقہ دینے کا اہتمام کریں

جس کی زندگی میں یہ وصف ہو کہ وہ اپنی تجارت میں ہر ماہ کچھ نہ کچھ صدقہ اللہ کے راستے میں دے، اللہ توفیق دے تو انسان ہر دن صدقہ کرے، یہ ممکن نہ ہو تو ہر مہینے ضرور تاجر صدقہ کرے، صدقے کے ذریعے مال میں کمی نہیں آتی، اللہ مال میں برکت دیتا ہے۔

حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد رسالت میں ہم لوگوں (سوداگروں) کو سماسرہ (یعنی دلال) کہا جاتا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ہمارا پہلے سے بہتر نام تجویز فرمایا، آپ نے

ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ ،إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ،فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ .❶

ترجمہ: اے تاجرو! تجارت میں بیکار باتیں اور قسما قسمی ہوتی ہے لہذا اپنی تجارت کو صدقہ کے ساتھ ملاؤ۔

یعنی جب تم لوگ خرید فروخت کرتے ہو تو تم قسمیں بھی کھا لیتے ہو، لایعنی باتیں بھی کر لیتے ہو، جھوٹ بھی بول دیتے ہو، دھوکا بھی دے دیتے ہو، اس لیے تم اس کے ساتھ صدقے کو ملایا کرو تاکہ تمھاری خامیاں اور گناہ مٹ جائیں اور اللہ تعالی تمہاری تجارت میں برکت دے گا، اس لیے جو تاجر صدقے کا اہتمام کرتا ہے اللہ اس کی تجارت کو بڑھا دیتا ہے، اس لیے انسان کوشش کرے اپنے ساتھ اللہ کو پارٹنر بنائے، اللہ کو اپنے ساتھ شریک بنالے، اگر دو شریک ہیں، تیسرا اللہ کو اپنے ساتھ شریک کرلیں کہ مجھے جو نفع ہوگا مثلاً آدھا ہے، تہائی میں رکھوں گا اور ایک تہائی یا دس فیصد اللہ کے نام پر دوں گا، دو فیصد تو اللہ نے فرض کیا ہے وہ تو ویسے بھی ہم نے دینا ہے، نہیں دیں گے تو ہماری پکڑ ہے، اصل تو یہ ہے کہ خوشی سے کتنا دے رہے ہیں، تو ہر نفع میں کچھ حصہ اللہ کا رکھیں، جو تاجر اللہ کو اپنا شریک بنا دے تو اللہ اِن کے کاروبار کو خوب ترقی دیتا ہے، اللہ رب العزت ہر آئے دن پریشانیوں اور تکالیف سے اُس کی حفاظت کرتا ہے، اس کے کاروبار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی اور برکت شروع ہو جاتی ہے، اس لیے جتنے بڑے تاجر ہیں آپ دیکھیں گے اُن کی زندگی میں یہ وصف ہے وہ صدقہ بہت دیتے ہیں، اس لئے اللہ نے ان کو مال بھی خوب دیا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن أبی داود: کتاب البیوع، بَابٌ فِي التِّجَارَةِ يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ، رقم الحدیث: ۳۳۲۶

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ،وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا،وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ.❶

ترجمہ: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسکو بلند فرما دیتا ہے۔

صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی ،جس طرح کنویں سے پانی نکالنے سے پانی میں کمی نہیں آتی ،اللہ کے نام پر خرچ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی جتنا دیں گے وہ بڑھا ہی رہے گا۔

٦......جھوٹی قسمیں کھانے سے گریز کریں

کامیاب تاجر وہ ہوگا جس کی زندگی میں جھوٹی قسم نہ ہو،تجارت کے دوران اللہ کے نام کو غلط استعمال نہ کریں۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.

ترجمہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ ان سے بات نہیں کرے گا،اللہ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا،اللہ اُنہیں گناہوں سے پاک نہیں کرے گا،اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا،حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

خَابُوا وَخَسِرُوا،مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

❶صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب،باب استحباب العفو والتواضع ، ٢٥٨٨

ترجمہ: گھاٹے میں پڑ جائیں خسارے میں پڑ جائیں یہ کون لوگ ہیں، اے اللہ کے رسول؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ. ❶

ترجمہ: اپنے پائنچوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے، احسان کر کے جتلانے والے، اپنے سامان وتجارت کو فروغ دینے کے لئے جھوٹی قسم کھانے والے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عذاب بیان فرمائے کہ قیامت کے دن اللہ ان سے بات نہیں کرے گا، اللہ نظر رحمت نہیں کرے گا، اللہ گناہوں سے پاک نہیں کرے گا، اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

تو ان میں ایک آدمی وہ ہے کہ جو جھوٹی قسم کھا کر اپنے سامان کو بیچتا ہے، جھوٹی قسم کھانے والے کی تجارت میں برکت نہیں ہوتی، اللہ رب العزت اس کو دنیا میں بھی گھاٹے میں ڈال دیتا ہے، خسارے میں پڑ جاتا ہے، بیماریاں آجاتی ہیں یا امراض کا سامنا ہوتا ہے یا آگ لگ جاتی ہے، مال ڈوب جاتا ہے، مال جل جاتا ہے، مال چوری ہوجاتا ہے، غبن اور خسارے میں پڑ جاتا ہے، کوئی نہ کوئی کام اور نقصان ایسا ہوجاتا ہے جو نفع اس نے جھوٹی قسم سے لیا تھا وہ سارا اسی طرح ضائع ہوجاتا ہے۔

جھوٹی قسم کھانے والے کا بھیانک انجام

مندرجہ ذیل واقعہ روزنامہ ''جنگ'' کے سنڈے میگزین مورخہ ۲۰۰۰۔۷۔۲ میں شائع ہوا، اسے زینت اقبال (کراچی) نے تحریر کیا تھا:

انکل اور ان کے ایک دوست نفیس صاحب ایک ہی کمپنی میں کام کرتے تھے، نفیس

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، بَابُ بَیَانِ غِلَظِ تَحْرِیمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ......الخ، رقم الحدیث: ۱۰۶

صاحب کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور میرے انکل کے علاوہ ان کے ایک اور دوست سعد صاحب بھی تھے، ان ہی دنوں نفیس صاحب کو اپنی بڑی بیٹی کی شادی کے لئے کچھ پیسوں کی ضرورت پڑی تو انہوں نے انکل سے پچاس ہزار روپے مانگے، انکل نے کہا: میرے پاس تو نہیں ہیں، سعد سے معلوم کر لیتے ہیں، اگر اس کے پاس ہوں گے تو میں دلوا دوں گا، سعد صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا: میری عنقریب پچاس ہزار کی کمیٹی کھلنے والی ہے تو میں وہ آپ کو دے دوں گا اور جب ضرورت پڑے گی تو آپ لوٹا دیجئے گا، انکل نے کہا ٹھیک ہے، رقم میں آپ کو دلوا دوں گا۔ اور یوں نفیس صاحب کو سعد صاحب نے پیسے دے دیئے جس کے گواہ صرف انکل ہی تھے۔

نفیس صاحب کی بیٹی کی شادی بخیر وخوبی انجام پا گئی، کچھ مہینوں بعد سعد صاحب کو اپنی والدہ کے علاج کے لئے پیسوں کی ضرورت پڑی تو انہوں نے نفیس صاحب سے اپنے پیسے مانگے، پہلے تو وہ ٹال مٹول کرتے رہے کہ میں کل دے دوں گا، ہفتے بعد دے دوں گا، بعد میں ان کے دماغ میں پتا نہیں کیا شیطان سما گیا کہ وہ سرے سے مکر ہی گئے کہ میں نے کوئی پیسے ویسے لئے ہی نہیں، اب تو سعد صاحب کو بہت غصہ آیا، انہوں نے انکل سے بات کی تو انکل نے کہا ٹھیک ہے، بات کرتا ہوں، انہوں نے نفیس صاحب سے پوچھا تو وہ صاف پھر گئے، انکل نے کہا میں نے تمہیں خود پیسے دلوائے ہیں، لیکن وہ نہیں مانے اور اب انکل کے علاوہ کوئی گواہ بھی نہیں تھا، لہذا بات نہیں بن سکی، انکل بھی بے بس ہو گئے کہ آخر نفیس کو کیا ہو گیا ہے؟ پچاس ہزار کے لئے اپنا ایمان خراب کر رہا ہے، بہر حال سعد صاحب نے ایک وکیل سے بات کی اور نفیس صاحب پر کیس دائر کر دیا۔

جس دن نفیس صاحب اور سعد صاحب کو کورٹ میں بلایا گیا اس دن انکل بھی گئے،

سعد صاحب نے قرآن اٹھا کر کہا کہ میرا ایک گواہ ہے اور میں نے پیسے نفیس صاحب کو دیئے ہیں، مگر جب نفیس صاحب سے قرآن پاک اٹھانے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے قرآن شریف اٹھا کر صاف انکار کر دیا کہ میں نے سعد سے کوئی پیسہ نہیں لیا، پتہ نہیں اس لمحے سعد صاحب کو کیا ہوا کہ انہوں نے کہا بس! اب مجھے کسی کا فیصلہ نہیں چاہئے، میں اپنا کیس واپس لیتا ہوں، اور اب فیصلہ میرا رب کرے گا، یہ کہہ کر وہ تیزی سے کورٹ سے باہر نکل گئے۔

اس بات کو ابھی مہینہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ نفیس صاحب کی اس بیٹی کو طلاق ہوگئی جس کی شادی پر انہوں نے قرض لیا تھا، ایک بیٹا فوج میں تھا اس کا میڈیکل چیک اپ ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کو ایڈز جیسا مہلک مرض لاحق ہوگیا ہے، چنانچہ اسے نوکری سے نکال دیا گیا، ابھی وہ ان حادثات سے سنبھل بھی نہیں پائے تھے کہ ان کا چھوٹا بیٹا جو کالج میں پڑھتا تھا کسی تنظیم کی لڑائی کے دوران فائرنگ سے ہلاک ہوگیا اور جب اس بیٹے کی لاش گھر پر آئی تو نفیس صاحب کی حالت پاگلوں جیسی تھی، وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ سعد مجھے معاف کردو، مجھے معاف کردو، میرا پورا گھر تباہ ہوگیا ہے، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ سعد صاحب کی بیمار والدہ قدرتی طور پر بالکل صحت یاب ہوگئیں، واقعی خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، جب فیصلہ رب پر چھوڑ دیا جائے تو پھر وہ ایسی کڑی سزا دیتا ہے کہ دنیا کے لئے باعثِ عبرت بنا دیتا ہے۔ ❶

۷......ٹال مٹول سے گریز کریں

بعض تاجر ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس رقم کی ادائیگی کے پیسے موجود ہوتے ہیں، وقت طے کرتے ہیں، ہفتے بعد ہم رقم دیں گے، اب جب دوسرا اپنے رقم کے مطالبے

❶ مکافات عمل: ص ۴۵۷ تا ۴۵۹

کے لئے آتا ہے تو وہ تاجر آگے سے ٹال مٹول کرتا ہے، کل دوں گا، پرسو دوں گا، ہفتے بعد دوں گا، دس دن بعد دوں گا حالانکہ وہ ادا کرسکتا ہے، اس کے پاس رقم موجود ہے، ایسا آدمی جو جان بوجھ کر قصداً دوسرے کو تکلیف دینے کے لیے ایسا کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا:

مَطُلُ الغَنِيِّ ظُلُمٌ. ❶

ترجمہ: مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

یعنی ایک آدمی صاحب وسعت ہو کر وقت طے کرتا ہے کہ اس وقت میں رقم دوں گا پھر بھی نہیں دیتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ظلم کر رہا ہے، اس لیے ایسے شخص کی تجارت میں برکت نہیں ہوتی، مارکیٹ میں اس کا نام خراب ہو جاتا ہے، لوگوں میں مشہور ہو جاتا ہے کہ یہ وقت طے کرتا ہے لیکن پیمنٹ کی ادائیگی نہیں کرتا اور ایک وقت آتا ہے مارکیٹ میں کوئی اس کے ساتھ کاروبار اور بیع وشراء کے لئے تیار نہیں ہوتا، یہ کسی اور نے نہیں بلکہ ایسے شخص نے اپنے اوپر ظلم کر کے خود اپنا نقصان کیا ہے۔

۸......ادائیگی اچھے طریقے سے کریں

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کسی سے کوئی رقم لیتا ہے اور جب اس رقم کی ادائیگی کا وقت آجائے تو اس کو چاہیے کہ اس کے مطالبے سے پہلے پہلے وہ رقم اس کو دے دیں، وقت لیا تھا کہ مہینے بعد رقم دوں گا تو مہینہ جیسے پورا ہو جائے اس کے مطالبہ کرنے سے پہلے، فون کرنے سے پہلے، کسی قاصد کو بھیجنے سے پہلے اِس کی رقم لوٹا دیں، اور بہتر ہے کہ اچھے انداز سے دیں کہ جتنی اس نے رقم دی اس سے کچھ زائد کر کے

❶صحيح البخاری : كِتَاب فِي الِاسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ، بَابٌ: مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْم، رقم الحديث: ۲۴۰۰

لوٹائیں، اس کے ساتھ کچھ ہدیہ دیں، اچھے اخلاق سے پیش آ کر دیں، خود سے اس کی دکان اور جگہ پر آ کر اس کو دیکھ کر اس کا شکریہ ادا کر دیں، یہ جو اچھے طریقے سے ادائیگی ہے، یہ رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے کے لیے آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سختی سے مطالبہ کیا (اس گستاخی پر) صحابہ کرام نے اس کو جھڑکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا:

دَعُوهُ، فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.

اسے چھوڑ دو، اس لیے کہ حق دار کو کہنے کا حق حاصل ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے اتنی عمر کا جانور دے دو جتنی عمر کا جانور اس کا تھا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہم نہیں پاتے، البتہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے، آپ نے فرمایا:

اِشْتَرُوهُ، فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. ❶

ترجمہ: وہی اسے دے دو اس لیے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنے قرض کی ادائیگی میں بہتر ہوں۔

تو جب ادائیگی کریں تو اچھے طریقے کے ساتھ کریں، آپ نے جو اونٹ لیا تھا وہ کم قیمت کا تھا، لیکن جب آپ نے ادائیگی کی ہے تو زیادہ قیمت والا دیا، اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرا خوش ہوتا ہے، آئندہ اگر اس کے ساتھ معاملہ کرنا ہو، لین دین کرنا ہو

❶ صحیح البخاری: کتاب الاستقراض وأداء الدیون والحجر والتفلیس، باب استقراض الابل، رقم الحدیث: ۲۳۹۰

تو وہ خوشی سے کرتا ہے کہ یہ وقت پر قیمت دینے والا ہے، اچھے طریقے سے ادا کرنے والا ہے، پریشان نہیں کرتا، مصیبت میں نہیں رکھتا، یہ عمل تجارت میں برکت اورفروغ کا سبب ہے۔

۹......قرض کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں

عموماً تجارت کے دوران بسا اوقات انسان کو کسی سے قرض لینے کی ضرورت پیش آتی ہے یا اس طرح ایک آدمی سے کوئی چیز خرید رہا ہے تو قرض پر لے رہا ہے، تو اسے چاہیے جیسے رقم اس کے ہاتھ میں آ جائے وہ فوراً رقم اس کو دے دے اور اس میں تاخیر نہ کرے، اس لئے کہ قرض میں تاخیر کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے، اگر انسان شہادت کے درجے پر فائز ہو جائے تب بھی قرض کا گناہ معاف نہیں ہوتا، حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ. ❶

ترجمہ: شہید کا ہر گناہ معاف ہوتا ہے لیکن قرضہ معاف نہیں ہوتا۔

حالانکہ شہادت بہت بڑا مقام ہے، خون کا قطرہ جیسے زمین پر گرے اللہ شہید کے گناہ معاف کر دیتا ہے لیکن اگر اس نے قرض ادا نہیں کیا تو یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ قرض ادا نہ کرنا ایسا گناہ ہے کہ شہادت سے بھی اِس کی تلافی نہیں ہوتی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے، اس نے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیں کہ اگر میں اللہ کے راستہ میں جہاد کروں ثابت قدمی کے ساتھ اور

❶ صحيح مسلم: كتاب الامارة، بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدَّيْنَ، رقم الحديث: ١٨٨٦

ثواب کی نیت سے جہاد کروں اور جہاد سے منہ نہ پھیروں، تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ایک گھڑی تک، پھر آپ نے فرمایا کہ وہ سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر خدمت ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ابھی کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ اگر میں قتل کیا جاؤں اللہ کے راستہ میں ثابت قدم رہ کر اجر وثواب کیلئے جہاد کروں اور اس سے نہ ہٹ جاؤں دشمن کے مقابلہ سے تو کیا اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، مگر مقروض کی مغفرت نہیں کی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی مجھ سے خاموشی سے فرمایا ہے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود قرض کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر قرض خواہ اعرابی ہوتا تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِن کے ساتھ رویہ نہایت ہمدردانہ اور شفقت والا ہوتا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اَعرابی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرضہ تھا، وہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے لگا اور اس نے آپ پر بڑی سختی کی یہاں تک کہ یہ کہہ دیا کہ جب تک آپ میرا قرضہ ادا نہیں کریں گے میں آپ کو تنگ کرتا رہوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اسے جھڑکا اور کہا: تیرا ناس ہو! تم جانتے ہو کہ تم کس سے بات کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے حق والے کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ اور پھر آپ نے حضرت خَولہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کھجوریں ہوں تو ہمیں اُدھار دے

❶ سنن النسائی: کتاب الجهاد، باب من قاتل فی سبیل اللّٰه وعلیه دین، رقم الحدیث: ۳۱۵۵

دو، جب ہمارے پاس آئیں گی تو ہم تمہارا قرضہ ادا کر دیں گے۔ انہوں نے کہا: ضرور، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قرض لے کر اس اَعرابی کا قرض ادا کر دیا اور جتنا اس کا قرضہ تھا اس سے زیادہ اِسے دیا۔ اس اَعرابی نے کہا: آپ نے قرضہ پورا ادا کر دیا اللہ آپ کو پورا بدلہ دے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُولَئِكَ خِيَارُ النَّاسِ، إِنَّهُ لَا قُدِّسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ. ❶

ترجمہ: حق کا ساتھ دینے والے لوگوں میں سب سے بہترین لوگ ہیں، اور وہ اُمت پاکیزہ نہیں ہوسکتی جس میں کمزور آدمی بغیر کسی تکلیف اور پریشانی کے اپنا حق وصول نہ کر سکے۔

قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا ٹال مٹول کرنے والوں کے لئے حدیث میں سخت وعید ہے، اور ایسے شخص کا جنازہ پڑھانے سے آپ انکار فرماتے تھے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھتے جو مقروض ہو کر مرتا (یعنی خود نہ پڑھتے بلکہ دوسروں کو اس کی نماز کا حکم فرماتے) پس آپ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کے ذمہ قرض ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! اس کے ذمہ دو دینار قرض ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. ❷

ترجمہ: اپنے ساتھی پر نماز تم پڑھ لو (میں نہیں پڑھاتا)

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الصدقات، باب لصاحب الحق سلطان، رقم الحديث: ٢٤٢٦

❷ سنن أبي داود: كتاب البيوع، باب في التشديد في الدين، رقم الحديث: ٣٣٤٣

پھر حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اس کے دو دینار کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اندازہ کیجئے کہ اس شخص کے مالی معاملات درست نہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھانے سے انکار کردیا، تو دین میں معاملات اور حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے، اسلئے معاملات کی درستگی کا خوب اہتمام کریں، ورنہ عبادات انسان کو معاملات میں کمی بیشی سے نہیں بچاسکتیں، عبادت سے یہ گناہ معاف نہیں ہوگا، اور نہ صرف توبہ سے اِس کی تلافی ہوگی، جب تک کہ انسان دوسروں کا حق ادا نہ کرے، اور ان کے حقوق کی کمی میں اِن سے معذرت بھی کرے۔

کوشش کریں کہ قرض کی عادت نہ بنائیں، اِس سے دن کا اطمینان اور رات کا سکون ختم ہوجاتا ہے، اِسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد قرض سے پناہ مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

ترجمہ: یا اللہ! میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نماز کے بعد قرض سے پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ.

ترجمہ: جب آدمی قرض لیتا ہے تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ. ❶

ترجمہ: اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب في الإستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب من استعاذ من الدين، رقم الحديث: ۲۳۹۷

اولاً قرض لینے کی عادت نہ بنائیں، اگر بامر مجبوری قرض لینا ہوتو جلد ادائیگی بھر وقت کریں۔

۱۰......ذخیرہ اندوزی سے بچیں

کامیاب تاجر وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے لئے وہی سوچتا ہے جو اپنے لیے سوچتا ہے، بعض تاجر ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، مارکیٹ میں ایک چیز موجود ہوتی ہے، جان بوجھ کے اس چیز کا اسٹاک کر دیتے ہیں، مارکیٹ میں کمی لے آتے ہیں تاکہ جب چیز کی قلت ہوجائے اور خریدنے والے لوگ کثرت کے ساتھ آجائیں تو ہم اپنے منہ مانگے داموں کے ساتھ اس کو فروخت کریں، ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ احۡتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ. ❶

ترجمہ: ذخیرہ اندوزی کرنے والا شخص خطا کار ہے۔

اس طرح متعدد احادیث میں ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

ذخیرہ اندوزی کرنا بیماریوں میں مبتلا ہونے کا سبب ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ احۡتَكَرَ عَلَى الۡمُسۡلِمِينَ طَعَامَهُمۡ،ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالۡجُذَامِ وَالۡإِفۡلَاسِ. ❷

ترجمہ: جو مسلمانوں کے کھانے پینے کی اشیا میں ذخیرہ اندوزی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے کوڑھ کے مرض اور مفلسی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

❶صحیح مسلم : کتاب الطلاق ،باب تحریم الاحتکار فی الأقوات ،رقم الحدیث:١٦٠٥

❷سنن ابن ماجة: کتاب التجارات،باب الحکرة والجلب،رقم الحدیث:٢١٥٥

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو اللہ نے دنیا میں مرض میں مبتلا کر دیا

فروخ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں مسجد جانے کے لئے گھر سے نکلے، تو راستے میں اُنہیں جگہ جگہ غلّہ نظر آیا، تو اُنہوں نے پوچھا: یہ غلّہ کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ درآمد کیا گیا ہے، آپ نے فرمایا: اللہ اِس میں برکت دے اور اُس شخص کو بھی جس نے اِسے درآمد کیا ہے، لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ تو ذخیرہ اندوزی کا مال ہے، آپ نے پوچھا: کس نے ذخیرہ کر کے رکھا تھا؟ لوگوں نے بتایا: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ اور آپ کے فلاں غلام نے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں کو بلوا بھیجا اور فرمایا: تم نے مسلمانوں کی غذائی ضروریات کی ذخیرہ اندوزی کیوں کی؟ اُنہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! ہم اپنے پیسوں سے خریدتے اور بیچتے ہیں (اس لئے ہمیں اختیار ہونا چاہیے۔) آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهُمْ، ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْإِفْلَاسِ، أَوْ بِجُذَامٍ. (1)

ترجمہ: جو شخص مسلمانوں کی غذائی ضروریات کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اِسے تنگ دستی اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔

فروخ نے یہ سن کر اُسی وقت کہا: امیر المؤمنین! میں اللہ سے اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام اپنی اس بات پر اَڑا رہا کہ ہم اپنے پیسوں سے خریدتے اور بیچتے ہیں (اِس لیے ہمیں اختیار ہونا چاہیے)۔ ابو یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعد میں جب میں نے اُسے دیکھا تو وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو چکا تھا۔

---

(1) مسند أحمد: مسند الخلفاء الراشدين، مسند عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه، ج ۱ ص ۲۸۴، رقم الحديث: ۱۳۵

آپ دیکھیں! عموماً ایسے تاجر جو اس طرح بڑی بڑی مارکیٹوں میں ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، کوئی چاول کی، کوئی چینی کی، کوئی آٹے کی، کوئی دیگر پیداوار کی تاکہ ہم اُسے مہنگے داموں میں بیچیں، پھر ہوتا وہی ہے جیسے حدیث میں آیا کہ اللہ فقر میں مبتلا کر دیتا ہے، ماضی قریب میں آپ نے مثالیں دیکھیں! بڑے بڑے تاجر تھے، کسی کی فیکٹری کو آگ لگ گئی، جتنا ذخیرا اندوزی کیا تھا سب کا سب جل کے ختم ہوگیا، وہی شخص جو کل تک اربوں روپے کا مالک تھا اگلے دن اس کی حالت یہ ہوتی کہ اس کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہیں ہوتی، ایسے لوگوں کا مال سیلاب میں، زلزلوں میں، چوریوں میں یا کسی کے مال چھیننے میں یا ناحق قتل وغارتگری میں ضائع ہوجاتا ہے، اللہ ان کو نفع نہیں دیتا، بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، جتنا حرام کے راستے سے کمایا ہوتا ہے وہ سارا اسی طرح بیماریوں میں لگ جاتا ہے، اس لیے کوشش کی جائے کہ انسان ذخیرہ اندوزی کے گناہ سے بچے اور جب لوگوں کو ضرورت ہو تو اُن کے ساتھ تعاون کرلے، تنگ دستی اور احتیاج کے وقت لوگوں پر بے دھڑک خرچ کرے، ان کی دعاؤں کے طفیل آنے والے وقت میں اللہ خوب عطا فرمائے گا۔

١١......امانت ودیانت کا اہتمام کریں

یعنی تجارت میں امانت ودیانت کا پاس رکھیں، خیانت اور دھوکہ دہی سے بچیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ. ❶

ترجمہ: سچا، ایماندار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

❶سنن الترمذی: أبواب البیوع، باب ما جاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم إیاھم، رقم الحدیث ١٢٠٩

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس مختلف قیمتوں کے حلّے تھے،ان میں سے ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حلّے کی قیمت چار سو درہم تھی،اور ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حلّہ دوسو درہم کا تھا،نماز کا وقت ہوا تو آپ نے بھتیجے کو دکان پر چھوڑ کر نماز کیلئے چلے گئے،اسی دوران ایک اعرابی آیا اور اس نے چار سو درہم کا حلہ طلب کیا،بھتیجے نے اسکے سامنے دوسو درہم والا پیش کیا،اسے وہ اچھالگا اور چار سو درہم پر لے لیا،اعرابی حلّہ لیکر جارہا تھا کہ راستے میں حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ ملے،انہوں نے اپنے حلّے کو پہچان لیا اور پوچھا: کتنے کا لیا ہے؟اس نے کہا چار سو درہم میں،آپ نے کہا یہ دوسو درہم سے زیادہ نہیں،جا کر واپس کرو،اس نے کہا ہمارے شہر میں یہ پانچ سو درہم کا ملتا ہے اور مجھے بھی پسند ہے،آپ نے کہا واپس آؤ،چنانچہ اُسے دکان پر واپس لائے اور دوسو درہم واپس کردیئے،اور اپنے بھتیجے کو خوب ڈانٹا۔❶

دیکھیں کس قدر دیانتداری ہے کہ دوسو درہم واپس کئے اور بھتیجے کو بھی تنبیہ کی۔

۱۲......وعدہ خلافی سے بچیں

یعنی معاملات کرتے وقت فریقین جو مدت متعین کریں تو اسی وقت میں ادائیگی ہو،چاہے وہ خریدی ہوئی شی ہو یا مال کی قیمت ہو،اسی طرح ثمن یا مبیع کی ادائیگی کا جو وقت اور مقام طے کریں اُس کی پابندی کریں،قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴾(الإسراء: ۳۴)

ترجمہ:اور عہد کو پورا کرو،یقین جانو کی عہد کے بارے میں (تمہاری) بازپرس ہونے والی ہے۔

وعدہ خلافی منافق کی علامت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶إحياء علوم الدين: كتاب آداب الكسب والمعاش، ج ۲ ص ۷۹

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. ❶

ترجمہ: منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہارے جنت میں جانے کا ضامن بنتا ہوں۔

اُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُّمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ. ❷

(۱) جب بھی بولو سچ بولو۔ (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرو۔ (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو یعنی حرام کاری سے بچو۔ (۵) اپنی نگاہ کو محفوظ رکھو یعنی اس چیز کی طرف نظر اٹھانے سے پرہیز کرو جس کو دیکھنا جائز نہیں۔ (۶) اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو یعنی اپنے ہاتھوں کو ناحق مارنے اور حرام ومکروہ چیزوں کو پکڑنے سے باز رکھو، یا یہ کہ اپنے آپ کو ظلم وتعدی کرنے سے باز رکھو۔

۱۳......ہر ایک سے خیر خواہی کریں

یعنی کسی سے معاملہ کرتے وقت یہ نہ کہا جائے کہ میری یہ چیز اعلیٰ کوالٹی کی ہے اور فلاں کے پاس بالکل بے کار ہے، اپنی چیزوں کی بے جا تعریف کرنا اور دوسروں کی چیزوں

❶ صحیح البخاری: كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: ۳۳

❷ مسند أحمد: مسند الأنصار، حديث عبادة بن صامت رضي الله عنه، ج۳۷ ص۴۱۷، رقم الحديث: ۲۲۷۵۷

کی اہمیت کو گھٹانا اِس سے شرع نے روکا ہے، ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کریں، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدِّينُ النَّصِيحَةُ.

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! کس کیلئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ. ❶

ترجمہ: اللہ کیلئے اور اُس کی کتاب کیلئے، ائمہ مسلمین کے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الْكَسْبِ، كَسْبُ يَدِ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ. ❷

ترجمہ: بہترین کمائی مزدور کے ہاتھ کی کمائی ہوتی ہے جبکہ وہ خیر خواہی سے کام کرے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی ناواقف تاجر سے خیر خواہی

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو کہا کہ ایک گھوڑا خرید کر لاؤ، غلام گیا اور ایک سے پوچھا تو اس نے تین سو درہم کا کہا، غلام اسکو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس لیکر آئے تا کہ بیع نافذ ہوجائے، حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑا لیا، بیٹھ کر چکر لگایا، اسکے بعد فرمایا: اس گھوڑے کی قیمت چار سو درہم سے زیادہ ہے، تمہیں اسکی قیمت کا پتہ نہیں، (چونکہ اس شخص کو یہ گھوڑا میراث یا ہدیہ میں ملا تھا تو اسے پتہ نہیں تھا کہ مارکیٹ میں اس کی قیمت کیا ہے) اس نے کہا پانچ سو درہم دیدو، حضرت نے فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ قیمت ہے، اس نے کہا: حضرت

❶صحیح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، رقم الحديث: ۵۵

❷مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبی هريرة رضی اللّٰه عنه، ج ۱۴ ص ۱۳۶، رقم الحديث: ۸۴۱۲

چھ سودرہم دیدو، حضرت نے فرمایا: اس سے بھی زیادہ قیمت ہے، اس طرح کرتے کرتے آٹھ سودرہم تک بات چلی گئی، حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سودرہم میں گھوڑا خریدا، تو غلام نے کہا: حضرت تین سودرہم میں گھوڑا دے رہا تھا آپ نے آٹھ سودرہم میں لے لیا، حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے ایمان لایا تھا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ان چیزوں پر بیعت کی تھی:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اِقَامِ الصَّلَاةِوَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِوَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. (۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیعت کی، نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر۔

اور خیر خواہی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو اصل قیمت کا پتہ نہیں، اگر میں اس سے تین سو میں لوں تو یہ مسلمان سے خیر خواہی نہیں دھوکہ ہوگا، تو میں عنداللہ کیا جواب دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے خیر خواہی کے تقاضے کے تحت اصل قیمت ادا کی، اُن کی عدم واقفیت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔

ایک دکاندار کی دوسرے کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ میں عمرہ کیلئے گیا تھا، تو وہاں ایک سعودی نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ میں کپڑا خریدنے کیلئے بازار میں گیا، کپڑے کا بھاؤ تاؤ طے کیا تو جب میں لینے لگا تو اس دکاندار نے مجھ سے کہا: کیا آپ کو یہ کپڑا پسند ہے؟ میں نے کہا: ہاں پسند ہے، اس نے کہا یہ کپڑا

(۱) شرح صحیح مسلم للنووی: كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ج ۲ ص ۴۰

مجھ سے نہ لو، وہ سامنے ایک دکاندار ہے یہی چیز اسی قیمت میں آپ کو اس سے مل جائیگی، آپ اس سے لے لو، میں نے کہا: میں آپ سے لینا چاہ رہا ہوں آپ مجھے وہاں کیوں بھیج رہے ہو؟ میں نے کہا: جب تک وجہ نہیں بتاؤ گے تو میں وہاں نہیں جاؤں گا، تو اس دکاندار نے کہا: صبح سے میرے پاس اتنے گاہک آئے ہیں کہ میری دن بھر کی بچوں کے لئے روزی کافی ہوگئی، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ سامنے کی دکان پر صبح سے کوئی نہیں گیا، آج یہ شام اپنے بچوں کو اسباب کے درجے میں کیا کھلائے گا؟ تو تمہیں یہی کپڑا اسی قیمت پر اس دکان سے مل جائیگا، تم اس سے خرید لو تاکہ اسے تھوڑا نفع ہو جائے کہ شام کو وہ اپنے بچوں کا رزق ساتھ لے جائے۔ ❶

۱۴...... کسی کو دھوکہ نہ دیں

یعنی معاملہ کرتے وقت چیز میں کوئی عیب ہو تو اسکی وضاحت کریں کہ اسمیں یہ عیب ہے، کسی کو دھوکہ نہ دیں اور نہ کسی کی شرافت وسادگی سے غلط فائدہ اٹھائیں، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو کچھ تری محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟

اے غلے کے مالک! یہ تری کیسی ہے؟ یعنی ڈھیر کے اندر یہ تری کہاں سے پہنچی اور تم نے غلہ کو تر کیوں کیا؟

اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس تک بارش کا پانی پہنچ گیا تھا (جس کی وجہ سے غلہ کا کچھ حصہ تر ہو گیا ہے میں نے قصداً تر نہیں کیا ہے)

❶ ذکر و فکر: پڑوسی، ۲۵۶، ۲۵۷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَفَلا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي. ❶

ترجمہ: تو پھر تم نے غلہ کو اوپر کی جانب کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے (اور کسی فریب میں مبتلا نہ ہوتے) یاد رکھو جو شخص دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں ہے)۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا، آپ نے انہیں یہ پیغام بھی دیا تھا کہ جب اس کو بیچیں تو عیب کو ضرور بیان کریں، انہوں نے کپڑا بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے، جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرمادی جو تیس ہزار درہم تھی، نہ صرف یہ بلکہ اپنے شریک سے بھی علیحدگی اختیار فرمالی۔ ❷

اندازہ کیجئے کہ کس قدر تجارت میں احتیاط تھی کہ معمولی سی غفلت کی پاداش کے سبب تیس ہزار درہم صدقہ کردیئے اور شریک سے علیحدگی بھی اختیار کرلی۔

۱۵...... مستحقین اور ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون کریں

یعنی معاملات کرتے وقت کوئی سائل یا مستحق شخص آئے تو ان کے ساتھ بھی تعاون کریں۔ حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب کوئی سائل میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مجھے بڑی شرم محسوس ہوتی ہے، کیونکہ میں اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جو اس کے ہاتھ میں

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، رقم الحديث: ١٠٢

❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ص ٥٩

دے دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِدْفَعِیْ فِی یَدِہِ وَلَوْ ظِلْفًا مُحْرَقًا. ❶

ترجمہ: اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دو خواہ وہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

وَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ.

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ بدترین آدمی کون ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کیا، جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الَّذِی یُسْأَلُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا یُعْطِی بِهِ. ❷

ترجمہ: وہ شخص ہے جس سے اللہ کی قسم کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے (یعنی کوئی سائل اس سے اس طرح مانگتا ہے کہ تمہیں اللہ کی قسم! مجھے عطا کرو) مگر وہ سائل کا سوال پورا نہیں کرتا۔

اس لئے جب کوئی ضرورت مند آئے اور اللہ کے نام پر مانگے تو تعاون کرنا چاہیے، اور اُن سے حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں فاقہ تھا، کھانے کو کوئی چیز میسر نہیں تھی، آپ نے اس موقعہ پر ایک رات کسی کے باغ کو پانی سینچ کر ڈالنے کی مزدوری کی، اور اس کام پر صبح کو باغ والے نے کچھ ''جو'' دیئے، آپ اس کو لے کر آئے اور گھر میں اس ''جو'' کے تین حصے بنا کر ایک حصہ چکی میں پسوایا اور اس سے ''خزیرہ'' نام کا ایک حلوہ پکایا تھا، اور کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین آیا اور دستک دی کہ اللہ کے نام پر

❶ مسند أحمد: مسند النساء، حديث أم بجيد رضی اللّٰه عنها، ج۴۵ ص۱۲۷، رقم الحديث: ۲۷۱۴۸

❷ سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب من يسأل باللّٰه ولا يعطی به، رقم الحديث: ۲۵۶۹

کچھ دے دو، آپ نے اور گھر کے افراد نے وہ سارا کھانا مسکین کو دے دیا، پھر باقی آٹے میں سے کچھ نکال کر پکایا اور کھانے بیٹھے تو ایک یتیم آیا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو، آپ نے یہ کھانا بھی اللہ کے نام پر اس یتیم کو دے دیا، اور آٹے کے آخری بچے ہوئے حصہ کو لے کر اس کو پکایا، اور کھانے بیٹھے تو ایک قیدی آیا اور سوال کیا، آپ نے یہ بھی اللہ کے نام پر دے دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدهر: ۸)

ترجمہ: اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ❶

مستحقین پر خرچ کرنا رب العالمین کو اتنا پسند آیا کہ قرآنِ کریم میں بطورِ مدح کے تذکرہ فرمایا، اسی لیے مستحقین پر جس قدر خرچ کرینگے کاروبار میں اسی قدر خیر و برکت ہوگی۔

صحابہ کرام اور سلف کی معاملات اور حقوق العباد میں محتاط طرزِ زندگی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشتبہ مال سے بچنا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی، آپ نے اس چیز میں سے کچھ کھا لیا، اس کے بعد غلام نے بتایا کہ مجھے یہ چیز اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اسلام کے دور سے پہلے جاہلیت کے دور میں ایک آدمی کو میں نے اپنے آپ کو کاہن ظاہر کر کے کچھ بتلایا تھا، جیسے نجومی کاہن لوگ ہوتے ہیں، لوگوں کو مستقبل کے احوال وغیرہ بتلاتے رہتے ہیں، شریعت نے ان چیزوں سے سخت منع کیا ہے، ایسے لوگوں کے پاس جانا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ ان سے مستقبل کے احوال پوچھے جائیں یا ان پر یقین کیا جائے، شریعت میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ بہرحال! غلام نے کہا کہ اس کہانت کے بدلہ میں اس شخص نے مجھے یہ چیز دی تھی

❶ أسباب النزول للواحدي: ص ٤٧٠

جو میں نے آپ کو کھانے کے لیے دی۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَهُ فَقَاءَ کُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ. ❶

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر جو کچھ پیٹ میں تھا قے کردی۔

دیکھئے! یہ لاعلمی میں جو کھالیا یہ حرام نہیں تھا، مگر یہ ان حضرات کا تقویٰ تھا کہ جیسے ہی اشتباہ پیدا ہو گیا تو انہوں نے فوراً اپنے پیٹ سے اس چیز کو نکال دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حقوق العباد میں احتیاط

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمایا تو انہیں بہت اچھا لگا، جس شخص نے انہیں دودھ پلایا تھا اس سے امیر المؤمنین نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے؟ اس نے انہیں بتایا کہ ایک پانی پر (یعنی نام لے کر بتایا کہ فلاں جگہ جہاں پانی تھا) میں گیا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ زکوۃ کے بہت سے اونٹ موجود ہیں اور انہیں پانی پلایا جارہا ہے، پھر اونٹ والوں نے اونٹوں کا تھوڑا سا دودھ نکالا، اس میں سے تھوڑا سا دودھ میں نے بھی لے کر اپنی مشک میں ڈال لیا، یہ وہی دودھ ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور قے کردی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل کمالِ تقویٰ اور انتہائی ورع کی بنا پر ہے، آپ کو جیسے معلوم ہوا فوراً قے کردی۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب: باب ایام الجاهلیة، رقم الحدیث: ۳۸۴۲

❷ موطأ مالک: کتاب الزکاة: باب ماجاء فی أخذ الصدقات والتشدید فیها، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحدیث: ۷۰۴

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حقوق العباد سے متعلق اشیاء میں نہایت احتیاط

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، ان کے لیے علاج میں شہد تجویز کیا گیا اور اس وقت شہد بیت المال میں موجود تھا، (انہوں نے خود اس شہد کو نہ لیا بلکہ) مسجد جا کر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

إِنْ أَذِنْتُمْ لِيْ فِيْهَا أَخَذْتُهَا وَإِلَّا فَإِنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ فَأَذِنُوْا لَهُ فِيْهَا. ❶

ترجمہ: مجھے علاج کے لیے شہد کی ضرورت ہے، اور شہد بیت المال میں موجود ہے، اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اس میں سے لے لوں، ورنہ وہ میرے لیے حرام ہے، چنانچہ لوگوں نے خوشی سے آپ کو اجازت دے دی۔

حالانکہ اگر آپ چاہتے تو امیر المؤمنین ہونے کی حیثیت سے استعمال کر سکتے تھے، اور آپ کو چاہیے بھی نہایت معمولی تھا، بیماری کے ایام تھے اور ضرورت تھی، لیکن پھر بھی رعایا کی اجازت کے بغیر آپ نے استعمال نہیں کیا، یہ آپ کی محتاط طرزِ زندگی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ کی خرید و فروخت میں نہایت احتیاط

ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی اور طے ہوا کہ قیمت کچھ دن بعد دیں گے، مگر ایسا ہوا کہ بہت دن گزر گئے لیکن وہ شخص قیمت لینے نہ آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور اسے ڈھونڈنے لگے، ایک دن وہ شخص آپ کو مل گیا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا ہوا بھائی تم قیمت لینے نہیں آئے؟ وہ شخص کہنے لگا: مجھے زمین بیچتے ہوئے دھوکا ہوا، لوگ مجھے برا بھلا کہنے لگے، اب چونکہ خرید و فروخت ہو چکی تھی، مالک کو زمین واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں تھا، مگر آپ کے اخلاق حسنہ

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی، ج ۴۴ ص ۳۰۱ رقم الترجمة: ۵۲۰۶

دیکھئے کہ فرمایا: تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو زمین واپس لے لو یا قیمت لے لو، اس کے بعد یہ حدیث پڑھی:

أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَل الْجَنَّةَ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو نرم خو ہو، خواہ خریدار ہو یا دکاندار، ادا کرنے والا ہو یا تقاضا کرنے والا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہایت محتاط طرزِ زندگی

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے کہ حاکم وقت اپنی ذات پر اور اہل وعیال پر کس قدر بے جا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اپنی رعیت کا بالکل ہی خیال نہیں کرتے اور گویا کہ پوری زندگی عیش وعشرت اور لہو ولعب میں بسر ہوتی ہے۔ بس آخری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اعلیٰ منصب کو حاصل کیا جائے اور جب اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو خوفِ خدا ان کے دل سے نکل جاتا اور وہ ہر طرح کے اخلاقی جرائم اور گناہ میں ملوث ہو جاتے۔ ایسے افراد کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق وکردار اور طرزِ زندگی مشعلِ راہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دورِ خلافت میں ایک حبہ بھی بیت المال کا اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا، بلکہ بعض لوگوں نے ان کو ہدایا دیے اُسے بھی خلقِ خدا کی امانت سمجھ کر بیت المال میں جمع کر دیا۔ آپ نے بیت المال کی رقم کی اس طرح حفاظت کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کو ایک صاحب نے ہدیہ دیا اور وہ ہدیہ کیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں، مگر اس کو بھی بیت المال میں پہنچا دیا، آپ نے ایک خطبہ میں صراحت کی ہے:

مَا أَصَبْتُ مِنْ فَيْئِكُمْ إِلَّا هٰذِهِ الْقَارُوْرَةَ، أَهْدَاهَا إِلَيَّ الدِّهْقَانُ، ثُمَّ نَزَلَ

---

❶ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۷۰، رقم الحديث: ۴۱۰

إِلَى بَيْتِ الْمَالِ، فَفَرَّقَ كُلَّ مَا فِيهِ. ❶

ترجمہ: (لوگو! میں نے تمہارے مال سے نہ تھوڑا لیا، نہ بہت) سوائے اس شے کے، اور جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر دکھائی، جس میں عطر یا کوئی خوشبو تھی، حضرت علی نے کہا مجھے ایک دہقان نے یہ ہدیہ دیا ہے، پھر بیت المال تشریف لے گئے اور جو کچھ اس میں تھا تقسیم کر دیا۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ معاملات میں نہایت احتیاط

ابوسباع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اونٹنی لے کر نکلا تو راستے میں مجھے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ملے، وہ جلدی میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آرہے تھے، وہ بولے: اے ابوعبداللہ! آپ نے اونٹنی خرید لی ہے؟ میں نے کہا: جی میں نے خرید لی ہے، فرمایا: اسمیں جو عیب یا کمی ہے وہ آپ کو بتائی گئی ہے؟ میں نے کہا: اسمیں کیا ہے؟ موٹی ہے، تازی ہے، ظاہری صورت میں صحت مند ہے، انہوں نے پوچھا: تم اس پر سوار ہونا چاہتے ہو یا اسکا گوشت چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میں اس پر سوار ہو کر سفر حج کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا: اسکے پیر میں سم کے نیچے زخم ہے، اسکے مالک نے کہا: میں نے اسکی طرف توجہ نہیں دی، اللہ آپ کو نیکی دیں، آپ میری بات خراب کر رہے ہیں، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَايَحِلُّ لِأَحَدٍأَنْ يَّبِيعَ شَيْئًاإِلَّابَيَّنَ مَافِيهِ،وَلَايَحِلُّ لِمَنْ عَلِمَ ذٰلِكَ إِلَّا بَيَّنَهُ. ❷

❶الإستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۳ ص ۱۱۱۳/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص ۴۸۰

❷المستدرك على الصحيحين: كتاب البيوع، ج۲ ص ۱۲، رقم الحديث: ۲۱۵۷، قال الحاكم هذاالحديث صحيح الإسنادووافقه الذهبى /شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص ۲۲۵، رقم الحديث: ۴۹۱۲

ترجمہ: کسی کیلئے حلال نہیں ہے کہ کوئی چیز فروخت کرے مگر اسمیں عیب کو بیان کرے، اوراس شخص کیلئے بھی حلال نہیں جواس عیب کو جانتا ہومگر اسکو بیان کرے۔

اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی امانت کی غیبی حفاظت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا، اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، دونوں کے درمیان اس قدر مشابہت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے، فرمایا: میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی، آنے والے شخص نے کہا امیر المؤمنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے، اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے ایک جہادی معرکہ میں جانا پڑا، بیوی بولی، آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ میں نے کہا: ''أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِيْ بَطْنِكِ'' (تیرے پیٹ میں جو کچھ ہے، میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جارہا ہوں) یہ کہہ کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا، ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے، میں اس کی قبر پر گیا، دعا کی اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا، رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی، میں نے رشتے داروں سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ میری بیوی ایک پاک باز اور بڑی نیک خاتون تھی، میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا:

فَإِذَا الْقَبْرُ مُنْفَرِجٌ، وَهِيَ جَالِسَةٌ، وَهَذَا يَدِبُّ حَوْلَهَا، وَنَادَى مُنَادٍ أَلَا أَيُّهَا الْمُسْتَوْدِعُ رَبَّهُ وَدِيعَتَهُ خُذْ وَدِيعَتَكَ، أَمَا وَاللّٰهِ لَوِ اسْتَوْدَعْتَ أُمَّهُ لَوَجَدْتَهَا، فَأَخَذْتُهُ وَعَادَ الْقَبْرُ كَمَا كَانَ، فَهُوَ وَاللّٰهِ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. ❶

❶ كتاب الدعاء للطبراني: باب ما يقول المسافر لمخلفيه عند الوداع، ص ۲۶۰

ترجمہ: کہ قبر کھلی ہوئی ہے، میری بیوی اس میں بیٹھی ہے، بچہ اس کے پاس ہے اور یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔ اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لیں، اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر کے جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے، میں نے قبر سے بچہ اُٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آ گئی، امیر المؤمنین! یہ وہی بچہ ہے۔

اے لوگو اپنے پوشیدہ معاملات کی اصلاح کرو

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ أَصْلِحُوا سَرَائِرَكُمْ تَصْلُحْ عَلَانِيَتُكُمْ، وَاعْمَلُوا لِآخِرَتِكُمْ تُكْفَوْا دُنْيَاكُمْ. ❶

ترجمہ: اے لوگو! تم اپنی اندرونی کیفیت اور اپنے پوشیدہ معاملات و اعمال کی اصلاح کرلو اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری معاملات و اعمال کی اصلاح فرما دیں گے، اور تم اپنی آخرت کو سنوارنے کے لیے عمل اور کوشش کرو اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی امور کی کفایت فرمائیں گے۔

مال حلال و پاک کب ہوتا ہے

احمد بن محمد بن سالم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ سے حلال و پاک کے متعلق پوچھا، تو آپ فرمایا:

هُوَ الَّذِي لَا يُعْصَى اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ. ❷

ترجمہ: حلال و پاک وہ ہے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو۔

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج۵ ص ۲۶۵

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ا ص ۲۳۶

حلال وہ ہے جس میں اللہ کو نہ بھولا جائے

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَلَالُ الصَّافِی الَّذِی لَا یُنْسَی اللّٰهُ فِیهِ. ❶

ترجمہ: حلال اور پاک وہ چیز ہے جس میں اللہ کو نہ بھلایا گیا ہو۔

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کی معاملات میں حیرت انگیز احتیاط

۱......حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس ایک عورت ریشم کا جبہ لے کر آئی اور آپ سے کہا: اسے خرید لیجیے۔ آپ نے پوچھا کتنے میں بیچوگی؟ اس نے کہا پانچ سو درہم میں، آپ نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ اس سے مہنگا ہے، خاتون نے کہا آپ مجھے چھ سو درہم دے دیں، آپ نے فرمایا اس سے بھی مہنگا ہے، خاتون نے کہا سات سو درہم دے دیں، آپ نے فرمایا، اس سے بھی مہنگا ہے، تو وہ خاتون کہنے لگی آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا میں تم سے حقیقت میں یہ بات کہہ رہا ہوں، یہاں تک کہ آپ نے وہ جبہ خاتون سے ایک ہزار درہم میں خریدا، حالانکہ وہ اسے پانچ سو درہم میں فروخت کر رہی تھی۔

۲......ایک عورت ریشم کی ایک منقش چادر حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس لائی اور اسے آپ کے پاس رکھ دیا تاکہ آپ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اسے دیں، آپ نے چادر کو اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد اس عورت سے کہا: کتنے میں بیچوگی؟ اس نے کہا: ساٹھ درہم میں، آپ نے وہ چادر اپنے پڑوسی دکان دار کو دکھائی اور اس کی قیمت کے بارے میں اس کی رائے لی، تو اس نے کہا ایک سو بیس درہم اس کی قیمت ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے خیال میں بھی اس کی قیمت اتنی ہی ہے۔ آپ نے

---

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۶

اس عورت سے کہا جاؤ اور اپنے گھر والوں سے ایک سو پچیس درہم میں اسے فروخت کرنے کے بارے میں مشورہ کرلو، اس نے کہا: میرے گھر والوں نے مجھے ساٹھ درہم میں فروخت کرنے کا حکم دیا ہے، آپ نے دوبارہ فرمایا: واپس چلی جاؤ اور اپنے گھر والوں سے ایک سو پچیس درہم میں فروخت کرنے کا مشورہ کر کے آؤ۔ (چنانچہ آپ نے ساٹھ درہم میں دی جانے والی چادر ایک سو پچیس درہم میں خریدی۔) ❶

حقوق العباد میں ایک تنکے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت عیسی علیہ السلام ایک قبرستان سے گذرے، آپ نے ایک مردہ شخص کو آواز دی، اللہ تعالی نے اسے زندہ کر دیا، حضرت عیسی علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں مزدور تھا اور لوگوں کا بوجھ اٹھا کر لے جاتا تھا، ایک دن ایک شخص کی ایک لکڑیاں اٹھا کر لے گیا، جس سے میں نے ایک خلال توڑ کر اس سے دانتوں کا خلال کیا تھا، جب سے مرا ہوں مجھ سے اس کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ ❷

اسلاف کے ہاں پرہیز گاری اور احتیاط کس درجے کی تھی

ایک بار حضرت ابوسعید خراز رحمہ اللہ نے ورع کے متعلق گفتگو کی، تو اتفاقاً عباس بن مہتدی رحمہ اللہ کا ادھر سے گذر ہوا، کہا: اے ابوسعید! تجھے شرم نہیں آتی؟ تو ابوالدوانیق کی چھت کے نیچے بیٹھتا ہے اور زبیدہ کے نہر سے پانی پیتا ہے اور کھوٹے درہموں سے لین دین کرتا ہے اور پر بھی ورع پر گفتگو کرتا ہے۔ ❸

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی ہمشیرہ کی معاملات میں نہایت احتیاط

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کے

❶ حلیة الأولیاء: الطبقة الأول، ترجمة: یونس بن عبید، ج۳ ص ۱۵

❷ الرسالة القشریة: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۸

❸ الرسالة القشریة: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۸

پاس گھر میں بیٹھا تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہے، اس عورت نے کہا کہ میں نے امام احمد سے کسی مسئلے کے بارے میں ملنا ہے، میرے والد نے اندر آنے کی اجازت دی، چنانچہ وہ اندر آئی اور پردے میں میرے والد کے پاس بیٹھ گئی:

فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَا إِمْرَأَةٌ أَغْزِلُ بِاللَّيْلِ فِي السِّرَاجِ، فَرُبَّمَا طَفِئَ السِّرَاجُ، فَأَغْزِلُ فِي الْقَمَرِ، فَعَلَيَّ أَنْ أُبَيِّنَ غَزْلَ الْقَمَرِ مِنْ غَزْلِ السِّرَاجِ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهَا: إِنْ كَانَ عِنْدَكِ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ، فَعَلَيْكِ أَنْ تُبَيِّنِي ذٰلِكِ .

ترجمہ: اس عورت نے میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) کی خدمت میں سلام پیش کیا اور یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! (یہ امام احمد کی کنیت ہے) میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں اون کاتتی ہوں، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے اور میں چاند کی روشنی میں اون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتائیں کہ) کیا مجھ پر یہ بات لازم ہے کہ میں دھاگے بیچتے وقت لوگوں کو چاند اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون کا فرق بتاؤں؟

امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تو یہ سمجھتی ہے کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس فرق کو بیان کرنا تجھ پر لازم ہے۔

عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ سن کر وہ عورت چلی گئی، اس عورت کے اس ایمان افروز سوال اور شدید تقویٰ پر مبنی اس استفتاء سے میرے والد صاحب بڑے متأثر ہوئے۔ چنانچہ اس عورت کے چلے جانے کے بعد میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ)

نے فرمایا:

فَقَالَ لِی: یَا بُنَیَّ، مَا سَمِعْتُ قَطُّ إِنسَانًا یَسْأَلُ عَنْ مِثْلِ هٰذَا، اِتَّبِعْ هٰذِهِ الْمَرْأَة، فَانْظُرْ أَیْنَ تَدْخُلُ، قَالَ: فَتَبِعْتُهَا، فَإِذَا هِیَ قَدْ دَخَلَتْ إِلٰی بَیْتِ بَشْرِ بْنِ الْحَارِثِ، وَإِذَا هِیَ أُخْتُهُ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: مَحَالٌ أَنْ تَكُونَ مِثْلُ هَذِهِ إِلَّا أُخْتَ بِشْرٍ. ❶

ترجمہ: امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا شدید احتیاط وتقویٰ پر مبنی سوال کرتے ہوئے نہیں سنا۔ (عبداللہ فرماتے ہیں کہ پھر امام احمد رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ) اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ یہ عورت کس گھر میں داخل ہوتی ہے (تا کہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے) چنانچہ میں اس مقصد کے لیے اس عورت کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کے گھر میں داخل ہوئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ عورت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن ہے، میں نے واپس آ کر اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کو یہ بات بتائی، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیزگار ہو۔

چالیس سال سے نہر کا پانی نہ پیا

حضرت حسان بن ابی سنان، حضرت حسن بصری رحمہما اللہ کے شاگردوں کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور پوچھا: تمہیں کون سی چیز نہایت مشکل معلوم ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: ورع ومشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا۔ فرمانے لگے: میرے لئے تو یہ بہت احسان ہے۔ پوچھا کیسے؟ فرمایا:

---

❶ طبقات الحنابلة: ج ۱ ص ۴۲۸

لَمْ أَرْوَ مِنْ نَهْرِكُمْ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً. ❶

ترجمہ: چالیس سال ہونے کو ہیں، میں نے تمہاری نہر کا پانی نہیں پیا۔ (یعنی جس چیز میں مجھے شبہ ہوتا وہ چھوڑ دیتا ہوں، اس لئے ورع بہت آسان ہے۔)

ایک سوئی کی وجہ سے جنت سے روک دیا گیا

حضرت حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ کی عادت تھی کہ یہ نہ تو چت لیٹا کرتے تھے، اور نہ مرغن کھانا کھاتے، اور نہ ٹھنڈا پانی پیتے۔ اس طرح ساٹھ سال گزار دیئے۔ موت کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ فرمایا:

خَيْرًا إِلَّا أَنِّي مَحْبُوسٌ عَنِ الْجَنَّةِ بِإِبْرَةٍ اسْتَعَرْتُهَا فَلَمْ أَرُدَّهَا. ❷

ترجمہ: اچھا برتاؤ کیا، مگر میں نے ایک سوئی عاریتاً لی تھی اور میں نے اسے واپس نہیں کیا، جس کی وجہ سے مجھے جنت میں جانے سے روکا گیا ہے۔

معاملات میں احتیاط کے پیش نظر سارا مال صدقہ کردیا

بعض سلف کے بارے میں مروی ہے کہ وہ راستے میں تھے، انہوں نے بصرہ کی طرف گندم کا ایک جہاز بھیجا اور اپنے وکیل کو لکھا کہ جس روز یہ گندم بصرہ میں پہنچے اس روز فروخت کر دینا اور کل تک بھی تاخیر نہ ہو، جب گندم پہنچی تو اس وقت نرخ کم تھے۔ تاجروں نے وکیل کو کہا: اگر ایک ہفتہ تاخیر کر کے بیچو تو کئی گنا نفع ہوگا، اس نے ایک ہفتہ مؤخر کر دی اور اس میں کئی گنا نفع حاصل کیا۔ پھر مالک کو یہ تمام واقعہ لکھ بھیجا۔ انہوں نے کہا:

---

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۸

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۸

يَا هَذَا، قَدْ كُنَّا قَنِعْنَا أَنْ نَرْبَحَ الثُّلُثَ مَعَ سَلَامَةِ دِينِنَا، وَإِنَّکَ قَدْ خَالَفْتَ أَمْرَنَا، وَقَدْ جَنَيْتَ عَلَيْنَا جِنَايَةً، فَإِذَا أَتَاکَ كِتَابِي، فَخُذِ الْمَالَ كُلَّهُ، فَتَصَدَّقْ بِهِ عَلَىٰ فُقَرَاءِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَلَيْتَنِي أَنْجُو مِنَ الْاِحْتِكَارِ كَفَافًا، لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ. ❶

ترجمہ: ہم دینی سلامتی کے ساتھ تہائی نفع پر بھی رضا مند تھے مگر تم نے ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہم پر جرم لگوا دیا۔ جب میرا خط پہنچے تو سارا مال لے کر اہل بصرہ کے فقراء پر صدقہ کر دو اور مجھے اُمید ہے کہ یہ ذخیرہ اندوزی کا کفارہ ہو جائے تو بھی بڑی بات ہے، نہ گناہ ہو اور نہ ثواب ہو۔

حضرت میمونہ کی خرید وفروخت کے درمیان نہایت احتیاط

حضرت میمونہ بنت اقرع رحمہا اللہ بڑی ولی اللہ اور متقی تھیں، یہ بڑی عابدہ تھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں گاہے بگاہے مسائل پوچھنے کے لئے جایا کرتی تھیں۔ یہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے رزقِ حلال حاصل کرتی تھیں اور معمولی شبہ والے مال سے بھی اجتناب کرتی تھیں۔ غزل یعنی ہاتھ یا تکلے کے ذریعے اون کا تنا ان کا مشغلہ تھا اور اسی کو بیچ کر وہ رزق حاصل کرتی تھیں۔

اس سلسلے میں حضرت میمونہ بنت اقرع رحمہا اللہ کی شدتِ احتیاط اور شدتِ تقوی کا ایک قصہ ملاحظہ فرمائیں: حضرت شیخ مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے رزقِ حلال کے بارے میں میمونہ کے تقوی کا یہ قصہ ذکر کیا:

إِنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَبِيعَ غَزْلَهَا، فَقَالَتْ لِلْغَزَّالِ إِذَا بِعْتَ هَذَاالْغَزْلَ، فَقُلْ: إِنِّي رُبَّمَا كُنْتُ صَائِمَةً، فَأُرْخِيَ يَدِيْ فِيهِ. ثُمَّ ذَهَبْتُ وَرَجَعْتُ، فَقَالَتْ:

---

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۸

رُدَّ عَلَيَّ الْغَزْلَ، أَخَافُ أَنْ لَّا يُبَيِّنَ الْغَزَّالَ هَذَا، فَتَرَحَّمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهَا. ❶

ترجمہ: حضرت میمونہ رحمہا اللہ نے ایک دن اپنی کاتی ہوئی اون کے دھاگوں کو بیچنے کا ارادہ کیا، اور اونی دھاگے بیچنے والے دوکاندار کے پاس اونی دھاگے رکھتے ہوئے فرمایا کہ میرے دھاگے بیچتے وقت گاہک کو یہ بات ضرور بتا دینا کہ میں کبھی روزے سے ہوتی تھی، ضعف کی وجہ سے اون کاتتے ہوئے میرا ہاتھ گاہے بگاہے کچھ ڈھیلا ہو جاتا تھا (تو مبادا ان میں کوئی نقص رہ گیا ہو) میمونہ رحمہا اللہ دکاندار کو یہ کہہ کر چلی گئیں (لیکن اطمینان نہ ہوا) اور دوبارہ واپس آ کر دوکاندار سے کہا کہ میرے دھاگے مجھے واپس دے دو، مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ دھاگے مذکورہ عیب بیان کئے بغیر نہ دے دئے جائیں۔ (یہ واقعہ سن کر) امام احمد رحمہ اللہ نے میمونہ رحمہا اللہ کے لئے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالی اس پر رحم فرمائیں (کتنی محتاط اور متقی خاتون تھیں۔)

مشتبہ چیز کی وجہ سے تیس سال تک قلبی قساوت

حضرت ابوبکر دقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں پندرہ دن تک بنی اسرائیل کے بیابان میں حیران وپریشان پھرتا رہا، پھر جب راستے پر آیا تو مجھے ایک فوجی ملا۔ جس نے مجھے پانی پلایا اور جس کی وجہ سے میرا دل تیس سال تک قلبی قساوت میں مبتلا رہا۔ ❷

شاہی روشنی پر سلائی کے سبب قلب کے انوارات چلے گئے

حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ نے اپنی قمیص کا ایک چاک شاہی مشعل کی روشنی میں سی لیا تو ان کے دل کا سکون چلا گیا، تو جب انہیں یہ بات یاد آئی تو قمیص کو دوبارہ پھاڑ دیا

❶ طبقات الحنابلة: ذكر النساء، ترجمة: ميمونة بنت الأقرع، ج ١ ص ٤٢٦

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ١ ص ٢٣٧

جس پر ان کے دل کا سکون واپس پلٹا۔❶

❶الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

پرہیزگاری کے سبب جنت میں اڑنا

کسی نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے دو پر لگے ہوئے ہیں اور جنت میں ایک درخت سے اڑ کر دوسرے درخت پر جا رہے ہیں، تو اس شخص نے پوچھا: آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ فرمایا: پرہیزگاری کی وجہ سے۔❷

دو سوکنوں کی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا حیرت انگیز واقعہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں بغداد میں رہنے والے ایک تاجر کی دو بیویوں کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے ایک دوسرے کے حقوق کا ایسا خیال رکھا کہ موجودہ دور میں اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے، علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ بغداد میں ایک کپڑے کا مال دار تاجر رہتا تھا، ایک دن وہ اپنی دکان میں بیٹھا تھا کہ ایک کمسن عورت آئی اور خریدنے کے لیے کوئی چیز مانگی، اس دوران کہ وہ دکاندار سے باتیں کر رہی تھی اچانک اس نے اپنا چہرہ کھول دیا، دکاندار اسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا، کہنے لگا بخدا جو کچھ میں نے دیکھا ہے میں اس پر حیران ہوں، وہ عورت کہنے لگی کہ میں کوئی چیز خریدنے نہیں آئی، میں تو بہت دنوں سے بازار آجا رہی ہوں تا کہ کوئی بھلا آدمی دل کو لگے کہ میں اس سے شادی کرلوں، تم میرے دل کو لگے ہو، میرے پاس بہت سا مال ہے تو کیا تم مجھ سے شادی کرنا پسند کرو گے؟ دکاندار نے اس سے کہا کہ میری چچازاد بہن سے شادی ہوئی ہے اور میں نے اس سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔ میرا اس سے ایک لڑکا بھی ہے تو وہ عورت بولی کہ میں اس پر

❷الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۸

راضی ہوں کہ تم ہفتہ میں صرف دو مرتبہ میرے پاس آجایا کرو، دکاندار اس پر راضی ہوگیا اور اس سے نکاح کرلیا، اس کے ساتھ گھر گیا، پھر وہ واپس اپنے گھر آیا اور اپنی اہلیہ سے کہنے لگا کہ میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ رات میں اس کے یہاں رہوں یہ کہہ کر وہ چلا گیا، اور رات اس عورت کے یہاں گزاری، پھر یہ معمول ہوگیا کہ وہ ہر روز ظہر کی نماز کے بعد اس عورت کے پاس جانے لگا حتیٰ کہ آٹھ ماہ گزر گئے، اس دکاندار کی پہلی بیوی کو اپنے میاں کے حالات کچھ کچھ عجیب عجیب سے لگنے لگے، اس نے اپنی باندی سے کہا کہ جب یہ گھر سے نکلیں تو دیکھنا کہ کہاں جاتے ہیں، چنانچہ وہ دکاندار جب گھر سے نکلا تو باندی بھی پیچھے ہولی وہ اپنی دکان پر آگیا (باندی کہیں چھپی رہی) جب ظہر کا وقت ہوا تو وہ دکان سے اٹھ کر جانے لگا۔ باندی بھی پیچھے چل پڑی، دکاندار کو باندی کے پیچھے آنے کا بالکل پتہ نہ تھا، وہ اسی بے خبری میں اس عورت کے گھر چلا گیا، باندی پڑوسیوں کے پاس آئی اور ان سے اس گھر کے بارے میں پوچھ گچھ کی، پڑوسیوں نے بتلایا کہ یہ ایک کمسن عورت کا گھر ہے اور اس نے کپڑے کے ایک تاجر سے شادی کر رکھی ہے، باندی یہ معلومات حاصل کر کے اپنی مالکہ کے پاس آئی اور سارا معاملہ اسے بتلایا، مالکہ نے اسے کہا خبردار اس قصے کے متعلق کسی کو کچھ پتہ نہیں چلنا چاہیے اور اس نے اپنے شوہر سے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ (یونہی ہنسی خوشی دن گزرتے رہے) سال پورا ہوا تو وہ تاجر مر گیا، اور اس نے آٹھ ہزار اشرفیاں ترکہ میں چھوڑیں، تاجر کی اس بیوی نے جو اس کی چچا زاد بہن تھی ترکہ کو تقسیم کیا، چنانچہ سات ہزار اشرفیاں بچے کے لیے الگ کر دیں اور باقی ایک ہزار اشرفیوں کے دو حصے کیے۔ آدھی اشرفیاں ایک تھیلے میں رکھ کر باندی سے کہا کہ یہ تھیلا اس عورت کے پاس لیجا (جو اس تاجر کی دوسری بیوی ہے) اور اسے بتلا کہ تاجر کی وفات

ہوگئی ہے اور اس نے ترکہ میں آٹھ ہزار اشرفیاں چھوڑیں ہیں جن میں سے سات ہزار تو اس کے لڑکے کو مل گئے جو اس کا حق بنتا ہے، ایک ہزار اشرفیاں جو باقی بچی تھیں وہ میں نے اپنے اور تمہارے درمیان تقسیم کرلی ہیں، یہ تمہارا حق ہے یہ لے لو۔ باندی وہ اشرفیاں لے کر اس عورت کے پاس گئی، اسے تاجر کا سارا قصہ سنایا اور بتلایا کہ تاجر کی وفات ہوگئی ہے اور اس کی اہلیہ نے یہ اشرفیاں بھیجی ہیں، وہ عورت رونے لگی، پھر اس نے اپنا صندوق کھول کر ایک پرچہ نکالا اور باندی سے کہا کہ یہ اپنی مالکن کے پاس لیجا اسے میرا اسلام کہہ اور یہ بتلا کہ اس تاجر نے مجھے طلاق دے دی تھی، یہ اس کا لکھا ہوا کاغذ ہے اور یہ مال اس کی اہلیہ کو واپس لوٹا دے کیوں کہ میں اس تاجر کے ترکہ کی کسی چیز کی بھی حق دار نہیں ہوں۔ ❶

حرام اور مشتبہ چیزوں میں پڑھنے والا سیر نہیں ہوتا

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَصْحَبْهُ الْوَرَعُ أَكَلَ رَأْسَ الْفِيلِ وَلَمْ يَشْجَعْ. ❷

ترجمہ: تقوی واحتیاط سے محروم شخص اگر ہاتھی بھی کھا جائے تو سیر نہ ہوگا۔ (تقوی کے سبب زہد، قناعت وایثار نصیب ہوتا ہے، حرص وہوس والا کبھی سیر نہیں ہوتا۔)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی محتاط طرزِ زندگی

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس کستوری لائی گئی جو کہ مال غنیمت سے آئی تھی، انہوں نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا:

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من العابدات البغداديات المجهولات الأسماء، عابدتان بغداديتان، ج ١ ص ٥٨١

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ١ ص ٢٣٦

إِنَّمَا يَنْتَفِعُ مِنْ هَذَا بِرِيحِهِ، وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ أَجِدَ رِيحَهُ دُونَ الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: اس کی خوشبو سے ہی فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ میں اکیلا اس کی خوشبو سونگھوں۔

اسلافِ امت کا حقوق العباد کے معاملہ میں نہایت احتیاط

حضرت ابوعثمان حیری رحمہ اللہ سے ورع کے متعلق دریافت کیا گیا، تو فرمایا کہ ابوصالح حمدون رحمہ اللہ اپنے ایک دوست کے پاس اس کی حالت نزاع میں موجود تھے، جب اُس شخص کا انتقال ہوگیا تو ابوصالح رحمہ اللہ نے پھونک مار کر چراغ بجھا دیا، کسی نے اس کا سبب دریافت کیا، تو فرمایا:

إِلَى الْآنِ كَانَ الدُّهْنُ لَهُ فِي الْمِسْرَجَةِ، وَمِنَ الْآنِ صَارَ لِلْوَرَثَةِ، اُطْلُبُوا دُهْنًا غَيْرَهُ. ❷

ترجمہ: اب تک چراغ کے تیل کا مالک وہ خود تھا مگر اب یہ تیل اس کے وارثوں کا ہے۔ لہٰذا کوئی اور تیل لاؤ تا کہ وہ ڈال کر چراغ جلاؤں۔

چالیس سال سے بظاہر ایک معمولی بات پر گریہ وزاری

حضرت کہمس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کر بیٹھا، جس کی وجہ سے میں چالیس سال سے رو رہا ہوں۔ بات یوں ہوئی کہ میرا ایک بھائی میری ملاقات کو آیا، میں نے اس کے لیے ایک دانق کی تلی ہوئی مچھلی خریدی، جب وہ مچھلی کھا چکے تو میں نے اپنے ایک پڑوسی کی دیوار سے مٹی کا ایک ٹکڑا لیا، جس سے انہوں نے ہاتھ صاف کرلیا اور میں اس کی اجازت نہ لے سکا۔ ❸

---

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۶

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۶

❸ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

معمولی بے احتیاطی پر غیب سے عجیب نداء

ایک شخص نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا، اس میں بیٹھ کر وہ رقعہ لکھا کرتا تھا، اس نے حروف کو سکھانے کے لئے دیوار سے مٹی لینی چاہی، مگر فوراً دل میں خیال آیا کہ مکان تو کرایہ کا ہے، پھر خیال آیا کہ اتنی سی مٹی سے کیا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نے حروف پر دیوار سے مٹی لے کر ڈال دی، اس پر اس نے غیب سے نداء سنی:

سَيَعْلَمُ الْمُسْتَخِفُّ بِالتُّرَابِ مَا يَلْقَاهُ غَدًا مِنْ طُولِ الْحِسَابِ. ❶

ترجمہ: اتنی سی مٹی کو حقیر جاننے والے کو کل قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ اس کا حساب کسی قدر طویل ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے احتیاط کے پیش نظر ذاتی برتن بھی نہ لیا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مکہ میں تانبے کا ایک برتن ایک سبزی فروش کے پاس گروی رکھا، جب انہوں نے اسے چھڑانا چاہا تو سبزی فروش دو برتن نکال لایا اور کہا: جونسا چاہو لے لو، تو امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اپنا برتن پہچان نہ سکا۔ لہٰذا کہا کہ یہ برتن بھی تیرا ہے، اور یہ درہم بھی تیرے ہیں۔ اس پر سبزی فروش نے کہا: آپ کا برتن یہ ہے، میں تو صرف آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا: اب میں اسے نہ لوں گا اور برتن اس کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ ❷

احتیاط کے پیش نظر قیمتی گھوڑا چھوڑ دیا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ایک قیمتی جانور کھلا چھوڑ دیا اور خود ظہر کی نماز پڑھنے لگ گئے، تو جانور شاہی کھیتوں میں چرتا رہا۔ اس پر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

نے اس جانور کو اس شخص کے پاس چھوڑ دیا، جس کے قبضے میں وہ کھیت تھے اور پھر اس پر سوار ہونا پسند نہ کیا۔ ❶

ایک قلم کو لوٹانے کے لئے نہایت طویل سفر

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ''مرو'' سے شام صرف اس غرض سے آئے کہ ان کے پاس ایک عاریت پر لیا ہوا قلم تھا، جس کو انہوں نے واپس نہ کیا تھا۔ (اُس قلم کو لوٹانے کے لئے مرو سے شام کا طویل سفر کر کے اُس کے مالک تک اصل قلم کو پہنچایا۔) ❷

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی نہایت محتاط طرزِ زندگی

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ایک سواری کا جانور کرایہ پر لیا، راستہ میں ان کا کوڑا ہاتھ سے گر پڑا، آپ نے اتر کر سواری کو باندھا اور واپس آ کر کوڑا اٹھایا۔ تو کسی نے عرض کی کاش! آپ اس جانور کو واپس لے آتے اور جہاں کوڑا گرا ہے، وہاں سے اٹھا لیتے۔ فرمایا: میں نے جانور اس شرط پر کرایہ پر لیا تھا کہ اس سمت کی طرف جاؤں گا نہ کہ پیچھے کی طرف لوٹوں گا (گویا تھوڑا پیچھے آؤں تو یہ اِس پر زائد سفر ہوگا، جو بوقتِ عقد طے نہیں ہوا تھا۔) ❸

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا احتیاط کے پیشِ نظر عمر بھر مچھلی کا گوشت نہ کھانا

امام احمد رحمہ اللہ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت پیش آئی، تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا، جب روٹی پک گئی تو امام احمد رحمہ اللہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے، چنانچہ آپ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا تو گھر والوں نے سارا قصہ سنا دیا۔

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

❸ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۷

امام احمد رحمہ اللہ نے روٹی کھانے سے انکار کردیا اور نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ کی رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک تھا یعنی اس کا حلال ہونا یقینی نہیں تھا، اور ایسے مال کا کھانا اور استعمال کرنا اگرچہ عام لوگوں کے لیے جائز ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ جیسے عظیم المرتبہ محدث ایسے مال سے پرہیز کرتے تھے، حالانکہ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ نہایت متقی اور صالح انسان تھے، تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ رات کو اپنے گھر میں سونے کے بجائے والد محترم کے گھر کے دروازے کے قریب لیٹے رہتے تھے کہ شاید والد محترم کو کسی وقت میری ضرورت پڑے۔

بہرحال امام احمد رحمہ اللہ نے جب روٹی میں شبہ ظاہر کیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دیدیں؟ فرمایا ہاں دیدو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا، چنانچہ گھر والوں نے جب وہ روٹی مساکین کو دینا چاہی تو انہوں نے بھی روٹی کھانے سے انکار کردیا، گھر والے پریشان ہوگئے، انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ سے مشورہ کیے بغیر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔

امام احمد رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ''فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِ الْحُوتِ مُدَّةَ حَيَاتِهِ'' یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے زندگی بھر، مچھلی کا گوشت نہیں کھایا (کہ ممکن ہے کہ کسی مچھلی نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہو۔)[1]

ہیبت ورع اور تقویٰ کے سبب ہے

شیخ علی عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کی ایک سڑک سے گزرا، وہاں بچے کھیل

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: کتاب الزکاۃ، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، ج ۴ ص ۱۳۱۶

رہے تھے اور بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے بچوں سے کہا: کیا تمہیں ان بزرگوں سے شرم نہیں آتی؟ ان میں سے ایک بچے نے جواب دیا:

هَؤُلَاءِ الْمَشَايِخُ قَلَّ وَرَعُهُمْ فَقَلَّتْ هَيْبَتُهُمْ. ❶

ترجمہ: چونکہ ان بزرگوں کی پرہیزگاری میں کمی واقع ہوگئی ہے، اس لئے ان کی ہیبت بھی کم ہوگئی ہے۔

احتیاط کے سبب چالیس برس تک کھجور نہیں کھائی

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ چالیس برس تک بصرہ میں رہے، مگر انہوں نے بصرہ کی ایک کھجور کھانا بھی درست نہ سمجھا، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اور انہوں نے بصرہ کی ایک کھجور بھی نہیں چکھی، ان کا دستور تھا کہ جب تازہ کھجوروں کا موسم گذر جاتا تو کہتے:

يَا أَهْلَ الْبَصْرَةِ، هَذَا بَطْنِي مَا نَقَصَ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا زَادَ فِيكُمْ. ❷

ترجمہ: اے بصرہ والو! یہ میرا پیٹ ہے، اس میں کچھ کمی نہیں ہوئی، اور نہ تم میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔

دوسروں کی اشیاء کے استعمال میں نہایت احتیاط

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ آبِ زم زم کیوں نہیں پیتے؟ تو فرمایا:

لَوْ كَانَ لِي دَلْوٌ لَشَرِبْتُ. ❸

ترجمہ: اگر میرے پاس ڈول ہوتا تو میں ضرور پیتا۔

---

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۵

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۵

❸ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۵

دین کے ذریعے دنیا طلب کرنے والا شخص خنزیر کی صورت میں مسخ ہوگیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک شخص خدمت کیا کرتا تھا، وہ لوگوں سے بیان کرتا تھا کہ مجھے موسیٰ صفی اللہ نے یہ بات بتائی، کبھی کہتا کہ مجھے موسیٰ کلیم اللہ نے یہ بتایا، موسیٰ نجی اللہ نے یہ خبر دی، اس طرح لوگوں کو سنا سنا کر اس نے خوب مال و دولت جمع کرلی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اس کو مفقود پایا، اور لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھنا شروع کیا مگر اس کی کچھ خبر نہ ملی، پھر اچانک ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں خنزیر (سور) تھا اور سور کے گلے میں کالی رسی بندھی ہوئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آنے والے سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو بہت دنوں سے نظر نہیں آرہا تھا کہ فلاں کو تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اے حضرت! یہ سور وہی شخص ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا کہ اے اللہ! اس کو اپنی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے اس کے مسخ ہوجانے کی وجہ دریافت کرلوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَوْ دَعَوْتَنِی بِالَّذِی دَعَانِی بِهِ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ، مَا أَجَبْتُکَ فِيهِ، وَلَکِنْ أُخْبِرُکَ لِمَ صَنَعْتُ هَذَا بِهِ، لِأَنَّهُ كَانَ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِالدِّينِ. ❶

ترجمہ: اے موسیٰ! اگر تم مجھے ان تمام ناموں سے پکارتے جن سے آدم اور ان کے بعد انبیاء نے مجھ کو پکارا تب بھی میں یہ دعا قبول نہ کرتا لیکن میں اس کی وجہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کو مسخ کیوں کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص دین کے ذریعہ دنیا طلب کرتا تھا۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب السادس فی آفات العلم وبيان علامات علماء الآخرة، ج ١ ص ٦٢

معاملات میں معمولی ناانصافی کی وجہ سے جسم سے بدبو آنے لگ گئی

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص چالیس سال تک قاضی (جج) کے عہدے پر فائز رہا، جب اس کی وفات قریب آ گئی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں گا، سواگر میرا انتقال ہوگیا تو تم مجھے چار پانچ دن اپنے پاس (گھر میں) ہی رکھ دینا، اگر کسی قسم کا تغیر یا نامناسب چیز مجھ سے ظاہر ہوتی نظر آئے تو کوئی مجھے آواز دے۔ چنانچہ اس مرض میں اس کا انتقال ہوگیا، ایک تابوت میں اس کو گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا گیا، تیسرے دن اس کی بدبو گھر والوں کو پریشان کرنے لگی تو کسی نے آواز دی کہ اے فلاں! یہ بدبو کس چیز کی ہے؟ باذن خداوندی اس کی زبان گویا ہوگئی اوراس کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:

فَقَالَ قَدْ وُلِّيتُ الْقَضَاءَ فِيكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَا رَابَنِي شَيْءٌ إِلَّا رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَكَانَ لِي فِي أَحَدِهِمَاهَوًى، فَكُنْتُ أَسْمَعُ مِنْهُ بِأُذُنِيَ الَّتِي تَلِيهِ أَكْثَرَ مِمَّاأَسْمَعُ بِالْأُخْرَى، فَهَذِهِ الرِّيحُ مِنْهَا،وَضَرَبَ اللّٰهُ عَلَى أُذُنِهِ فَمَاتَ. ①

ترجمہ: میں چالیس سال تک تم لوگوں کا قاضی رہا، اس طویل عرصہ میں مجھ سے کوئی ناانصافی والی بات سرزد نہیں ہوئی، البتہ دوشخصوں کے بارے میں مجھ سے کچھ زیادتی ہوگئی وہ اس طرح کہ ان دو میں سے ایک کی طرف دل مائل تھا تو اس کی بات میں نے دیر تک سنی، جب کہ دوسرے کی بات کو وہ اہمیت نہ دی اور نہ اتنی زیادہ دیر تک اس کی بات سنی، یہ بدبو اسی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے اس زیادتی والے کان کو بند کردیا ہے، یہ کہہ کر وہ مرگیا۔

① من عاش بعد الموت: ص ۳۴، الرقم: ۳۵

تقوی و احتیاط کے پیش نظر اعضاء کی حالت

استاد ابو علی دقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ جب ایسے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے جس میں شبہ ہوتا تو ان کی انگلی کے سرے سے ایک رگ پھڑکنے لگ جاتی، جس سے انہیں معلوم ہو جاتا کہ کھانا حلال نہیں ہے۔ ❶

مشتبہ کھانے کی طرف باوجود کوشش کے ہاتھ نہ بڑھا

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ ایک دعوت میں موجود تھے، کھانا ان کے سامنے رکھ دیا گیا، آپ نے بہت کوشش کی کہ آپ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھائیں، مگر نہ بڑھا، آپ نے تین بار کوشش کی، ایک شخص جو اس بات کو جانتا تھا، کہا:

إِنَّ يَدَهُ لَا تَمْتَدُّ إِلَى طَعَامٍ فِيهِ شُبْهَةٌ. ❷

ترجمہ: آپ کا ہاتھ اس کھانے کی طرف کبھی نہیں بڑھے گا جس میں شبہ ہوگا۔

تقوی و احتیاط صوم و صلاۃ کے ہزار مثقال سے بہتر ہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ مکہ میں آئے اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بچے کو کعبہ سے پیٹھ لگائے لوگوں کو وعظ کرتے دیکھا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کھڑے ہو گئے اور بچے سے پوچھا: دین کا دارومدار کس چیز پر ہے؟ بچے نے جواب دیا پرہیز گاری پر، پھر پوچھا دین کی آفت کسی چیز میں ہے؟ جواب دیا طمع میں، یہ سن کر حسن بصری رحمہ اللہ کو تعجب ہوا، حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْوَرَعِ السَّالِمِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ مِثْقَالٍ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ. ❸

ترجمہ: صحیح پرہیز گاری ایک ذرہ بھر بھی ہو تو وہ نماز روزہ کے ایک ہزار مثقال سے بہتر ہے۔

---

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ١ ص ٢٣٥

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ١ ص ٢٣٦

❸ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ١ ص ٢٣٦

اللہ کا قرب تقویٰ وزہد سے ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی:

لَمْ يَتَقَرَّبُ إِلَى الْمُتَقَرِّبِينَ بِمِثْلِ الْوَرَعِ وَالزُّهْدِ. ❶

ترجمہ: میرا قرب چاہنے والے، پرہیزگاری اور زہد سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

قربِ الٰہی روزِ محشر کن لوگوں کو نصیب ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جُلَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى غَدًا أَهْلُ الْوَرَعِ وَالزُّهْدِ. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن اہل ورع وزہد اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔

علماء دیوبند کے معاملات اور حقوق العباد میں محتاط طرزِ زندگی

مشتبہ چیز کھانے پر فوراً قے ہوجاتی تھی

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کے تقویٰ کے واقعات تو نہ معلوم اسی رسالہ میں کتنی جگہ گذرے ہوں گے کہ حضرت مرحوم کا معدہ مشتبہ چیز کو قبول نہیں کرتا تھا فوراً قے ہوجاتی تھی۔ اسکی وجہ سے حضرت کے اعزہ واحباب اور جہاں کہیں تشریف لے جاتے تو میزبانوں کو فکر ہوجاتی کہ کہیں حضرت کے کھانے کے بعد اپنی رسوائی نہ ہو، مشتبہ مال کے قے ہوجانے کے متعدد واقعات اپنے بچپن میں گھر کی مستورات سے سننے کی نوبت آتی رہی۔

''تذکرۃ الخلیل'' میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی نور الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

---

❶ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۶

❷ الرسالة القشرية: باب الورع، ج ۱ ص ۲۳۶

کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے کچھ دام اپنے صاحبزادے مولوی محمد ابراہیم صاحب کودیئے کہ خود جا کر ان کا سامان کھانے کے لئے لاویں تاکہ کچھ گڑبڑ نہ ہو، کھانا تیار ہوا اور اس میں فیرینی بھی تھی جس کے کھاتے ہی قے ہوگئی۔ مولوی نورالحسن صاحب بہت پریشان ہوئے، تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ جو دودھ مولوی محمد ابراہیم صاحب لائے تھے وہ گر گیا تھا، پھر دودھ باورچی حلوائی کے یہاں سے بغیر اجرت کے لے آیا تھا۔ ❶

احتیاط کے پیش نظر دہلی کے بازار کا سالن کبھی نوش نہ فرمایا

مولانا نورالحسن صاحب نے ایک سپاہی کو بہت سمجھا بجھا کر اور یہ واضح کر کے کوئی گڑبڑ نہ کیجئے ورنہ تیری اور میری دونوں کی ذلت ہوگی، ایک سپاہی کے ہاتھ دودھ جلیبی بازار سے منگوائی اور اس کو بہت ہی بار بار سمجھا دیا تھا کہ ان ہی پیسوں کی لایئے ورنہ میری تیری دونوں کی ذلت فوراً ہو جائے گی، سپاہی کی عقل میں نہیں آئی کہ ذلت کیوں ہوگی، وہ حلوائی سے دودھ جلیبی تو تحصیلدار صاحب کے مہمان کے نام سے مانگ لایا اور پیسے جیب میں رکھ لئے اور دودھ جلیبی کا چمچہ نوش فرماتے ہی ایک شور مچ گیا، سپاہی بیچارے کی عقل میں ہی نہیں آتا تھا کہ ایسی فوری گرفت ہوگی۔

حضرت نوراللہ مرقدہ کی طالب علمی کے زمانہ کا قصہ بھی آپ بیتی میں کئی جگہ گذر چکا کہ دہلی کے قیام طالب علمی میں بازار سے کھانے کا نظم تھا، مگر حضرت بغیر سالن کے روٹی کھایا کرتے تھے۔ اس لئے کہ دہلی کے سالنوں میں بازاری ہوں یا گھریلو امچور کا دستور بہت کثرت سے تھا، اور آموں کی بیع قبل از وقت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوتی ہے، اس لئے حضرت دہلی کے بازار کا سالن نہیں نوش فرمایا کرتے تھے۔ ❷

❶ آپ بیتی: فصل نمبر۱۰، میرے اکابر نوراللہ مرقدہم کا تقوی، ج۲ص۱۸۴/ تذکرۃ الخلیل: ص۱۰۰

❷ آپ بیتی: فصل نمبر۱۰، میرے اکابر نوراللہ مرقدہم کا تقوی، ج۲ص۱۸۵

مولانا مظفرحسین کاندھلوی رحمہ اللہ کا احتیاط وتقوی

ارواح ثلاثہ میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کی روایت سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کے شاگردوں میں تین شخص نہایت متقی تھے، اول درجہ کے مولوی مظفرحسین صاحب، دوسرے درجہ کے شاہ عبدالغنی صاحب، اور تیسرے درجہ کے نواب قطب الدین صاحب، اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ نواب قطب الدین خان صاحب نے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب، مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولوی مظفرحسین صاحب اور چند دوسرے احباب کی دعوت کی۔ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب نے منظور فرمالی اور مولوی محمد یعقوب صاحب نے بھی مگر مولوی مظفرحسین نے منظور نہ فرمائی۔ اس سے نواب قطب الدین خان کو ملال ہوا اور انہوں نے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب سے شکایت کی کہ میں نے مولوی مظفرحسین صاحب کی بھی دعوت کی تھی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ شاہ صاحب نے مولوی مظفر حسین صاحب پر عتاب فرمایا اور فرمایا ارے مظفرحسین! تجھے تقویٰ کی بدہضمی ہوگئی، کیا نواب قطب الدین کا کھانا حرام ہے۔ انہوں نے کہا حاشا وکلا مجھے نواب صاحب پر اس قسم کی بدگمانی نہیں ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا پھر تو کیوں انکار کرتا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت نواب صاحب نے آپ کی دعوت کی ہے اور مولوی محمد یعقوب صاحب کی بھی اور انکے علاوہ اتنے اور آدمیوں کی۔ اور آپ کو پالکی میں لے جائیں گے اس میں بھی ضرور خرچہ ہوگا، اور نواب صاحب تو پھر نواب زادہ ہیں وہ دعوت میں ضرور نوابانہ تکلف بھی کریں گے، اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب مقروض بھی ہیں، اور جتنا روپیہ وہ دعوت میں صرف کریں گے وہ انکی حاجت سے زائد بھی ہے، تو یہ روپیہ وہ اپنے قرض میں کیوں نہیں دیتے، ایسی حالت میں انکا کھانا کراہت سے

خالی نہیں، یہ بات شاہ صاحب کے ذہن میں بھی آ گئی۔اور شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں قطب الدین اب ہم بھی تمہارے یہاں کھانا نہ کھائیں گے۔

اس پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ حاشیہ میں فرماتے ہیں۔قولہ: کراہت سے خالی نہیں۔اقول: وہ اعانت بعیدہ ہے مطل فی اداء القرض کی۔کیا دقیق تقویٰ ہے اور استاد کیسے مقدس کہ پہلے تو شاگرد کولتاڑ رہے تھے پھر ان ہی کی اتباع کر لی۔ ❶

رزقِ حلال اور ایثار کے سبب خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ کسی گاؤں کی ویران مسجد میں ٹھہرے وہاں مغرب کے تھوڑی دیر بعد ایک غریب آدمی آیا اور جلدی جلدی مغرب کی نماز پڑھی۔نماز کے بعد جب آپ کو دیکھا تو اپنے گھر گیا اور تین روٹی روکھی لاکر آپ کو دیں۔آپ نے اِن کو تناول فرمایا اور سو گئے، رات کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور عجیب غریب انوارات اور برکات ظاہر ہوئے، اس لئے آپ اگلے دن پھر وہیں ٹھہر گئے، دن بھر کوئی نہ آیا، بعد مغرب وہی شخص آیا اور آپ کو بیٹھا دیکھ کر اپنے گھر سے دو روٹی بغیر سالن کے لا کر دیں۔یہ رات بھی پہلی رات کی طرح گزری اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔آپ اگلے دن پھر ٹھہرے رہے، بعد مغرب وہی شخص آیا آپ کو دیکھ کر گھر سے ایک روٹی لایا اور کہا:

''بھائی مسافر اب جاؤ! کل کو یہاں نہ ٹھہرنا۔''

حضرت مولانا نے فرمایا:

---

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نور اللہ مرقدہم کا تقوی، ج ۲ ص ۱۸۵، ۱۸۶/ ارواح ثلاثہ: حضرت مولانا ظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کی حکایات، ص ۱۴۱، ۱۴۲

میرے ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری روٹی میں عجیب لذت وحلاوت محسوس کرتا ہوں اور عجیب غریب انوارات اور برکات کا مشاہدہ کررہا ہوں، تم حقیقت حال بتاؤ تب جاؤں گا! اس شخص نے کہا:

میں بہت غریب آدمی ہوں، دن بھر محنت کرکے جو پیسے ملتے ہیں اس کا تھوڑا آٹا لے آتا ہوں جس میں تین روٹی پکتی ہیں، ایک میری، دوسری بیوی کی اور تیسری بچے کی، پہلے دن ہم تینوں نے فاقہ کیا اور تینوں روٹیاں تمھیں لادیں۔ دوسرے دن بچے کی حالت نہ دیکھی گئی، اس لئے ایک روٹی اس کو دے دی اور دو تمہیں لادیں، آج بھوک کی وجہ سے بیوی بے تاب تھی اس کے حصہ کی روٹی اس کو دے دی اور اپنے حصہ کی لے آیا اور اب کل کو مجھ میں بھی فاقہ کی طاقت نہیں اسی لئے مجبوراً تمہیں کہنا پڑا۔

حضرت مولانا نے فرمایا: سچ ہے یہ اسی اکل حلال اور ایثار کے اثرات اور ثمرات وبرکات ہیں۔ ❶

محتاطِ طرزِ زندگی کے سبب نابالغ کا کھانا کھانے سے گریز کرنا

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ غرباء کی دعوت کو اس قدر شوق ورغبت کے ساتھ قبول فرمایا کرتے تھے کہ مولانا نور الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اکثر کہا کرتے معلوم نہیں چچا صاحب کو دعوت کا اب کیا شوق ہے، غریبوں کی دعوت قبول کرلیتے ہیں، پھر اس کا مکان ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ ابتداء میں قاضی جی اور متولی جی کے گھر قرابت اور یگانگت کی بناء پر کھانا تناول فرمالیا کرتے تھے۔ قاضی شیخ محمد اور متولی محمد اسماعیل کے والد کے انتقال کے بعد اُن کے یہاں بھی کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر شروع کردیا اور بغیر بلائے خود تشریف

❶ حالات مشائخ کاندھلہ: حضرت مولانا محمد مظفر حسین صاحب، ج۱ ص۳۸، ۳۹

لے گئے، دریافت کرنے پر فرمایا:

پہلے تم نابالغ تھے اس لئے میں تمہارے مال سے پرہیز کرتا تھا، اب تم بالغ ہو گئے ہو اس لئے اب مجھے کوئی عذر نہیں۔ ❶

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے معاملات کی عدم درستگی پر خلافت واپس لے لی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ایک مرید تھے جن کو آپ نے خلافت بھی عطا فرمادی تھی اوران کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت دے دی تھی، ایک مرتبہ وہ سفر کر کے حضرت والا کی خدمت میں تشریف لائے،ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا،انہوں نے آکر سلام کیا اور ملاقات کی اور بچے کو بھی ملوایا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے،اس کے لئے دعا فرمادیجئے،حضرت والا نے بچے کے لئے دعا فرمائی اور پھر ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس بچے کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت اس کی عمر ۱۳ سال ہے، حضرت نے پوچھا کہ آپ نے ریل گاڑی کا سفر کیا ہے تو اس بچے کا آدھا ٹکٹ لیا تھا یا پورا ٹکٹ لیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آدھا ٹکٹ لیا تھا، حضرت نے فرمایا کہ آپ نے آدھا ٹکٹ کیسے لیا جب کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا تو پورا ٹکٹ لگتا ہے،انہوں نے عرض کیا کہ قانون تو یہی ہے کہ بارہ سال کے بعد ٹکٹ پورا لینا چاہئے اور یہ بچہ اگرچہ ۱۳ سال کا ہے لیکن دیکھنے میں ۱۲ سال کا لگتا ہے،اس وجہ سے میں نے آدھا ٹکٹ لے لیا،حضرت نے فرمایا:"إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تصوف اور طریقت کی ہوا بھی نہیں لگی،آپ کو ابھی تک اس بات کا احساس اور ادراک نہیں کہ بچے کو جو سفر آپ نے کرایا یہ حرام کرایا، جب قانون یہ ہے ۱۲ سال سے زائد عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لگتا ہے اور آپ نے آدھا ٹکٹ لیا، اس کا

❶ حالات مشائخ کاندھلہ: حضرت مولانا محمد مظفر حسین صاحب، ج ۱ ص ۳۹، ۴۰

مطلب یہ ہے کہ آپ نے ریلوے کے آدھے ٹکٹ کے پیسے غصب کر لیے اور آپ نے چوری کر لی، اور جو شخص چوری اور غصب کرے ایسا شخص تصوف اور طریقت میں کوئی مقام نہیں رکھ سکتا، لہٰذا آج سے آپ کی خلافت اور اجازت بیعت واپس لی جاتی ہے۔ چنانچہ اس بات پر انکی خلافت سلب فرمالی، حالانکہ وہ اپنے اوراد و وظائف میں، عبادات اور نوافل میں، تہجد اور اشراق میں ہر چیز میں بالکل اپنے طریقت پر مکمل تھے، لیکن یہ غلطی کی کہ بچے کا ٹکٹ پورا نہیں لیا، صرف اس غلطی کی بناء پر خلافت سلب فرمالی۔ ❶

اکابر علماء دیوبند کا اپنی تنخواہوں کو زائد سمجھ کر کم کروانا

۱...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے اکابر کا یہ معمول بہت ہی اہتمام سے ہمیشہ دیکھا کہ انہوں نے اپنی تنخواہ کو ہمیشہ اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھا، حضرت اقدس سیدی و مرشدی حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ اور حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے متعلق میں آپ بیتی میں کہیں لکھوا چکا ہوں کہ میرے حضرت کی تنخواہ مظاہر علوم میں چالیس اور حضرت شیخ الہند کی دارالعلوم دیوبند میں پچاس روپے تھی۔ ان دونوں کے متعلق جب بھی ممبران اور سرپرستان کی طرف سے ترقی تجویز ہوتی تو دونوں حضرات اپنی اپنی جگہ یہ کہہ کر ترقی سے انکار کر دیا کرتے تھے کہ ہماری حیثیت سے یہ بھی زیادہ ہے۔ دونوں مدرسوں میں جب مدرس دوم کی تنخواہیں انکی تنخواہ کے برابر پہنچ گئی تو ممبران نے یہ کہہ کر کہ اب ماتحت مدرسوں کی تنخواہیں تو صدر مدرس کی تنخواہ سے زیادہ نہیں ہوسکتیں۔ آپ کے انکار سے انکی ترقیاں رک جاویں گی، اس پر مجبوراً ہر دو اکابر نے اپنی اپنی ترقی قبول کی۔ میرے استاذ حضرت مولانا عبداللطیف

❶ اصلاحی خطبات: اپنے معاملات صاف رکھیں، ج۹ ص ۷۸، ۷۹

صاحب نوراللہ مرقدہ نے کئی بار مجمع میں فرمایا کہ میں نے اپنی ساری ملازمت میں کبھی اپنی ترقی کی درخواست نہ تحریراً پیش کی نہ زبانی کبھی کسی سے کہا۔

۲...... ''اشرف السوانح'' میں لکھا ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ جب جامع العلوم کانپور میں مدرس اول بن کر تشریف لے گئے تو حضرت کی تنخواہ پچیس روپے تھی۔ لیکن حضرت تھانوی رحمہ اللہ اس کو زائد ہی سمجھتے رہے، حضرت تھانوی کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی اپنی تنخواہ سوچا کرتا تھا تو زیادہ سے زیادہ دس روپے سوچتا تھا، پانچ روپے اپنی ضروریات کے لئے اور پانچ روپے گھر کے خرچ کے لئے ہیں اس سے زیادہ تنخواہ پر کبھی نظر ہی نہیں جاتی تھی، نہ اس سے زیادہ کا اپنے کو مستحق سمجھتا تھا۔

۳...... ''تذکرۃ الخلیل'' میں حضرت سہارنپوری قدس سرہ کے بھوپال جانے کی تقریب کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نوراللہ مرقدہ اجمیر کی ایک صد ماہوار کی تنخواہ اور بریلی کی انسپیکٹری مدارس کو چھوڑ کر دارالعلوم میں تیس روپے ماہوار پر اکابر کے مشورہ سے تشریف لے آئے تھے، اس کے بعد بھوپال کے مدارالمہام صاحب نے جو حضرت مولانا کے والد حضرت مولانا مملوک علی صاحب کے شاگرد تھے۔ بحق صاحبزادگی مولانا کو بھوپال تین سو روپیہ ماہوار پر بلانا چاہا۔ مولانا نے یہ جواب تحریر فرمایا ''لَا حَاجَةَ فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ إِلَّا قَضَاهَا'' یعقوب کی جو کچھ دلی حاجت تھی وہ پوری ہو چکی کہ بقدرِ ضرورت معاش کے ساتھ اہل اللہ کا قرب اور علمیہ دینیہ کی خدمت نصیب ہوگئی، لہٰذا اب کہیں آنے جانے کا خیال نہیں۔ ❶

۴...... ''ارواح ثلاثہ'' میں لکھا ہے کہ مولوی امیرالدین صاحب نے فرمایا کہ ایک

❶ آپ بیتی: فصل نمبر۶، اکابر کا اپنی تنخواہوں کو زائد سمجھنا، ج۲ ص۹۷ تا ۹۹

مرتبہ بھوپال سے مولانا (حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ) کی طلبی آئی اور پانچ سو ماہوار تنخواہ مقرر کی، میں نے کہا اے قاسم! تو چلا کیوں ہیں جاتا، تو فرمایا کہ وہ مجھے صاحب کمال سمجھ کر بلاتے ہیں اور اسی بناء پر وہ پانچ سو روپے دیتے ہیں۔ مگر میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا پھر کس بناء پر جاؤں؟ میں نے بہت اصرار کیا مگر نہیں مانے۔ ❶

مولانا اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ کی محتاط طرزِ زندگی

ایک روز دیوبند میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ قدس سرّہ حضرت میاں صاحب مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بعد مغرب مولوی ذکی مرحوم کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا:

''آم چوسو گے؟''

مفتی صاحب قدس سرہ نے عرض کیا:

''آم اور پھر حضرت کے عطا فرمودہ ''نُورٌ عَلَى نُورٌ'' ضرور عطا ہوں۔''

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اُٹھے اور ایک ٹوکری میں آم لا کر رکھے اور ایک خالی ٹوکری گٹھلی چھلکوں کے لئے سامنے لا کر رکھ دی۔ آم چوس کر فارغ ہوئے تو مفتی صاحب گٹھلی اور چھلکوں سے بھری ٹوکری اُٹھا کر پھینکنے کے لئے چلے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے پوچھا چھلکے کہاں لے کر چلے، عرض کیا: ''چھلکے باہر پھینکنے کے لئے جارہا ہوں''

ارشاد فرمایا کہ: ''(چھلکے) پھینکنے آتے ہیں یا نہیں؟''

حضرت مفتی صاحب نے عرض کیا: حضرت! یہ چھلکے پھینکنا کونسا خصوصی فن ہے جس کو

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۶، اکابر کا اپنی تنخواہوں کو زائد سمجھنا، ج ۲ ص ۱۰۱

سیکھنا ضروری ہے؟

فرمایا: ''ہاں! تم اس فن سے واقف نہیں، لاؤ مجھے دو''

خود ٹوکری اُٹھا کر پہلے چھلکے گٹھلیوں سے علیحدہ کئے اس کے بعد باہر تشریف لے گئے اور سڑک کے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے متعین جگہوں پر چھلکے رکھ دیتے اور ایک خاص جگہ گٹھلیاں ڈال دیں۔ حضرت مفتی صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا:

ہمارے (حضرت میاں صاحب کے) مکان کے قرب و جوار میں تمام غرباء و مساکین رہتے ہیں، زیادہ تر وہی لوگ ہیں جن کو نان جو بھی بمشکل ہی میسر آتی ہے، اگر وہ پھلوں کے یکجائی چھلکے دیکھیں گے تو ان کو اپنی غریبی کا شدت سے احساس ہوگا اور بے مائیگی کی وجہ سے حسرت ہوگی، اور اس ایذاء دہی کا باعث میں بنوں گا، اس لئے متفرق کر کے ڈالتا ہوں اور وہ بھی ایسے مقامات پر جہاں جانوروں کے گلے گزرتے ہیں یہ چھلکے اُن کے کام آجاتے ہیں اور گٹھلیاں ایسی جگہ رکھی ہیں جہاں بچے کھیلتے کودتے ہیں، بچے ان کو بھون کر کھالیتے ہیں، یہ چھلکے اور گٹھلیاں بھی بہر حال ایک نعمت ہیں اُن کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں۔

فائدہ: یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنے کی ہے کہ میاں صاحب خود تو شاید ہی کبھی کوئی آم چکھ لیتے ہوں؟ عموماً مہمانوں ہی کے لئے ہوتے تھے اور محلے کے غریب بچوں کو بلا بلا کر کھلانے میں استعمال ہوتے تھے، اس کے باوجود چھلکے گٹھلیوں کا یکجا ڈھیر کر دینے سے گریز فرماتے تھے کہ غریبوں کی حسرت کا سبب نہ بن جائیں، بعض فقہاء نے بازار کے کھانے سے اسی لئے پرہیز فرمایا ہے کہ ان پر غریبوں کی نظریں پڑتی ہیں اور ناداری کے سبب وہ ان کی حسرت کا سبب بنتی ہیں۔ دیکھئے ان اللہ والوں کی نظر دنیا کے کاموں میں کیسی دقیق ہوتی ہے، اور ہر ہر چیز کا حق کس کس طرح ادا کرتے ہیں۔ حضرت

میاں صاحب کے لئے جو کھانا گھر سے آتا تھا خود تو بہت کم خوراک تھے باقی کھانا محلے کے بچوں کو بلا کر کھلاتے تھے، جو بوٹی بچ جاتی اس کو بلی کے لئے دیوار پر رکھ دیتے تھے اور جو ٹکڑے بچ جاتے ان کو چھوٹا چھوٹا کر کے چڑیوں کے لئے اور دستر خوان کے ریزوں کو بھی ایسی جگہ جھاڑتے تھے جہاں چیونٹیوں کا بل ہے۔

حق تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر پہچاننا اُن کو ٹھکانے لگانا انہی صاحبِ بصیرت بزرگوں کا حصہ تھا، آج تو ہر گھر میں بچا ہوا کھانا سڑتا ہے اور نالیوں میں جاتا ہے۔ جس کا اگر اہتمام کیا جاتا تو بہت سے غریبوں کا پیٹ بھر جاتا۔ (۱)

پڑوسیوں کی رعایت رکھتے ہوئے کچے مکان میں زندگی گزار لی

حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ کا اکثر مکان کچا تھا جس پر ہر سال کہگل ہونا ضروری تھی، اگر نہ کی جاتی تو مکان منہدم ہونے کا خطرہ تھا، ہر سال برسات سے پہلے اس پر کہگل کرانے کا معمول تھا اور اس وقت گھر کا سارا سامان باہر نکالنا پڑتا تھا، ایسے ہی ایک موقعہ پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ نے عرض کیا:

حضرت! ہر سال آپ کو یہ تکلیف ہوتی ہے اور ہر سال کا خرچ بھی جو اس پر ہوتا ہے وہ جوڑا (جمع کر کے حساب لگایا) جائے، تو پانچ سات سال میں اتنا (روپیہ) ہو جائے گا کہ اس سے پختہ اینٹوں کا مکان بن جائے۔ اخلاقِ کریمانہ سے کسی کی بات کاٹنے کا وہاں دستور ہی نہ تھا، بڑی دلداری اور حوصلہ افزائی کے ساتھ فرمایا:

''ماشاءاللہ آپ نے کیسی عقل کی بات کہی، میرا بھی اندازہ یہی ہے کہ پانچ سات سال میں جتنا خرچ اس پر ہو جاتا ہے اتنے خروج میں پختہ مکان بنا کر اس غم سے نجات ہو سکتی ہے، ہم بڈھے ہو گئے اتنی عقل نہ آئی کہ ایک دفعہ پختہ کر لیتے۔

(۱) اکابر دیوبند کیا تھے: حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب، ص۷۹ تا ۸۱

یہ کہہ کر خاموش ہو گئے اس کی جو اصل حقیقت تھی اس کا اظہار اس طرح فرمایا: ”میرے پڑوس میں جتنے مکان ہیں سب غریبوں کے ہیں اور کچے ہیں، ایسی حالت میں مجھے کیا اچھا لگے گا کہ اپنا مکان پختہ بنا کر بیٹھ جاتا، پڑوسیوں کو حسرت ہوتی ہے، اس وقت یہ راز کھلا کہ یہ حضرات کسی بلند مقام پر ہیں۔ ان کے اعمال وافعال کا اندازہ لگانا دشوار ہے کہ اُن میں کیسے کیسے اسرار پوشیدہ ہیں۔ پڑوسیوں اور غریبوں کی رعایت اور اُن کی خدمت جو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی فطرت بنی ہوئی تھی، دوسروں کا اس کی طرف دھیان جانا بھی آسان نہ تھا۔

فائدہ: دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کے بعد بھی ہمیشہ سالانہ یہ تکلیف برداشت کرنے کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ پڑوسیوں نے اپنے مکانات پختہ بنانے شروع کئے تب حضرت میاں صاحب نے بھی اپنے مکان کو پختہ بنوایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں گھی گراں ہو گیا، تو امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گھی کھانا ترک کر دیا اور فرمایا: اس وقت گھی نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ کے عوام گھی کھانا نہ شروع کر لئے۔

یہ واقعہ تاریخ میں بہت سوں نے پڑھا اور سنا ہوگا مگر ایثار ہمدردی اور اخوت کے اس بلند مقام کی جیتی جاگتی تصویر اس زوال وانحطاط کے دور میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ ہی کی زندگی میں نظر آئی۔ ❶

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کا احتیاط وتقوی

حضرت مولانا الحاج احمد علی صاحب محدث سہارنپوری محشی بخاری شریف کا واقعہ آپ بیتی میں کسی جگہ لکھوا چکا ہوں کہ حضرت کا قیام چونکہ ہمیشہ کلکتہ رہا، کلکتہ اور اس کے نواح

❶ اکابر دیوبند کیا تھے: حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب، ص۸۲، ۸۳

کے لوگ حضرت سے واقف تھے، اس لئے مدرسہ مظاہر علوم کے چندہ کے لئے حضرت نے کلکتہ کا سفر فرمایا۔ اور سفر سے واپسی پر سفر خرچ کا ایک ایک پیسے کا حساب درج تھا۔ اس حساب کو میں نے خود بھی نہایت توجہ سے پڑھا کہ جن کے اکابر کی یہ احتیاط ہو ان کے اصاغر کی بے التفاتیاں انتہائی موجب قلق ہیں۔ اس حساب کے اخیر میں ایک نوٹ یہ بھی تھا کہ کلکتہ سے فلاں جگہ میں اپنے ایک دوست سے ملنے کی غرض سے گیا تھا، اگر چہ وہاں چندہ اندازہ سے زیادہ ہوا لیکن میرے سفر کی غرض چندہ کی نیت سے جانے کی نہیں تھی اس لئے اتنی مقدار سفر کلکتہ سے وضع کر لیا جائے۔ ❶

حضرت مولانا محمد مظہر رحمہ اللہ کی احتیاط وتقوی

حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نور اللہ مرقدہ جن کے نام نامی پر مدرسہ کا نام مظاہر علوم ہے، اِن کے متعلق لکھوا چکا ہوں کہ مدرسہ کے اوقات میں جب کوئی مولانا قدس سرہ کا عزیز ذاتی ملاقات کے لئے آتا تو اس سے باتیں شروع کرتے وقت گھڑی دیکھ لیتے اور واپسی پر گھڑی دیکھ لیتے، حضرت کی کتاب میں ایک پرچہ رکھا رہتا تھا، اس پر تاریخوں اور منٹوں کا اندراج فرمالیتے اور ماہ کے ختم پر انکو جمع فرما کر اگر نصف یوم سے کم ہوتا تو آدھ روز کی رخصت اور اگر نصف یوم سے زائد ہوتو ایک روز کی رخصت مدرسہ میں لکھوا دیتے، البتہ اگر کوئی فتوی وغیرہ پوچھنے آتا تھا تو اسکا اندراج نہیں فرماتے تھے۔ ❷

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی محتاط طرزِ زندگی

حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہ ۱۳۴۴ھ میں یک سالہ قیام حجاز کے بعد جب سہارنپور

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نور اللہ مرقدہم کا تقوی، ج ۲ ص ۱۸۶، ۱۸۷

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نور اللہ مرقدہم کا تقوی، ج ۲ ص ۱۸۷

تشریف لائے تو یہ کہہ کر مدرسہ کی تنخواہ بند کردی تھی کہ میں اپنے ضعف و پیری کی وجہ سے مدرسہ کا پورا کام انجام نہیں دے سکتا، مگر اب تک چونکہ مولانا محمد علی صاحب میری جگہ اسباق پڑھاتے تھے، اور تنخواہ نہیں لیتے تھے وہ میرا ہی کام سمجھ کر کرتے تھے اور میں اور وہ دونوں مل کر ایک مدرس سے زیادہ کام کرتے تھے۔ اب چونکہ انکا انتقال ہو چکا ہے اور میں مدرس کی تعلیم کا پورا کام نہیں کرسکتا، اس لئے قبول تنخواہ سے معذور ہوں۔

یہ بھی آپ بیتی میں گزر چکا ہے کہ حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہ جب تک سبق پڑھاتے رہتے تو مدرسہ کی قالین پر تشریف فرما رہتے تھے، لیکن جب سبق کے بعد اپنے اعزہ میں کسی شخص سے بات شروع کی تو قالین سے نیچے اتر گئے اور فرمایا کہ مدرسہ نے یہ قالین ہمیں سبق پڑھانے کے لئے دی ہے ذاتی استعمال کے لئے نہیں۔

اس میں یہ بھی لکھا جا چکا کہ مدرسہ میں حضرت کی چارپائیاں مستقل علیحدہ دورہتی تھیں، مدرسہ کی چارپائی یا بستر پر میں نے آرام فرماتے یا بیٹھتے نہیں دیکھا، یہ بھی گزر چکا کہ مدرسہ کے سالانہ جلسوں میں مدرسہ کے جملہ اکابر حتی کہ جو صاحب مطبخ میں مہمانوں کی دیگیں پکواتے تھے وہ بھی دیگ کا نمک خود نہیں چکھتے تھے، بلکہ کسی مہمان یا طالبعلم سے چکھواتے تھے۔ جملہ اکابر مدرسین منتظمین جوشب وروز مدرسہ کے کام میں ہمہ وقت مشغول رہتے، لیکن مدرسہ کا کھانا تو درکنار مدرسہ کی چائے یا پان بھی یہ حضرات استعمال نہیں کرتے تھے۔ وہاں یہ بھی لکھا جا چکا کہ ہمارے مدرسہ کے مہتمم مولانا عنایت الٰہی صاحب کے پاس دفتر میں دو قلمدان تھے، ایک مدرسہ کا، دوسرا اپنا ذاتی۔ اور ذاتی قلمدان میں چھوٹے چھوٹے پرچے بھی پڑے رہتے تھے، اپنے گھر یا ذاتی پرچہ کہیں لکھنا ہوتا تھا تو مدرسہ کے قلمدان یا مدرسہ کے کاغذ پر نہیں لکھتے تھے۔ ❶

---

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نور اللہ مرقدہم کا تقوی، ج ۲ ص ۱۸۷، ۱۸۸

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی معاملات میں نہایت احتیاط

ایک مرتبہ خود حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ سفر کرنے کے لئے اسٹیشن پہنچے اور سیدھے اس دفتر میں تشریف لے گئے جہاں سامان کا وزن کرایا جاتا تھا۔ وہاں اتفاق سے ریلوے کا گارڈ کھڑا ہوا تھا جو حضرت والا کو پہچانتا تھا، وہ پوچھنے لگا کہ حضرت کیسے تشریف لائے؟ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے سامان کا وزن کرانے آیا ہوں تاکہ اگر زیادہ ہو تو اس کا کرایہ ادا کردوں، اس گارڈ نے کہا کہ حضرت! آپ وزن کرانے کے چکر میں کیوں پڑ رہے ہیں، آپ سامان کو وزن کرائے بغیر سفر کرلیں، میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں اس ٹرین کا گارڈ ہوں آپ کو راستے میں کوئی نہیں پکڑے گا اور اگر سامان زیادہ ہوا تو آپ سے کوئی بھی شخص جرمانے کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ حضرت نے اس گارڈ سے پوچھا کہ آپ کہاں تک میرے ساتھ جائیں گے؟ اس گارڈ نے جواب دیا کہ میں فلاں اسٹیشن تک جاؤں گا۔ حضرت نے پوچھا کہ اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ اس کے بعد جو گارڈ آئے گا، میں اس سے کہہ دوں گا کہ ان کے سامان کا ذرا خیال رکھنا۔ حضرت والا نے پھر پوچھا وہ گارڈ کہاں تک جائے گا؟ گارڈ نے جواب دیا کہ وہ گارڈ تو جہاں تک آپ کی منزل ہے وہاں تک آپ کے ساتھ ہی سفر کرے گا، اس لئے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے اور بھی آگے جانا ہے، اس نے پوچھا کہ آگے کہاں جانا ہے؟ حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے تو اس منزل سے آگے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس جانا ہے، وہاں کون گارڈ میرے ساتھ جائے گا جو مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال و جواب سے بچائے گا؟ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ یہ ٹرین تمہاری ملکیت نہیں ہے، اس کے اوپر تمہارا اختیار نہیں ہے، تمہیں محکمے کی طرف سے اجازت نہیں ہے کہ تم کسی

شخص کے زیادہ سامان کو کرایہ کے بغیر چھوڑ دو۔ لہذا میں تمہاری وجہ سے دنیاوی پکڑ سے تو بچ جاؤں گا لیکن اس وقت جو چند پیسے میں بچالوں گا اور وہ چند پیسے میرے لئے حرام ہو جائیں گے، ان حرام پیسوں کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال ہوگا تو وہاں پر کون سا گارڈ مجھے بچائے گا اور کون جواب دہی کرے گا؟ یہ باتیں سن کر اس گارڈ کی آنکھیں کھل گئیں، پھر حضرت والا سامان وزن کرا کر اسکے زائد پیسے ادا کر کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ❶

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی محتاط طرزِ زندگی

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے حالات زندگی میں بھی اس قسم کے بہت سے واقعات بہت ہی کثرت سے ملتے ہیں۔

۱......اشرف السوانح (۱۰۹/۲) میں لکھا ہے کہ حضرت والا کی خصوصیت خاصہ میں سے یہ ہے کہ اگر کبھی تھوڑا سا بھی مسجد کا گرم پانی وضو سے بچ جاتا تو اس کو بھی سقاوہ ہی میں جا کر ڈال آتے تاکہ مسجد کا اتنا سا مال بھی ضائع نہ جائے۔ ❷

۲......افاضات یومیہ میں لکھا ہے کہ والد صاحب مرحوم نے چار نکاح کئے، اس وقت عام دستور تھا معافی مہر کا، اسی لئے اس طرف کبھی التفات نہیں ہوا۔

مگر ایک بار دفعتاً تنبہ ہوا، اور اس عام عادت پر قناعت نہ ہوئی۔ اس بناء پر میرے حصہ پر شرعی مسئلہ کی رو سے جو رقم بیٹھی تھی اس کو تقسیم کرنے کا انتظام کیا، اس لئے کہ وہ جائیداد تو والد صاحب کی ہم ہی لوگوں کو پہنچی، اسی ترکہ میں یہ دین مہر بھی ہونا چاہیے اس لئے فرائض نکلوائی، صرف مناسخہ کی اجرت میں مجھ کو چودہ روپے دینے پڑے اور

❶ اصطلاحی خطبات: رزقِ حلال طلب کریں، ج ۱۰ ص ۱۹۵ تا ۱۹۷

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نور اللہ مرقدہم کا تقوی، ص ۱۹۳

تقریباً سال بھر کے عرصہ میں ورثاء کی تحقیق کی۔

کوئی مکہ معظّمہ ہے، کوئی مدینہ منورہ میں، کوئی بمبئی میں، کوئی کلکتہ میں، کوئی لاہور میں غرض الحمدللہ بعد تحقیق سب کو رقمیں پہنچادی گئیں۔ غالباً آٹھ سو روپیہ سے کچھ کم یا زائد میرے حصہ پر رقم بیٹھی، جس میں سے صرف دو جگہ باقی ہیں، جہاں ابھی رقمیں نہیں پہنچیں۔ بمبئی اور مکہ معظّمہ (جو بعد میں وہاں بھی پہنچ گئی۔ جامع) ورثاء کے حصص میں بعض بیچاروں کے حصہ پر ایک ہی پیسہ آیا، بعض کے حصہ پر دو ہی پیسے آئے، کاندہلہ میں بڑے بڑے معزز متمول لوگ ہیں، بعض کے حصہ پر قلیل پیسے آئے، مگر میری درخواست پر کسی نے قبول کرنے سے انکار نہیں کیا، مجھ کو بڑی ہی مسرت ہوئی کہ انہوں نے قبول فرمالیا۔ اس خیال سے نہ تو معاف کیا کہ معاف کرنے کی کوئی چیز نہیں، کوئی کائنات بھی ہو، اور نہ لینے سے انکار کیا کہ میری دل آزاری اور دل شکنی ہوگی۔ ماشاءاللہ کیا ٹھکانا ہے انکی سمجھ کا، فہم اور شرافت کا۔ (۱)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی معاملات میں نہایت احتیاط

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے، لیکن دیکھا کہ جس درجے کا ٹکٹ لیا ہوا ہے، اس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گاڑی روانہ ہونے والی تھی، اور اتنا وقت بھی نہ تھا کہ جاکر ٹکٹ تبدیل کروالیں، مجبوراً اوپر کے درجے کے ایک ڈبے میں سوار ہوگئے، خیال یہ تھا کہ ٹکٹ چیک کرنے والا آئے گا تو ٹکٹ تبدیل کرالیں گے، لیکن اتفاق سے پورے راستے کوئی ٹکٹ چیک کرنے والا نہ آیا، یہاں تک کہ منزل آگئی، منزل پر اتر کر وہ سیدھے ٹکٹ گھر پہنچے، وہاں جاکر معلومات کیں کہ دونوں درجوں کے کرائے میں کتنا

(۱) آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نوراللہ مرقدہم کا تقوی، ج۲ ص ۱۹۴، ۱۹۵

فرق ہے؟ پھر اتنی ہی قیمت کا ایک ٹکٹ وہاں سے خرید لیا، اور وہیں پر پھاڑ کر پھینک دیا، ریلوے کے جس ہندو افسر نے ٹکٹ دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ انہوں نے ٹکٹ پھاڑ کر پھینک دیا ہے تو اسے سخت حیرانی ہوئی بلکہ ہو سکتا ہے کہ والد صاحب کی دماغی حالت پر بھی شبہ ہوا ہو، اس لئے اس نے باہر آ کر ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی کہ آپ نے ٹکٹ کیوں پھاڑا؟ والد صاحب نے اسے پورا واقعہ بتایا اور کہا کہ اوپر کے درجے میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ پیسے میرے ذمے رہ گئے تھے، ٹکٹ خرید کر میں نے یہ پیسے ریلوے کو پہنچا دیئے، اب یہ ٹکٹ بیکار تھا، اس لئے پھاڑ دیا، وہ شخص کہنے لگا کہ مگر آپ تو اسٹیشن سے نکل آئے تھے، اب آپ سے کون زائد کرائے کا مطالبہ کر سکتا تھا، والد صاحب نے جواب دیا کہ جی ہاں! انسانوں میں تو اب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں تھا لیکن جس حق دار کے حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو، اس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ ضرور کرتے ہیں، مجھے ایک دن ان کو منہ دکھانا ہے، اس لئے یہ کام ضروری تھا۔

یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے کا ہے جب برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی، اور مسلمانوں کے دل میں اس حکومت کے خلاف جو نفرت تھی وہ محتاج بیان نہیں، چنانچہ ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں، خود حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ برملا اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی الگ حکومت ہونی چاہیے جس میں وہ غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد ہو کر شریعت کے مطابق اپنا کاروبار زندگی چلا سکیں۔

لیکن انگریز کی حکومت سے متنفر ہونے کے باوجود اس کے قائم کئے ہوئے محکمے سے تھوڑا سا فائدہ بھی معاوضہ ادا کئے بغیر حاصل کرنا انہیں منظور نہ تھا۔ (۱)

---

(۱) ذکر و فکر: چوری یہ بھی ہے، ص ۱۱۹، ۱۲۰

مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ کی نہایت محتاط طرزِ زندگی

حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ کے مظاہرالعلوم کے قیام کے دوران پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاصل وغیرہ کے امتحانات کے پرچے آپ کے پاس آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک صاحب لاہور سے آئے، آنے کا مقصد ایک صاحب کی سفارش تھی جن کا پرچہ آپ کے پاس تھا۔ آپ نے سفارش قبول کرنے سے معذوری ظاہر کی، جاتے ہوئے وہ پھلوں کی ٹوکریاں چھوڑ کر چلے گئے، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو نہیں بتایا، کچھ دیر بعد خدام نے جب بتایا کہ حضرت! یہ تو وہ حضرت چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ آپ نے فوراً وہ ٹوکریاں خدام کے ذریعہ ان کو پہنچانے کا حکم فرمایا اور ان کی اس حرکت پر انتہائی ناراضگی اور غصہ کا اظہار فرمایا، خدام نے فوراً جا کر ان کے حوالہ کر دیں۔ ❷

مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ کی معاملات میں نہایت احتیاط

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ جب حج سے براستہ کراچی واپس سہارنپور تشریف لائے، تو کراچی میں خادم سے فرمایا کہ ٹکٹ خرید لیا جائے، سامان بیگ میں رکھوا دیا جائے اور سہارنپور تار دے دیا جائے۔

چنانچہ رفیقِ سفر خادم نے سہارنپور کا ٹکٹ لیا، سامان کو وزن کرانے پر معلوم ہوا کہ سامان بہت زیادہ ہے، کئی کنستر کھجور اور زمزم کے موجود ہیں، ریلوے کے ملازم نے خادم سے کہا:

''پانچ روپیہ مجھے دے دو آپ لوگوں کا فائدہ کرا دوں گا۔''

❷ تجلیات رحمانی: باب ششم: خصوصی کمالات، اصول درس روحانی و علمی مقام خصائل وعادات اور معمولات، ج۱ ص ۴۳۹، ۴۴۰

رفیق سفر ناواقفیت کی بناء پر راضی ہو گئے اور حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ تقریباً سو روپے کا فائدہ ہوا ہے، اس غلط کارنامے پر خوش ہو کر واپس ہوئے شیخ کو جب یہ معلوم ہوا کہ پانچ روپیہ کے سبب سو روپے کا فائدہ ہوا ہے، اور پورا واقعہ معلوم ہوا تو بے ساختہ فرمایا کہ: ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' یہ کیا ہوا۔ یہ تو بڑی غلط بات ہوئی، ایک تو رشوت دینے کا گناہ، دوسرے ریلوے کا حق مارنے کا گناہ، اس حرکت سے حج میں بڑا نقصان آئے گا آخر تم کو یہ کیا سوجھی۔

رفیق سفر کو اپنی نادانستگی کا بڑا افسوس ہوا اور حضرت سے اس کے ازالہ کا طریقہ دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی لائن کا سو روپے کا ٹکٹ خرید کر پھاڑ ڈالو (تا کہ ریلوے کو رقم وصول ہو جائے) اور رشوت دینے کا جو گناہ ہوا اس سے استغفار کر لو اور آئندہ احتیاط کا عزم کر لو۔ ❶

مولانا محمد اسحاق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تعطیل گزارنے کے بعد اکوڑہ خٹک جا رہا تھا تو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے کچھ روپے دیئے کہ حضرت مولانا (عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ) کی خدمت میں پیش کر دو۔

نہ تو والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہدیہ ہے یا زکوۃ اور نہ میں نے پوچھا۔ میں نے جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو دریافت فرمایا کہ یہ زکوۃ ہے یا ہدیہ، اگر زکوۃ ہے تو مستحق طالب علموں کو دے دوں اور اگر ہدیہ ہے تو میں لے لوں گا۔

میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو معلوم نہیں۔ حضرت نے مسکرا کر روپے لے لئے صبح کے وقت جب درس کے لئے تشریف لائے تو دورہ حدیث کے طلبہ میں وہ رقم تقسیم

❶ تجلیات رحمانی: باب سوم: سفر حج، ج ۱ ص ۱۸۱، ۱۸۲

فرمادی۔

فائدہ: حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ اس اصول پر عمل کرتے تھے کہ جن ہدایا میں شبہ ہوتا آپ بلاتفریق قلیل وکثیر رد فرما دیتے۔ ❶

مولانا یحییٰ کاندھلوی رحمہ اللہ کا تقویٰ

میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہ کا کھانا اس زمانہ میں بازار سے آیا کرتا تھا کہ میری والدہ یہاں مستقل مقیم نہیں تھیں اور مدرسہ کا مطبخ اس وقت تک جاری نہیں ہوا تھا۔ قرب وجوار میں کوئی طباخ کی دوکان بھی نہیں تھی۔ جامع مسجد کے بازار میں مسجد فرخ کے سامنے محمد اسمعیل نامی طباخ کے یہاں سے کھانا آتا تھا جو شام کو مدرسہ آتے آتے بالکل جم جاتا تھا۔ میرے والد صاحب سالن کے برتن کو مدرسہ کے حمام کے قریب حمام سے باہر رکھ دیتے تھے اور جب وہ نیم گرم ہو جاتا تو نوش فرمالیا کرتے تھے، اس پر بھی دو تین روپے ہر ماہ چندہ کے نام سے اس دور کی آگ کے انتفاع کی وجہ سے دیا کرتے تھے۔ ❷

مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ کی احتیاط وتقویٰ

حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ ایک بار وطن سے ملازمت پر بذریعہ ریل جانے لگے، اسٹیشن پر اس وقت پہنچے جب ریل آچکی تھی اور چھوٹنے ہی والی تھی۔ آپ کے پاس سامان مقررہ وزن سے زیادہ تھا، وزن کرا کر محصول دینے کا موقع نہ تھا، گھبراہٹ میں ٹکٹ لیکر ریل میں تو بیٹھ گئے مگر خلافِ شریعت زیادہ سامان بے محصول لے جانے پر دل بے چین تھا، خدا سے دعا کی کہ اس معصیت سے بچنے کی کوئی سبیل نکال دیجئے،

❶ تجلیات رحمانی: باب ششم، خصوصی کمالات، اصول درس، روحانی وعلمی مقام، خصائل وعادات اور معمولات، ج۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲

❷ آپ بیتی: فصل نمبر۱۰، میرے اکابر نوراللہ مرقدہم کا تقویٰ، ج۲ ص ۱۸۸

اچانک ذہن میں آیا کہ جہاں ریل سے اترنا ہے وہاں سامان کا وزن کروا کر محصول ادا کر دینا، آپ نے یہی کیا مگر رات کا وقت تھا ٹکٹ کلکٹر نے سامان تولنے سے انکار کر دیا اور کہا جائیں لے جایئے، آپ نے فرمایا آپ کو خلافِ قانون اس کی اجازت دینے کا کیا حق ہے؟ وہ پھر بھی تیار نہیں ہوا، آپ نے خود سامان تولا اور جتنا وزن زیادہ تھا اتنی رقم کا ریل کا ٹکٹ خرید کر پھاڑ کر پھینک دیا اور اس طرح حقوق العباد اور صفائی معاملات کا بہترین نمونہ اپنے عمل سے دکھایا۔ ❶

ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کی حقوق العباد میں احتیاط

حضرت ڈاکٹر عبدالحئ عارفی صاحب رحمہ اللہ اپنی گاڑی میں بیٹھے تھے، بیٹا ڈرائیونگ کر رہا تھا، سامنے سے ایک دوسری گاڑی آپ کی گاڑی سے ٹکرائی، پولیس والے آ گئے کہا کہ حضرت! آپ صرف اتنا کہیں کہ سامنے والی گاڑی کی غلطی ہے تو ہم آپ کو اس سے نقصان دلواتے ہیں، آپ نے بڑا پیارا جواب دیا کہ غلطی میرے بیٹے کی تھی، میں اپنا تاوان برداشت کروں گا اور دوسرے کو بھی نقصان کا تاوان دوں گا، آخر خدا تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں، لوگ آپ کے اس تقوی کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور رپورٹ لکھنے والے سپاہی سے کہا کہ غلطی میرے بیٹے کی لکھو۔ ❷

ایک مشتبہ لقمہ کے باطن پر دو ماہ تک اثرات

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ جو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے استاد تھے، غالبًا انہی کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مرتبہ حضرت والا کی دعوت کی آپ وہاں تشریف لے گئے۔ کھانا شروع کیا، ایک نوالہ کھانے کے بعد

❶ ایک ہزار پرتاثیر واقعات: ص ۱۷۲

❷ ایک ہزار پرتاثیر واقعات: ص ۴۲۷

معلوم ہوا کہ جس شخص نے دعوت کی ہے اس کی آمدنی حلال نہیں ہے، اس کی وجہ سے یہ کھانا حلال نہیں ہے، چنانچہ کھانا چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور واپس چلے آئے لیکن ایک نوالہ جو حلق میں چلا گیا تھا اس کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ ایک لقمہ جو میں نے حلق سے نیچے اتار لیا تھا اس کی ظلمت اور تاریکی دو ماہ تک مجھے محسوس ہوتی رہی، وہ اس طرح کہ دو ماہ تک میرے دل میں گناہ کرنے کے داعیے بار بار دل میں پیدا ہوتے رہے، دل میں یہ تقاضا ہوتا کہ فلاں گناہ کرلوں، فلاں گناہ کرلوں، اب بظاہر تو اس میں کوئی جوڑ نظر نہیں آتا کہ ایک لقمہ کھا لینے میں اور گناہ کا تقاضا پیدا ہونے میں کیا جوڑ ہے؟ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں اس لیے محسوس نہیں ہوتا کہ ہمارا سینہ ظلمت کے داغوں سے بھرا ہوا ہے، جیسے ایک سفید کپڑے کے اوپر بے شمار سیاہ داغ لگے ہوئے ہوں اس کے بعد ایک داغ اور لگ جائے پتہ بھی نہیں چلے گا کہ نیا داغ کونسا ہے؟ لیکن اگر کپڑا سفید صاف شفاف ہو، اس پر اگر ایک چھوٹا سا بھی داغ لگ جائے گا تو دور سے نظر آئے گا کہ داغ لگا ہوا ہے، بالکل اسی طرح ان اللہ والوں کے دل آئینے کی طرح صاف شفاف ہوتے ہیں، اس پر اگر ایک داغ بھی لگ جائے تو وہ داغ محسوس ہوتا ہے۔ اور اس کی ظلمت نظر آتی ہے، چنانچہ ان اللہ کے بندے نے یہ محسوس کرلیا کہ اس ایک لقمہ کے کھانے سے پہلے تو نیکی کے داعیے دل میں پیدا ہو رہے تھے، گناہوں سے نفرت تھی، لیکن ایک لقمہ کھانے کے بعد دل میں گناہوں کے تقاضے پیدا ہونے لگے اس لیے بعد میں فرمایا کہ درحقیقت یہ اس ایک خراب لقمے کی ظلمت تھی، اس کا نام ''برکت باطنی'' ہے، جب اللہ تعالیٰ یہ برکت باطنی عطا فرما دیتے ہیں تو پھر اس کے ذریعے انسان کے باطن میں ترقی ہوتی ہے، اخلاق اور خیالات درست ہوجاتے ہیں۔ (۱)

(۱) اصلاحی خطبات: کھانے کے آداب، ج۵ ص۱۹۵، ۱۹۶

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا حقوق العباد کی ادائیگی کا نہایت اہتمام

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات میں لکھا ہے کہ فرض نماز کا آخر دم تک بے حد اہتمام رہا۔ یہاں تک کہ وفات سے دو چار روز قبل احقر (خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ تعالی خلیفہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالی) سے خاص طور سے فرمایا کہ مجھ کو دو چیزوں کا بہت خیال ہے، نماز کا اور حقوق کا۔

احقر نے اطمینان دلانے کے لیے عرض کیا کہ حضرت نمازیں تو غایت ضعف کی وجہ سے سخت تعب ہونے کے باوجود بھی ادا فرما رہے ہیں۔

اب تک بفضلہ تعالیٰ کوئی قضا نہیں ہونے پائی، رہے حقوق سوان کے متعلق تو حضرت نے کبھی کوئی حالت منتظرہ باقی رکھی ہی نہیں، ان کو وقت کے وقت مدوار تھیلیوں میں مع پرچہ جات حساب رکھ دیا اور اگر کسی ایسی مد کی رقم ہوئی جس کا حساب دوسرے کے متعلق ہے اس کو آتے ہی اس کے پاس پہنچا دیا۔ غرض ساری رقوم متمیز ہیں۔ احقر کی اس تقریر کو سن کر عجیب بے بسی کے لہجہ میں فرمایا کہ کیسے سمجھاؤں۔

نہ معلوم ان دونوں چیزوں کا کون سا درجہ نظر میں ہوگا، جب مجھ سے حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالی کے اس ارشاد کو کہ دو چیزوں کا مجھ کو بہت خیال ہے، نماز کے حقوق کا اہل علم حضرات نے سنا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بعض روایات پر آخری کلمات یہ تھے ''اَلصَّلَاۃُ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ'' نماز اور حقوق کا انتہائی درجے کا خیال واقعی آخری وقت تک رکھا۔ چنانچہ نماز تو آخری وقت تک پڑھی اور کوئی نماز قضا نہ ہونے دی اور حقوق کی ادائیگی تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری یہی عمل تھا۔ [1]

کوئی نماز قضا نہیں ہو رہی پھر بھی زندگی کی آخری گھڑی تک نماز کا خیال ہے۔

---

[1] اشرف السوانح: حالات یوم وفات، ج۴ ص۶۴، ۶۵

فائدہ:اب ہمیں اپنے آپ پر نظر ڈالنی چاہیے کہ کیا ہم بھی نماز کی فکر کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم نماز کی پابندی نہیں کرتے تو یہ بہت گھاٹے والی بات ہے۔اوراس گھاٹے اور نقصان سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے گزشتہ قضا نمازوں کی معافی مانگی جائے، رہ جانے والی نمازیں ادا کی جائیں اور آئندہ تمام نمازوں کی مکمل پابندی کی جائے۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا احتیاط وتقوی

ایک دفعہ اس سیہ کار (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ) نے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ سے عرض کیا کہ آپ کی جلالتِ شان کی وجہ سے کوئی کہہ سکے یا نہ کہہ سکے لیکن مدرسہ کی تنخواہ کے ساتھ یہ اسفار کی کثرت بہت سوں کے لئے موجب اِشکال ہے۔حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ نے وہ شرائط نامہ جو مولانا انور شاہ صاحب کی تشریف بری اور حضرت شیخ الاسلام کی دارالعلوم میں ابتدائی تقرر کے وقت طے ہوا تھا، مجھے مرحمت فرمایا کہ آپ اسے پڑھ لیجئے۔اس میں تو واقعی اتنی وسعت تھی کہ حضرت قدس سرہ کے اسفار اسکے مقابلہ میں بہت کم ہوتے تھے، جتنی ممبران کی طرف سے حضرت کو اجازت دی گئی۔ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ دارالعلوم کی موت وحیات حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ کی آمد پر موقوف تھی۔کانگریسی اخبارات اور رسائل جو دارالعلوم کی مخالفت میں بہت زوروں پر تھے۔حضرت شیخ الاسلام کی تشریف آوری پر ایسے ساکت ہوئے کہ پھر کوئی مخالفت کی زوردار آواز نہیں نکلی۔البتہ بعض حضرت کے مخالفین کی طرف سے چندہ کی کمی وغیرہ کے الزامات قائم کئے گئے مگر حضرت قدس سرہ نے دارالعلوم کے چندہ میں جو مساعی جمیلہ اُس وقت فرمائی ہیں وہ اس ناکارہ کو خوب معلوم ہیں۔ ہر سفر میں بڑی بڑی رقمیں حضرت لے کر آتے تھے،اور

دارالعلوم میں غلہ اسکیم کے سالانہ جلسہ کی بنیاد بھی حضرت نوراللہ مرقدہ ہی نے ڈالی تھی۔ ❶

حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کا احتیاط وتقوی

اس سیہ کار (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ) نے ایک مرتبہ اپنے چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ) قدس سرہ سے بھی اپنی گستاخانہ حرکات میں یہ عرض کیا کہ تبلیغ کے سلسلہ میں جو رقوم آتی ہیں وہ تنہا آپ کی رائے پر تقسیم ہوتی ہیں اس کا کوئی ضابطہ ہونا چاہیے، کوئی معیار ضرور تجویز ہونا چاہیے، میرے چچا جان نوراللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تبلیغ کے نام سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا۔ دینے والوں پر اصرار کرتا ہوں تم اپنی رائے اور اپنے ہاتھ سے خرچ کرو اور مشورہ مجھ سے کرو۔ لیکن جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ رقم تمہاری ذاتی رائے پر ہے، چاہے اپنے اوپر خرچ کرو، چاہے اہل وعیال پر، چاہے کسی مبلغ پر ایسی رقم میں قبول کرتا ہوں، اس کے لئے کسی ضابطہ کی ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرا اشکال تو ختم ہوگیا۔ چونکہ یہ ناکارہ چچا جان نوراللہ مرقدہ کے ہر مشورہ میں شریک رہتا تھا، اور بعض قدیم لوگوں کو کم ملتا تھا اور مولفۃ القلوب کو زیادہ اس لئے اس سیہ کار کو اشکال پیش آیا تھا۔ ❷

حضرت قاری رحیم بخش صاحب کی عاشقانہ تدریس قرآن

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کے متعلق اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت قاری صاحب کے یہاں صرف مدرسہ ہی کے اوقات کی پابندی نہ تھی بلکہ انکی تعلیم کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہتا تھا۔ عموماً مدرسہ کے گھنٹہ سے آدھ گھنٹہ پہلے

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نوراللہ مرقدہم کا تقوی، ج ۲ ص ۱۹۵، ۱۹۶

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۰، میرے اکابر نوراللہ مرقدہم کا تقوی، ج ۲ ص ۱۹۶، ۱۹۷

گویا فجر کی نماز کے متصل ہی حضرت قاری صاحب کی درس گاہ میں تعلیم شروع ہو جاتی تھی، ہمارے مدارس میں عصر سے مغرب تک کا وقت چھٹی کا ہے، لیکن حضرت قاری صاحب کے ہاں اس وقت بھی تعلیم جاری رہتی تھی اور پھر تعلیم وتدریس کے ان طویل ترین اوقات میں حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ ہمیشہ موجود رہتے تھے۔ دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی کہ یہ شخص اتنی طویل نشست پر کیسے قادر ہے؟

حضرت قاری صاحب طلباء کی چھٹی کے قائل نہیں تھے، مریض طلباء کو بھی حکم تھا کہ اگر وہ پڑھنے پر قادر نہیں تو درس گاہ میں آکر لیٹے رہیں، لیکن درس گاہ سے غیر حاضری انہیں گوارا نہ تھی۔

بعض اوقات کسی طالب علم کی بیماری نازک صورت اختیار کر لیتی، لیکن حضرت قاری صاحب کو اس کی درس گاہ سے غیر حاضری تب بھی گوارا نہ ہوتی، ان کا ارشاد تھا کہ قرآن کریم شفائے مطلق ہے، اگر کسی کو قرآن سے شفا نہیں ہوتی تو اس کا مرنا ہی بہتر ہے۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت قاری صاحب نے خود راقم الحروف کو سنایا کہ ایک طالب علم کی بیماری کچھ نازک صورت اختیار کر گئی، اس کے اعزہ کو تشویش ہوئی اور انہوں نے اسے ہسپتال لے جانے کا فیصلہ کیا، حضرت قاری صاحب نے فرمایا اگر اسے بچانا ہے تو یہیں درس گاہ میں پڑا رہنے دو اور اگر مارنا ہے تو ہسپتال لے جاؤ، اس کے اعزہ اسے ہسپتال لے گئے تین چار دن علاج ہوتا رہا بالآخر ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا، لڑکے کے والد اور چچا روتے ہوئے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہا لڑکے کی حالت مایوس کن ہے، آپ نے کہہ دیا تھا کہ اگر مارنا ہے تو ہسپتال لے جاؤ، خدا کے لئے آپ یہ کہہ دیجئے کہ وہ بچ جائے گا۔

حضرت قاری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا کہ بندہ خدا! میرے کہنے سے کیا ہوتا

ہے؟ وہ تو میں نے یونہی جذبات میں کہہ دیا تھا، میرے کہنے سے سچ مچ مر تھوڑی جائے گا، مگر وہ بضد ہوئے کہ نہیں ! آپ ضرور کہہ دیجئے کہ وہ مرے گا نہیں، میں نے کہا ا نیم مردہ کو درس گاہ میں لاکر لٹا دیا گیا اور حق تعالیٰ شانہ نے اپنے پاک کلام کی برکت سے اسے چند یوم میں صحت عطا فرمادی، قرآن کریم حضرت قاری صاحب کے رگ وریشے میں رچ بس گیا تھا اور قرآن کریم کا نور ان کے چہرے میں جھلکتا تھا۔ ❶

اسلافِ امت کے ان واقعات سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات نہایت محتاط طرزِ زندگی گزار کر گئے، اللہ رب العزت ہم سب کو معاملات میں احتیاط اور حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❶ شخصیات وتاثرات اَز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ: مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ، ج ا ص ۲۱۱، ۲۱۲

۵۶......بے حیائی، فحاشی اور شادی کے موقع پر موسیقی اور بے پردگی کرنے والوں کا بھیانک انجام

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾(الأعراف:۳۳)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾(النور:۱۹)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الفَاحِشِ وَلَا البَذِيءِ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ،وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ،وَالبَذَاءُ مِنَ الجَفَاءِ،وَالجَفَاءُ فِي النَّارِ.❷

❶سنن الترمذی:أبواب البر والصلة،باب ما جاء فی اللعنة،رقم الحدیث:۱۹۷۷

❷سنن الترمذی:أبواب البر والصلة،باب ما جاء فی الحیاء،رقم الحدیث:۲۰۰۹

میرے واجب الاحترام قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں اللہ اور اس کے رسول نے بے حیائی اور فحاشی سے روکا ہے، آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے، ہر طرف بے حیائی اور فحاشی پھیلتی جا رہی ہے، کافر تو کافر مسلمانوں نے بھی اس گناہ کو عام کرنا شروع کر دیا، خصوصا شادی کے موقع پر موسیقی، بے حیائی، بے پردگی اور فحاشی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، آج کل شادیوں پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں، بے حیائی اور رقص وسرور کی محفلوں پر ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں، رات بھر موسیقی کی وجہ سے پڑوسیوں اور اہل محلّہ کو تکلیف ہوتی ہے، حالانکہ شریعت نے شادی کو سادگی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے، جن لوگوں کی زندگی میں بے حیائی اور فحاشی ہوتی ہے، یا جو لوگ شادی کے موقع پر موسیقی، بے پردگی کے ذریعے شریعت کے احکامات کی بے توقیری کرتے ہیں ایسے لوگوں کا بھیانک اور عبرتناک انجام ہوتا ہے، اور ایسی شادیاں دیرپا اور سکون وراحت کا سبب نہیں بنتیں، اسلئے ہمیشہ کوشش ہو کہ حیاء اور پاک دامنی کے ساتھ زندگی گزرے، بے حیائی، فحاشی، بے پردگی اور موسیقی سے اپنے آپ کو بچائیں۔

قرآن کریم کی روشنی میں فحاشی اور بے حیائی کی قباحت و مذمت

عورت کا فتنہ نہایت خطرناک ہے

عورتوں کی خواہش دنیا کی شہوات میں سے سب سے بڑی شہوت ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اسے دوسری شہوات پر مقدم کیا ہے، اس لئے کہ اس کا فتنہ بہت بڑا ہے، اور اس فتنہ کے اثرات فرد اور معاشرے کے لئے خطرناک ہوتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاوَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ.﴾(آل عمران: ۱۴)

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔ یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾(الأنعام: ۱۵۱)

ترجمہ: اور بے حیائی کے کاموں کے پاس بھی نہ پھٹکو، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو یا چھپی ہوئی۔

چوتھی چیز جس کے حرام ہونے کا ان آیات میں بیان ہے وہ بے حیائی کے کام ہیں، اس کے متعلق ارشاد فرمایا ''وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ'' یعنی بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ ''الْفَوَاحِشُ'' فاحشہ کی جمع ہے، اور لفظ فحش، فحشاء اور فاحشہ سب مصدر ہیں، قرآنِ کریم میں جابجا فحش اور فحشاء کی ممانعت وارد ہوئی ہے، ایک آیت میں ارشاد ہے ﴿يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾(النحل: ۹۰) ایک جگہ ارشاد ہے: ﴿حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ﴾(الأعراف: ۳۴) وغیرہ۔

فحش اور فحشاء کے اس مفہوم عام میں تمام بڑے گناہ داخل ہیں، خواہ اقوال سے متعلق ہوں یا افعال سے اور ظاہر سے متعلق ہوں یا باطن اور قلب سے، بدکاری اور بے حیائی

کے جتنے کام ہیں وہ بھی سب اس میں داخل ہیں، اسی لئے عام زبانوں پر یہ لفظ بدکاری کے معنی میں بولا جاتا ہے، قرآن کی اس آیت میں فواحش کے قریب جانے سے بھی روکا گیا ہے، اس کو اگر مفہوم عام میں لیا جائے تو تمام بری خصلتیں اور گناہ خواہ زبان کے ہوں، خواہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے، اور خواہ دل سے متعلق ہوں، سبھی اس میں داخل ہوگئے، اور اگر مشہور عوام معنی بے حیائی کے کئے جائیں تو اس کے معنی بدکاری اور اس کے مقدمات اور اسباب مراد ہوں گے۔

پھر اسی آیت میں فواحش کی تفسیر میں یہ بھی فرمادیا" **مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ** " پہلی تفسیر کے مطابق ظاہری فواحش سے زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کے تمام گناہ مراد ہوں گے، اور باطنی فواحش سے مراد وہ گناہ ہوں گے جو دل سے متعلق ہیں، جیسے حسد، کینہ، حرص، ناشکری، بے صبری وغیرہ۔

اور دوسری تفسیر کے مطابق ظاہری فواحش سے مراد وہ بے حیائی کے کام ہوں گے جن کو علانیہ کیا جاتا ہے، اور باطنی وہ جو چھپا کر کئے جاویں، کھلی بدکاری میں اس کے مقدمات ولوازمات سب داخل ہیں، بدنیتی سے کسی عورت کی طرف دیکھنا، ہاتھ وغیرہ سے چھونا، اس سے اس طرح کی باتیں کرنا سب اس میں داخل ہیں، اور باطنی بے حیائی میں وہ خیالات اور ارادے اور ان کو پورا کرنے کی خفیہ تدبیریں داخل ہیں، جو کسی بے حیائی اور بدکاری کے سلسلہ میں عمل میں لائی جائیں۔

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ظاہری فواحش سے وہ بے حیائی کے کام مراد ہیں، جن کا برا ہونا عام طور پر مشہور ومعلوم ہے اور سب جانتے ہیں، اور باطنی فواحش سے مراد وہ افعال ہیں جو اللہ کے نزدیک بے حیائی کے کام ہیں، اگرچہ عام طور پر ان کو لوگ برا نہیں جانتے یا عام لوگوں کو ان کا حرام ہونا معلوم نہیں، مثلاً بیوی کو تین طلاق

دینے کے بعد بیوی بنا کر رکھ چھوڑنا، یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرلیا جو شرعاً اس کے لئے حلال نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت فواحش کے اصل مفہوم کے اعتبار سے تمام ظاہری اور باطنی گناہوں کو اور مشہور عام مفہوم کے اعتبار سے بدکاری و بے حیائی کے جتنے طریقے کھلے یا چھپے ہوئے ہیں ان سب کو شامل ہے، اور حکم اس میں یہ دیا گیا ہے کہ ان چیزوں کے پاس بھی نہ جاؤ، پاس نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ ایسی مجلسوں اور ایسے مقامات سے بھی بچو جہاں جا کر اس کا خطرہ ہو کہ ہم گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے، اور ایسے کاموں سے بھی بچو جن سے ان گناہوں کا راستہ نکلتا ہو، اس لئے احتیاط کا مقتضی یہی ہے کہ جس جگہ کا داخلہ ممنوع ہے اس جگہ کے اردگرد بھی نہ پھرے۔ ❶

پروردگارِ عالم نے بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (الأعراف: ۳۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو یا چھپی ہوئی۔ نیز ہر قسم کے گناہ کو اور ناحق کسی سے زیادتی کرنے کو۔

یعنی جن چیزوں کو تم نے خواہ مخواہ حرام ٹھہرا لیا وہ تو حرام نہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے تمام بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے، خواہ وہ کھلے ہوئے ہوں یا چھپے ہوئے، اور ہر گناہ کے کام کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلا دلیل کسی کو شریک

❶ معارف القرآن: ج ۳ ص ۵۳۲، ۵۳۳

ٹھہرانے کواوراس بات کو کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگادو جس کی تم سند نہ رکھو۔

اس تفصیل میں لفظِ ''اِثْمٌ'' کے تحت وہ تمام گناہ آ گئے جن کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے، اور '' بَغْیٌ '' میں وہ گناہ جن کا تعلق دوسروں کے معاملات اور حقوق سے ہو، اور شرک اور افتراء علی اللہ یہ عقیدہ کا گناہ عظیم ظاہر ہے۔

اس خاص تفصیل کا ذکر اس لئے بھی کیا گیا کہ اس میں تقریباً ہر طرح کے محرکات اور گناہ پورے آ گئے، خواہ عقیدے کے گناہ ہوں یا عمل کے، اور پھر ذاتی عمل کے گناہ ہوں یا لوگوں کے حقوق، اور اس لئے بھی کہ یہ اہلِ جاہلیت ان سے جرائم اور محرمات میں مبتلا تھے، اس طرح ان کی دوسری جہالت کو کھولا گیا کہ حلال چیزوں سے پرہیز کرتے اور حرام کے استعمال سے نہیں جھجکتے۔ ❶

سب سے پہلے فحاشی کا ارتکاب کرنے والے قومِ لوط کا عبرتناک انجام

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ. إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ. وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ. فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ. وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ﴾ (الأعراف: ۸۰ تا ۸۴)

ترجمہ: اور ہم نے لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہاں کے کسی شخص نے نہیں کی؟ تم جنسی ہوس

---

❶ معارف القرآن: ج ۳ ص ۶۰۸

پوری کرنے کے لیے عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو، (اور یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں) بلکہ تم ایسے لوگ ہو کہ (شرافت کی) تمام حدیں پھلانگ چکے ہو۔ ان کی قوم کا جواب یہ کہنے کے سوا کچھ اور نہیں تھا کہ نکالو ان کو اپنی بستی سے! یہ لوگ ہیں جو بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ پھر ہوا یہ کہ ہم نے ان کو (یعنی لوط علیہ السلام کو) اور ان کے گھر والوں کو (بستی سے نکال کر) بچالیا، البتہ ان کی بیوی تھی جو باقی لوگوں میں شامل رہی (جو عذاب کا نشانہ بنے) اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) ایک بارش برسائی۔ اب دیکھو! ان مجرموں کا انجام کیسا (ہولناک) ہوا؟

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، جو اپنے مقدس چچا کی طرح عراق میں پیدا ہوئے تھے، اور جب انہوں نے وہاں سے ہجرت کی تو حضرت لوط علیہ السلام بھی ان کے ساتھ وطن سے نکل آئے، بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین کے علاقے میں آباد ہوئے، اور حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اردن کے شہر سدوم (Sodom) میں پیغمبر بنا کر بھیجا، سدوم ایک مرکزی شہر تھا اور اس کے مضافات میں عمورہ وغیرہ کئی بستیاں آباد تھیں، کفر وشرک کے علاوہ ان بستیوں کی شرمناک بدعملی یہ تھی کہ وہ ہم جنسی (Homosexuality) کی لعنت میں گرفتار تھے جس کا ارتکاب قرآن کریم کی تصریح کے مطابق ان سے پہلے دنیا کے کسی فرد نے نہیں کیا تھا، حضرت لوط (علیہ السلام) نے انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچائے اور عذاب سے بھی ڈرایا، لیکن جب یہ لوگ اپنی خباثت سے باز نہ آئے تو ان پر پتھروں کی بارش برسائی گئی اور ان تمام بستیوں کو الٹ دیا گیا، آج بحر میت (Dead sea) کے نام سے جو سمندر ہے، کہتے ہیں کہ یہ بستیاں یا تو اس میں ڈوب گئی ہیں یا اس کے آس پاس تھیں جن کا نشان واضح نہیں رہا، حضرت لوط علیہ السلام کا اس قوم کے ساتھ

نسبی تعلق نہیں تھا پھر بھی اس آیت میں اِسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کہا گیا ہے کیونکہ یہ وہ امت تھی جس کی طرف ان کو بھیجا گیا تھا۔ان کے واقعے سب سے زیادہ تفصیل سورہ ہود میں آئے گی۔اس کے علاوہ سورہ حجر، سورہ شعراءاورسورہ عنکبوت میں بھی ان کے واقعے کی کچھ تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ نیز سورہ ذاریات اورسورہ تحریم میں بھی ان کے مختصر حوالے آئے ہیں۔ ❶

قومِ لوط کے عذاب کواللہ تعالی نے سورۃ ہود میں اسطرح بیان کیا:

﴿وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ. وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ. قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ. قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ. قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ. فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ. مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ﴾(ھود:۷۷تا۸۳)

ترجمہ:اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے گھبرائے، ان کا دل پریشان ہوااوروہ کہنے لگے کہ آج کا یہ دن بہت کٹھن ہے۔اوران کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے، اوراس سے پہلے وہ برے کام کیا ہی کرتے تھے۔

❶ آسان ترجمہ قرآن:ص۳۴۰

لوط نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، یہ تمہارے لیے کہیں زیادہ پاکیزہ ہیں، اس لیے اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک بھی بھلا آدمی نہیں ہے؟ کہنے لگے: تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بیٹیوں سے ہمیں کچھ مطلب نہیں، اور تم خوب جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ لوط نے کہا: کاش کہ میرے پاس تمہارے مقابلے میں کوئی طاقت ہوتی، یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا۔ (اب) فرشتوں نے (لوط سے) کہا: اے لوط! ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ یہ (کافر) لوگ ہرگز تم تک رسائی حاصل نہیں کرسکیں گے، لہذا تم رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے روانہ ہو جاؤ، اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے۔ ہاں مگر تمہاری بیوی (تمہارے ساتھ نہیں جائے گی) اس پر بھی وہی مصیبت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آرہی ہے۔ یقین رکھو کہ ان (پر عذاب نازل کرنے) کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے۔ کیا صبح بالکل نزدیک نہیں آ گئی، پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا، اور ان پر پکی مٹی کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے۔

روایات میں ہے کہ یہ کل چار بستیاں تھیں جن میں یہ بدقماش لوگ بستے تھے، اس ساری بستیوں کو فرشتوں نے جوں کا توں اوپر اٹھا کر زمین پر اوندھا پٹخ دیا، اور ان کا نام ونشان مٹ گیا، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بحر میت (Dead sea) جسے بحر مردار بھی کہا جاتا ہے ان بستیوں کے الٹنے سے پیدا ہوا ہے، ورنہ کسی بڑے سمندر سے اس کا رابطہ نہیں ہے، اس کے علاوہ جس مقام پر یہ بستیاں واقع تھیں یعنی بحر مردار کے آس پاس کا علاقہ، اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ پورے کرہ زمین کا سب سے نچلا

حصہ ہے، یعنی زمین کا کوئی اور حصہ سطح سمندر سے اتنا نیچا نہیں ہے جتنا نیچا یہ ہے، قرآن کریم نے جو فرمایا ہے کہ ہم نے اس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا، کچھ بعید نہیں کہ ان الفاظ میں اس جغرافیائی حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہو اور ان کی انتہائی نچلی حرکتوں کو یہ محسوس شکل دے دی گئی ہو۔ ❶

اللہ تعالیٰ فحاشی اور بے حیائی سے روکتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے فحشاء، منکر اور بغی سے، فحشاء ہر ایسے برے فعل یا قول کو کہا جاتا ہے جس کی برائی کھلی ہوئی اور واضح ہو، ہر شخص اس کو برا سمجھے۔ منکر وہ قول و فعل ہے جس کے حرام و ناجائز ہونے پر اہلِ شرع کا اتفاق ہو، اس لئے اجتہادی اختلافات میں کسی جانب کو منکر نہیں کہا جا سکتا، اور لفظِ منکر میں تمام گناہ ظاہری اور باطنی عملی اور اخلاقی سب داخل ہیں، اور بغی کے اصل معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں، مراد اِس سے ظلم و عدوان ہے۔ یہاں اگرچہ لفظِ منکر کے مفہوم میں فحشاء بھی داخل ہے اور بغی بھی، لیکن فحشاء کو اس کی انتہائی برائی اور شناعت کی وجہ سے الگ کر کے بیان فرمایا اور مقدم کیا، اور بغی کو اس لئے الگ بیان کیا کہ اس کا اثر دوسروں تک متعدی ہوتا ہے اور بعض

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۴۸۹

اوقات یہ تعدی باہمی جنگ وجدل تک یا اس سے بھی آگے عالمی فساد تک پہنچ جاتی ہے۔ ❶

بے حیائی پھیلانے والوں کو اللہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دیتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النور: ۱۹)

ترجمہ: یاد رکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

قرآنِ حکیم نے فواحش کے انسداد کا یہ خاص نظام بنایا ہے کہ اول تو اس قسم کی خبر کہیں مشہور نہ ہونے پاوے، اور شہرت ہو تو ثبوتِ شرعی کے ساتھ ہو تاکہ اس شہرت کے ساتھ ہی مجمع عام میں حد زنا اس پر جاری کر کے اس شہرت ہی کو سببِ انسداد بنا دیا جائے، اور جہاں ثبوتِ شرعی نہ ہو وہاں اس طرح کی بے حیائی کی خبروں کو چلتا کر دینا اور شہرت دینا جبکہ اس کے ساتھ کوئی سزا نہیں، طبعی طور پر لوگوں کے دلوں سے بے حیائی اور فواحش کی نفرت کم کر دینے اور جرائم پر اقدام کرنے اور شائع کرنے کا موجب ہوتی ہے، جس کا مشاہدہ آج کل کے اخبارات میں روزانہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی خبریں ہر روز ہر اخبار میں نشتر ہوتی رہتی ہیں، نوجوان مرد اور عورتیں ان کو دیکھتے رہتے ہیں، روزانہ ایسی خبروں کے سامنے آنے اور اس پر کسی خاص سزا کے مرتب نہ ہونے کا لازمی اور طبعی اثر یہ ہوتا ہے کہ دیکھتے دیکھتے وہ فعل خبیث نظروں میں ہلکا نظر آنے لگتا ہے اور پھر نفس میں ہیجان پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآنِ حکیم نے

---

❶ معارف القرآن: ج۵ ص۴۴۳

ایسی خبروں کی تشہیر کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے جبکہ وہ ثبوتِ شرعی کے ساتھ ہو، اس کے نتیجہ میں خبر کے ساتھ ہی اس بے حیائی کی ہولناک پاداش بھی دیکھنے سننے والوں کے سامنے آجائے اور جہاں ثبوت اور سزا نہ ہو تو ایسی خبروں کی اشاعت کو قرآن نے مسلمانوں میں فواحش پھیلانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کاش مسلمان اس پر غور کریں، اس آیت میں ایسی خبریں بلا ثبوت مشہور کرنے والوں پر دنیا و آخرت دونوں میں عذاب الیم ہونے کا ذکر ہے، آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے کہ قیامت کے بعد ہوگا جس کا یہاں مشاہدہ نہیں ہوسکتا مگر دنیا کا عذاب تو مشاہدہ میں آنا چاہیے، سو جن لوگوں پر حد قذف (تہمت کی سزا) جاری کر دی گئی ان پر تو دنیا کا عذاب آ ہی گیا اور اگر کوئی شخص شرائط اجراء حد موجود نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف سے بچ نکلا تو وہ دنیا میں بھی فی الجملہ مستحق عذاب تو ٹھہرا، آیت کے مصداق کے لئے یہ بھی کافی ہے۔ ❶

ایمان والے بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ (الشوری: ۳۷)

ترجمہ: اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ درگزر سے کام لیتے ہیں۔

یعنی جو کبیرہ گناہوں سے خصوصاً بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرنے والے ہیں۔ کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ اس کی تفصیل سورہ نساء وغیرہ میں پہلے بیان ہو چکی اور احقر نے ایک مختصر سے رسالہ میں کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی پوری فہرست بھی لکھ دی ہے۔ جو

❶ معارف القرآن: ج ۶ ص ۴۷۵، ۴۷۶

گناہ بے لذت کے نام سے شائع ہوگیا ہے۔

کبیرہ گناہوں میں سبھی گناہ داخل تھے، ان میں سے فواحش کو الگ کر کے بیان فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ فواحش کا گناہ عام کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت بھی ہے اور وہ ایک مرض متعدی ہوتے ہیں، جس سے دوسرے لوگ بھی متأثر ہوتے ہیں، فواحش کا لفظ ان کاموں کے لئے بولا جاتا ہے جن میں بے حیائی ہو، جیسے زنا اور اس کے مقدمات۔ نیز وہ اعمال بد جو ڈھٹائی کے ساتھ علانیہ کیے جاویں وہ بھی فواحش کہلاتے ہیں کہ ان کا وبال بھی نہایت شدید اور پورے انسانی معاشرہ کو خراب کرنے والا ہے۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں بے حیائی اور فحاشی کی قباحت و مذمت

بے حیائی ظلم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالجَفَاءُ فِي النَّارِ. ❷

ترجمہ: حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہے، بے حیائی اور فحاشی ظلم کا ایک حصہ ہے اور ظلم جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

بے حیائی نفاق کا شعبہ ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ وَالعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ. ❸

ترجمہ: حیاء اور شرم ایمان کے دو شعبے ہیں، بے حیائی اور بیہودہ گفتگو نفاق کے دو شعبے ہیں۔

---

❶ معارف القرآن: ج ۷ ص ۸۰۲

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة: باب ما جاء فی الحیاء، رقم الحدیث: ۲۰۰۹

❸ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی العی، رقم الحدیث: ۲۰۲۷

بے حیائی چیزوں کو عیب دار کردیتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ، وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ. ❶

ترجمہ: بے حیائی جس چیز میں آئے گی اُسے عیب دار کر کے رہے گی، اور حیاء جس چیز میں ہوگی اسے مزین اور خوبصورت ہی بنائے گی۔

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ غیرت کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللَّهِ، إِنِّي لَأَغَارُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي، وَمِنْ غَيْرَتِهِ نَهَى عَنِ الْفَوَاحِشِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم بے شک میں غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اور اللہ کی غیرت کا ایک حصہ یہ ہے کہ اس نے فحش کاموں (بے شرمی و بے حیائی اور بدکاری) سے منع فرمایا ہے۔

مؤمن بے حیا نہیں ہوتا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ. ❸

---

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الحياء، رقم الحديث: ۴۱۸۵

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج۱۴ ص۲۹، رقم الحديث: ۸۳۲۱

❸ سنن الترمذي: أبواب البر والصلة: باب ما جاء في اللعنة، رقم الحديث: ۱۹۷۷

ترجمہ: مؤمن نہ تو طعنے دینے والا، نہ لعنت وملامت کرنے والا، نہ فاحش (یعنی نہ بے شرم وبے حیاوبدکار) اور نہ زبان دراز ہوتا ہے۔

عورت کا فتنہ نہایت خطرناک ہے

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَاتَرَكْتُ بَعْدِى فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. ❶

ترجمہ: میرے بعد مردوں پر کوئی فتنہ عورتوں سے زیادہ ضرررساں نہیں ہوگا۔

دنیا اور عورت کے فتنے سے بچو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاتَّقُوا الدُّنْيَاوَ اتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِى إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِى النِّسَاءِ. ❷

ترجمہ: دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنے میں مبتلا ہونے) سے بھی بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

بلاشبہ یہ دور جس میں ہم زندگی بسر کررہے ہیں، یہ شہوات کا دور ہے، بے پردگی وبے حجابی کا زمانہ ہے، آزادی اور تصویر سازی اور بناؤ سنگار، زیب وزینت اور فیشن کا دور ہے۔ پس اس وقت جو شخص اپنی خواہشات کو قابو رکھے گا تو وہ حاکم ہوگا، ورنہ وہ محکوم اور غلام ہوگا اور خواہشات اِس پر حکمرانی کریں گی۔

بے حیاء عورتیں جنت میں داخل نہیں ہونگیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة، رقم الحديث: ٥٠٩٦

❷ صحيح مسلم: كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء......الخ، رقم الحديث: ٢٧٤٢

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُ وْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، ايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا.❶

ترجمہ: دوجہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے اب تک نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے، جن کے ذریعے وہ لوگوں کو ماریں گے، دوسری وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، (نامحرم مردوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی (اُن کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر بُختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو تو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔

بے حیائی وبائی امراض اور اموات کی کثرت کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ، وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ، وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ، وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ.❷

❶ صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، بَابُ النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ الْمَائِلَاتِ الْمُمِيلَاتِ، رقم الحدیث: ۲۱۲۸

❷ موطأ مالک: کتاب الجهاد، باب ماجاء فی الغلول، ج۳ ص ۶۵۴، رقم الحدیث: ۱۶۷۰

ترجمہ: (۱) جوقوم خیانت کرتی ہے اللہ تعالی اِن کے دلوں میں دشمنی کا رعب ڈال دیتا ہے۔(۲) جس قوم میں بے حیائی اور زنا عام ہوجائے اِن میں موتیں کثرت کے ساتھ واقع ہوتیں ہیں۔(۳) اور جولوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں اِن سے رزق کو روک دیا جاتا ہے۔(۴) جوقوم ناحق فیصلے کرنے لگ جائے تو اِن میں خون خرابہ عام ہوجاتا ہے۔(۵) جوقوم عہد شکنی کرتی ہے تو اِن پر دشمنی کو مسلط کردیا جاتا ہے۔

آنکھ کا زنا بدنظری ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا،أَدْرَکَ ذٰلِکَ لامَحَالَةَ،فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ،وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ،وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي،وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِکَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ. ❶

ترجمہ: یہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے ابن آدم پر اس حصے کا زنا لکھ دیا ہے جس کو وہ لامحالہ کر کے رہتا ہے، چنانچہ آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا کرنا دیکھنا ہے، زبان زنا کرتی ہے اس کا زنا بولنا ہے، پاؤں زنا کرتا ہے اس کا زنا چلنا ہے، ہاتھ زنا کرتا ہے اس کا زنا کرنا پکڑنا ہے، اور دل مائل ہوتا اور خواہش مند ہوتا ہے، اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر ڈالتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

مذکورہ حدیث کی ابتداء میں آنکھ کے زنا کا ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ ہاتھ، پاؤں، دل اور شرم گاہ کے زنا کا سرچشمہ یہی آنکھ ہے، زبان کے زنا سے منہ کے زنا یعنی بوس وکنار کی

❶ صحيح البخاري: كتاب الاستئذان،باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم الحديث: ۶۲۴۳

طرف اشارہ کیا، اور اگر زنا عمل میں آیا تو اس کا اظہار اس سے کیا کہ شرمگاہ نے اس کی تصدیق کی اور اگر عمل میں نہیں آیا تو شرمگاہ نے اس کی تکذیب کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنکھ کی معصیت بدنظری ہے اور یہ آنکھ کا گناہ ہے، یہ حدیث ان لوگوں کے لئے مُسکت جواب ہے جو بدنظری کو گناہ نہیں سمجھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

يَاعَلِيُّ لَاتُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ،فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَ لَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ. ❶

ترجمہ: اے علی! ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ مت دیکھو، تمہارے لئے پہلی بار دیکھنے کی (رعایت تھی) دوسری بار کی اجازت نہیں۔

اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اہلِ ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نظروں کو ان چیزوں سے بچا کر رکھیں جو ان پر حرام کردی گئی ہیں، اور جب اچانک نظر کسی حرام چیز پر پڑ جائے تو انسان کو چاہیے کہ فوراً اپنی نگاہ جھکا لے۔

نظریں جھکائے رکھنے کا حکم شرمگاہ کی حفاظت کے حکم سے پہلے دیا گیا ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ نظر زنا کے لئے ایک ڈاک ہے۔ ❷

خواہش پرست شہوت کا غلام ہوتا ہے

رُبَّ مَسْتُورٍ سَبَتْهُ صَبْوَةٌ فَتَعَرَّى سِتْرُهُ فَانْتُهِكَا صَاحِبُ الشَّهْوَةِ عَبْدٌ فَإِذَا غَلَبَ الشَّهْوَةَ صَارَ الْمَلِكَا. ❸

ترجمہ: کتنے ہی مستور الحال ایسے ہیں کہ شہوت انہیں کوستی ہے، پس اس کا پردہ اُٹھ جاتا

❶ سنن أبي داود: كتاب النكاح، باب ما يؤمر به من غض البصر، رقم الحديث: ۲۱۴۹

❷ روضة المحبين: الباب السادس في أحكام النظر، ص ۹۳

❸ ذم الهوى: ذكر أشعار قيلت في ذم الهوى، ص ۳۴

ہے تو حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔شہوت والا انسان شہوت کا غلام ہوتا ہے،مگر جب وہ شہوت پر غلبہ پالے تو وہ اس کا مالک اور آقا بن جاتا ہے۔

بدنظری گناہ کی جڑ ہے

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وَالنَّظَرُ أَصْلُ عَامَّةِ الْحَوَادِثِ الَّتِی تُصِیبُ الْإِنْسَانَ،فَالنَّظْرَةُ تُوَلِّدُ خَطْرَةً، ثُمَّ تُوَلِّدُالْخَطْرَةُ فِكْرَةً،ثُمَّ تُوَلِّدُ الْفِكْرَةُ شَهْوَةً،ثُمَّ تُوَلِّدُالشَّهْوَةُ إِرَادَةً،ثُمَّ تَقْوَى فَتَصِیرُعَزِیمَةً جَازِمَةً،فَیَقَعُ الْفِعْلُ وَلَا بُدَّ،مَا لَمْ یَمْنَعُ مِنْهُ مَانِعٌ.

ترجمہ: عموماً نظر ہی ان تمام حوادث کی اصل اور بنیاد ہے جو انسان کے ساتھ پیش آتے ہیں،اس لئے کہ خطرات نظر سے ہی جنم لیتے ہیں،ان خطرات سے افکار جنم لیتے ہیں، ان افکار سے شہوات جنم لیتی ہیں،شہوات سے ارادے بنتے ہیں، یہ ارادے پختہ ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ عزم مصمم بن جاتے ہیں،جس کے نتیجے میں لازمی طور پر فعل واقع ہو جاتا ہے، جب تک کہ اس میں کوئی معمولی رکاوٹ نہ پیش آجائے۔اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا:

اَلصَّبْرُ عَلَى غَضِّ الْبَصَرِ أَیْسَرُ مِنَ الصَّبْرِ عَلَى أَلَمٍ مَا بَعْدَهُ.

ترجمہ: نظر کو جھکانے پر صبر کرنا بہت آسان ہے بہ نسبت اس دکھ اور تکلیف کے جو کہ نظر پڑنے کے بعد واقع ہوتی ہے۔

اسی لئے شاعر نے کہا ہے:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَاهَا مِنَ النَّظَرِ　　وَمُعْظَمُ النَّارِمِنْ مُسْتَصْغَرِالشَّرَرِ
كَمْ نَظْرَةٌ بَلَغَتْ فِی قَلْبِ صَاحِبِهَا　　كَمَبْلَغِ السَّهْمِ بَیْنَ الْقَوْسِ وَالْوَتَرِ
وَالْعَبْدُ مَادَامَ ذَاطَرْفٍ یُقَلِّبُهُ　　فِی أَعْیُنِ الْعِینِ مَوْقُوفٌ عَلَى الْخَطَرِ

یَسُرُّ مُقْلَتَهُ مَا ضَرَّ مُهْجَتَهُ　　لَا مَرْحَبًا بِسُرُورٍ عَادَ بِالضَّرَرِ

ترجمہ: تمام حوادثات کی بنیاد نظر پر ہوتی ہے، اور بڑی آگ چھوٹی سی چنگاری سے شروع ہوتی ہے، اور کتنی ہی نظریں ایسی ہوتی ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں ایسے لگتی ہیں جیسے تیر کمان سے نکل کر اپنے ہدف پر پہنچ جاتا ہے، اور انسان جب تک اپنی نظروں کو گھماتا رہتا ہے وہ خطرے پر کھڑا رہتا ہے، اس کا دیکھنا اسے خوش کرتا ہے اور نگاہ کا پلٹنا اس کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے، ایسی خوشی کے لئے کوئی خوش آمدید نہ ہو جو کہ نقصان لے کر پلٹتی ہو۔

بدنظری کی آفات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اپنے پیچھے حسرت والم چھوڑ جاتی ہے، اس لئے کہ انسان بعض اوقات ایسی چیز دیکھتا ہے جس کے حاصل کرنے پر اُسے کوئی قدرت بھی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس کے بغیر صبر کرسکتا ہے۔ ❶

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا مِنْ أَعْظَمِ الْعَذَابِ، أَنْ تَرَى مَا لَا صَبْرَ لَكَ عَنْ بَعْضِهِ، وَلَا قُدْرَةَ عَلَى بَعْضِهِ.

ترجمہ: یہ انسان کے لئے سب سے بڑا عذاب ہے کہ آپ ایسی چیز دیکھیں جس سے آپ صبر نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا کچھ حصہ آپ کو کفایت کرسکتا ہے اور نہ ہی آپ اس کو حاصل کرنے پر قادر ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا:

إِنَّ حَبْسَ اللَّحَظَاتِ أَيْسَرُ مِنْ دَوَامِ الْحَسَرَاتِ. ❷

❶ الجواب الكافي لمن سأل عن الداء الشافي: فصل: مدخل المعاصي النظرة، ص ۱۵۳

❷ الجواب الكافي: فصل: مدخل المعاصي النظرة، ص ۱۵۴

ترجمہ: نظر کو کچھ دیر کے لئے قابو میں کرنا ہمیشہ کے لئے حسرت والم کی آگ میں جلنے سے بہتر ہے۔

بے شک جو آدمی حرام کی طرف دیکھتا ہے اس کا حال اس انسان کا سا ہے جو سمندر سے پانی پیتا ہے، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی پیاس بجھ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ جتنا بھی پیئے گا اس کی پیاس اتنی ہی بڑھے گی، ایسے ہی شہوت کی نظر سے دیکھنے پر طلب اور زیادہ بڑھتی ہے کسی طرح بھی کم نہیں ہوتی۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فَاحْذَرْ یَاأَخِی وَفَّقَکَ اللّٰهُ مِنْ شَرِّ النَّظَرِ فَکَمْ قَدْ أَهْلَکَ مِنْ عَابِدٍ وَفَسَخَ عَزْمَ زَاهِدٍ وَسَتَرَی فِی غُضُونِ هٰذَا الْکِتَابِ مَاتَعْتَبِرُ بِهِ مِنْ قِصَصٍ مِنْ فِتْنَةِ النَّظَرِ فَاتَّعِظْ بِذٰلِکَ وَتَلَمَّحْ مَعْنَی قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّظَرُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ لِأَنَّ السَّهْمَ یَسْرِی إِلَی الْقَلْبِ فَیَعْمَلَ فِی الْبَاطِنِ قَبْلَ أَنْ یُّرَی عَمَلَهُ فِی الظَّاهِرِ فَاحْذَرْ مِنَ النَّظَرِ فَإِنَّهُ سَبَبُ الْآفَاتِ إِلَّا أَنَّ عِلَاجَهُ فِی بِدَایَتِهِ قَرِیبٌ فَإِذَا کُرِّرَ تَمَکَّنَ الشَّرُّ فَصَعُبَ عِلَاجُهُ. (1)

ترجمہ: اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے، نظر کے شر سے بچو، کتنے ہی عابد ہلاک ہو گئے، اور کتنے ہی زاہد اپنے عزائم توڑ بیٹھے، پس بدنظری سے بچ کر رہو، یہ تمام آفات کا بڑا سبب ہے، صرف یہ ہے کہ شروع شروع میں اس کا علاج جلدی ممکن ہوتا ہے، اور جب بار بار بدنظری کا ارتکاب کیا جائے اور یہ فعل دل میں جڑ پکڑ لے تو پھر اس کا علاج بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

(1) ذم الهوی: الباب الثالث عشر في التحذير من شر النظر، ص ۹۴

زنا اور سود غضب الٰہی کا سبب ہیں

مخلوط اور بے حیائی کے ماحول میں سانس لینے والا سماج بے شمار مہلک خطرات کی زد میں ہوتا ہے، اور یہ وہ خطرات ہوتے ہیں جو اسے ہلاکت اور تباہی کی دعوت دیتے ہیں، ازدواجی روابط کے ٹوٹنے کا اعلان کرتے ہیں، اور شادی بیاہ کے بجائے زنا کاری عام ہونے کی پیشین گوئی کرتے ہیں، اس لئے کہ زنا کار عورتوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ حمل سے ان کے جسم کی خوبصورتی کو دیمک لگ جائے گا، بچہ پیدا ہونے سے طرح طرح کے خطرات اور پریشانیوں کا دروازہ کھل جائے گا، اس لئے بہر صورت اس کے لئے امتناعِ حمل کی تدبیر ناگریز ہوگی۔

نیز اسی تصور کی بنا پر میاں بیوی میں اولاد کا رجحان روز بروز گھٹتا جا رہا ہے، کیونکہ ان کی نظر میں یہ ایک مصیبت اور پریشانی ہے اور اس کی وجہ سے باپ نفقہ اور اخراجات کے درمیان جکڑ جاتا ہے اور ماں بھی نت نئی سماجی ذمہ داریوں کے درمیان خود کو محصور پاتی ہے۔

اس وقت ہماری اس سوسائٹی میں زنا کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں، اور آئے دن حیاءسوز واقعات سامنے آ رہے ہیں۔ جس معاشرے میں زنا اور سود عام ہو جائے تو وہ ہلاکت کے دہانے پر ہوتا ہے، کسی بھی وقت عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں:

مَاظَهَرَ الرِّبَاوَالزِّنَى فِي قَرْيَةٍ إِلَّا أَذِنَ اللَّهُ بِإِهْلَاكِهَا. ❶

ترجمہ: جب کسی بستی میں سود اور زنا پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالی اس بستی کی ہلاکت کی اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں۔

صحابیِ رسول کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ زنا کاری آبادی کی ویرانی کا موجب بنتی

❶ الجواب الكافي: فصل: الخطوة، ص ١٦٣

ہے، اور پوری بستیاں اس گناہ کی وجہ سے عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں آجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی مستحق ٹھہرتی ہیں۔ آج کا مسلمان اپنے دائیں بائیں نظریں دوڑائے، اپنے ملک میں موجود مختلف آبادیوں اور علاقوں کے بارے میں پڑھے تو بکثرت آپ کو ایسے واقعات ملیں گے کہ پوری پوری بستیاں زلزلوں، سیلاب اور مختلف طریقوں سے ملیا میٹ ہوگئیں، اور پھر جب بھی منظر عام پر اس بستی کی تفصیل آئی جو ایسے کسی بھی عذاب سے دوچار ہوئی تو اس کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان علاقوں میں ٹی وی، ڈش، کیبل، وی سی آر اور فحاشی وعریانی کے دیگر ذرائع بکثرت موجود تھے اور بستی کے مکین ان سب غیر شرعی اشیاء کے رسیا تھے۔ بے حیائی اور فحاشی میں مبتلا افراد کا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی بھیانک انجام ہوتا ہے، ایسے لوگ دنیا میں ذلت ورسوائی اور لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بے حیائی اور فحاشی پھیلانے والوں کا بھیانک انجام

بے حیائی کی وجہ سے لاش کا قومِ لوط کے قبرستان میں منتقل ہونا

حضرت عمرو بن اسلم دمشقی رحمہ اللہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مقام ثغر میں ایک شخص کی موت واقع ہوگئی اور اس کو دفن کر دیا گیا، تیسرے دن اتفاق سے اس کو کھودیا گیا تو قبر کی اینٹیں سب اپنی جگہ پر تھیں، اس کی لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا یعنی مردہ غائب تھا۔ حضرت وکیع بن جراح رحمہ اللہ سے اس واقعہ کا ذکر کے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ قومِ لوط کا عمل کرنے والا شخص جب مرجاتا ہے تو اس کو اس کی قبر سے اُٹھا لیا جاتا ہے اور وہ قوم لوط کے ساتھ رہتا ہے اور جب قیامت ہوگی تو وہ ان ہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (۱)

---

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمرو بن أسلم العابد، ج۴۵ ص ۴۰۶، رقم الترجمة: ۵۳۱۱

بے حیائی اور بے پردگی ایمان سے محرومی کا سبب بن گئی

مصر میں ایک شخص بڑا عابد وزاہد تھا، ہمیشہ مسجد میں رہا کرتا تھا، اس پر عبادت کا نور اور ذکر کے انوار معلوم ہوتے تھے، ایک بار اذان دینے کے لیے حسب معمول مسجد کے منارے پر چڑھا اور نیچے ایک عیسائی کا مکان تھا، اس کی نظر اس گھر میں پڑی، اور دیکھا کہ عیسائی شخص کی لڑکی نہایت حسین وجمیل ہے، وہ اس پر فریفتہ ہوگیا اور اذان دینے کے بجائے وہاں سے اتر کر اس کے گھر گیا، اس لڑکی نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو کہا کہ میں تجھے چاہتا ہوں، لڑکی نے کہا کہ:

أَنْتَ مُسْلِمٌ وَأَنَا نَصْرَانِيَّةٌ وَأَبِیْ لَا یُزَوِّجُنِیْ مِنْکَ، قَالَ لَهَا أَتَنَصَّرُ ؟ قَالَتْ إِنْ فَعَلْتَ أَفْعَلُ، فَتَنَصَّرَ لِيَتَزَوَّجَهَا، وَأَقَامَ مَعَهَا فِی الدَّارِ، فَلَمَّا كَانَ فِیْ أَثْنَاءِ ذٰلِکَ الْيَوْمِ رَقِیَ إِلَى سَطْحٍ كَانَ فِی الدَّارِ فَسَقَطَ مِنْهُ فَمَاتَ. [1]

ترجمہ: تو تو مسلمان ہے اور میں نصرانی ہوں، اور میرا باپ کبھی تجھ سے میری شادی نہیں کرسکتا، تو اس نے کہا کہ میں نصرانی ہوتا ہوں، لڑکی نے کہا: اگر تو اِس طرح کرے گا تو پھر میں تجھ سے شادی کروں گی، چنانچہ وہ نصرانی ہوگیا تاکہ شادی ہوجائے، وہ اس کے پاس (اُس کے والد کے انتظار میں) وہاں ٹھہرا، پھر اس دن کسی کام کے سلسلے میں اس عیسائی کے گھر کی چھت پر چڑھا تو پیر پھسلا اور گر کر اسی حالتِ کفر میں مر گیا۔ (الغرض اپنی خواہشات کی تکمیل بھی نہ کرسکا اور ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔)

بنی اسرائیل کی راہب کی بے حیائی کے سبب کفر پر موت

مفسرین کرام نے سورۂ حشر کی ایک آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ کا تذکرہ کیا ہے، وہ آیت یہ ہے:

[1] التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة للقرطبی: باب ما جاء فی سوء الخاتمة وما جاء أن الأعمال بالخواتيم، ص ۱۹۳، ۱۹۴

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾(الحشر: ١٦)

ترجمہ: ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہوجا۔ پھر جب وہ کافر ہوجاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں، میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

آیت کی تفسیر میں علمائے تفسیر نے متعدد واقعات نقل کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب برسہا برس سے اپنی عبادت گاہ میں مشغول عبادت تھا اور لوگ دور دور سے اس کے پاس آتے اور اس کی عبادت کا بڑا چرچا تھا، اور اسی بستی میں تین بھائی رہتے تھے جن کی ایک نہایت حسین وجمیل بہن تھی جو بیمار تھی۔ ایک بار ان بھائیوں کو ایک سفر درپیش ہوا تو ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بہن کو کہاں چھوڑ جائیں؟ ایک بھائی نے مشورہ دیا کہ فلاں راہب کے پاس چھوڑ دیں گے جو بڑا متقی وعبادت گزار آدمی ہے، اس سے زیادہ قابل اعتماد یہاں کوئی نہیں۔ لہٰذا اس کے پاس چھوڑ دیں گے اور کہنے لگے کہ اگر یہ ہماری بہن مرجائے تو اس کی تجہیز وتکفین کا یہ راہب انتظام کردے گا اور اگر زندہ رہی تو اس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ سب مل کر راہب کے پاس پہنچے اور اس سے گزارش کی یہ ہماری بہن بیمار ہے، اور ہمیں ایک سفر درپیش ہے۔ لہٰذا ہم اس کو آپ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں، اگر خدانخواستہ یہ مرجائے تو تجہیز وتدفین کا انتظام کردیں اور اگر زندہ رہی تو اس کی حفاظت فرمائیں، ہم لوگ واپس آکر لے جائیں گے۔

راہب نے کہا کہ ٹھیک ہے، اور یہ لوگ رخصت ہوگئے اور راہب نے اس لڑکی کا علاج معالجہ کیا تو وہ ٹھیک ہوگئی اور اس کا حسن دوبالا ہوگیا، اور راہب کو شیطان نے بہکانا

شروع کر دیا کہ اس کے ساتھ زنا کرے، مگر راہب بچتا رہا مگر شیطان اس کو مزین کر کے سامنے لاتا رہتا تھا، یہاں تک کہ وہ راہب ایک بار زنا کے فعل شنیع میں مبتلا ہو گیا اور وہ لڑکی حاملہ ہو گئی، اب شیطان نے اسے شرم دلائی کہ تو نے کیا حرکت کی، یہ نہیں ہونا چاہیے تھا، اگر یہ راز دوسروں کو اور اس کے بھائیوں کو معلوم ہو گیا تو تیری کس قدر رسوائی ہوگی؟ پھر شیطان نے راہب کو اس رسوائی سے بچنے کا یہ علاج بتلایا کہ اس لڑکی کو قتل کر دے تا کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے اور اس کے بھائی آئیں تو کہہ دینا کہ وہ بیمار تھی اور فوت ہو گئی۔

چنانچہ اس راہب نے اس لڑکی کو قتل کر دیا اور ایک درخت کے نیچے دفن کر دیا۔ جب اس لڑکی کے بھائی سفر سے واپس آئے تو راہب کے پاس اپنی بہن کو لینے آئے، اس نے کہا کہ وہ انتقال کر گئی اور میں نے اس کو قبرستان میں دفن کر دیا ہے، بھائیوں نے سمجھا کہ صحیح ہوگا اور چلے آئے۔ ادھر شیطان نے ان بھائیوں کے خواب میں آ کر کہا کہ تمہاری بہن مری نہیں ہے بلکہ اس راہب نے اس کے ساتھ زنا کرنے کے بعد اس کو قتل کر دیا ہے اور تم کو یقین نہیں آتا تو فلاں درخت کے پاس کھدائی کرو تو تم کو تمہاری بہن کی لاش مل جائے گی، دیکھ لینا۔

سب بھائیوں کو خواب میں جب اسی طرح نظر آیا تو انہوں نے اس خواب کو سچ سمجھ کر درخت کے پاس کھدائی کی اور واقعی وہاں سے ان کی بہن کی مقتول لاش برآمد ہوئی۔ جب شیطان نے اس طرح بھائیوں کو اس واقعہ سے باخبر کیا اور وہ اس پر مطلع ہوئے تو ان کو غصہ آیا اور راہب کو مارنے آئے، اور شیطان نے ادھر جب راہب کو ان کے سامنے رسوا کر دیا اور لوگ اس کو قتل کرنے آئے تو اب راہب سے کہنے لگا کہ دیکھ اب میں ہی تجھے بچا سکتا ہوں، اگر تو میری ایک بات مان لے تو میں اب تیری مدد کروں

گا۔ راہب نے کہا کہ اچھا میں تمہاری بات مانوں گا، شیطان نے کہا کہ مجھے ایک سجدہ کرو میں تجھے بچالوں گا۔ اس نے سجدہ کیا، تو شیطان کہنے لگا کہ میں تجھ سے بری ہوں اور مجھے اللہ رب العالمین کا خوف ہے، ادھر اس راہب کو قتل کر دیا گیا، چنانچہ ایمان اور جان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ❶

غیر اللہ کے عشق کی وجہ سے کفر پر خاتمہ ہوا

ایک شخص دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور اس کی محبت میں گھلنے لگا، یہاں تک کہ بیمار ہو گیا اور بستر کا ہو گیا اور اس کا معشوق یہ حالت دیکھ کر اس سے نفرت کرنے لگا اور اس کے پاس آنے سے رک گیا، اس پر اس عاشق نے درمیان میں کسی کو واسطہ بنایا کہ وہ کسی طرح اس کو بلا لائے، ایک بار اس معشوق نے وعدہ کرلیا کہ وہ فلاں دن آئے گا، مگر عین وقت پر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اس سے تو میری بدنامی ہوگی، میں ایسی جگہ نہیں آؤں گا، جب لوگوں نے اسے جا کر بتایا کہ تیرے معشوق نے آنے سے انکار کر دیا اور وہ واپس ہو گیا، تو اس پر موت کی علامت ظاہر ہوئیں اور وہ اپنے معشوق کو خطاب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا:

يَا سَلْمُ يَا رَاحَةَ الْعَلِيْلِ وَيَا شِفَا الْمُدْنَفِ النَّحِيْلِ
رِضَاكِ أَشْهَى إِلَى فُؤَادِي مِنْ رَحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ

ترجمہ: اے سلامتی! اے بیمار کی راحت! اور کمزور عشق کے بیمار کی شفاء! تیری خوشنودی میرے نزدیک اللہ خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ لذیذ ہے۔

بس یہ کہنا تھا کہ روح قبض ہوئی اور اسی کفر کی حالت میں مر گیا اور ایک مردار کی محبت میں خدا سے بھی دور ہو گیا۔

❶ تفسير الطبري: سورة الحشر، آیت نمبر ۱۶ کے تحت، ج ۲۳ ص ۲۹۶ / تفسير ابن أبی حاتم، ج ۱۱ ص ۱۸۸۶۰

دیکھئے! ایک فانی انسان کی محبت کا کیا اثر ہوا کہ خدا کی محبت پر اس کو ترجیح دینے لگا اور اس کی محبت کو خدا کی رحمت سے بھی زیادہ لذیذ وپسندیدہ خیال کرنے لگا اور اسی حالت میں موت واقع ہوگئی۔ ❶

عورت سے تسکین جذبات کی خاطر سوءِ خاتمہ

ایک شخص اپنے گھر کی پچھلی جانب کھڑا تھا کہ ایک لڑکی کا وہاں سے گزر ہوا، اس لڑکی نے اس سے پوچھا کہ حمام منجاب کہاں ہے؟ اس شخص نے اپنے ہی گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حمام منجاب یہی ہے، وہ لڑکی اس کے گھر میں داخل ہوئی تو یہ شخص بھی اس کے پیچھے داخل ہوا، وہ سمجھ گئی کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ لہٰذا اس نے اس پر خوشی ومسرت کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ میں ابھی سب سامان لے کر آتا ہوں، یہ کہہ کر وہ بازار چلا گیا، اور اس لڑکی کو گھر میں بغیر گھر بند کیے چھوڑ گیا، جب واپس ہوا تو دیکھا کہ وہ گھر سے جا چکی ہے، اس پر وہ اس کی محبت میں بے قرار ہوگیا اور راستوں اور گلیوں میں اس کو تلاش کرنے لگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ:

يَارُبَّ قَائِلَةٍ يَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ　　　كَيْفَ الطَّرِيْقُ إِلٰى حَمَّامِ مِنْجَابِ

ترجمہ: اے ایک دن تھکے حال میں یہ کہنے والی کہ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے۔

ایک بار وہ اسی طرح کہتا جا رہا تھا کہ ایک باندی نے اپنے گھر کے اندر سے اس کا جواب دیا کہ:

هَلَّا جَعَلْتَ سَرِيْعًا إِذْ ظَفَرْتَ بِهَا　　　حِرْزًا عَلَى الدَّارِ أَوْ قُفْلًا عَلَى الْبَابِ

ترجمہ: تو نے جب اس کو پایا تھا تو جلدی سے کیوں گھر پر کوئی آڑ یا دروازے پر تالا

---

❶ التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة للقرطبي: باب ما جاء في سوء الخاتمة وما جاء أن الأعمال بالخواتيم، ص ۱۹۴، ۱۹۵

کیوں نہیں لگا دیا؟

یہ سن کر اس کا غم اور بڑھ گیا اور وہ اسی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا، اور اس طرح ایک عورت کی محبت میں اس کا نام لیتے لیتے مرگیا۔ ❶

ہم جنس پرستی کے گناہ میں مبتلا شخص کو جلا دیا گیا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ ایک ایسا شخص ہے جو قوم لوط کا گناہ کرتا پھرتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خلیفۃ المسلمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا اور مشورہ طلب کیا، چونکہ یہ نئی طرح کا واقعہ تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت بلائی اور یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے دیتے ہوئے فرمایا کہ اس عمل کا تعلق قومِ لوط کے عمل سے ہے، سزا بھی اسی نوعیت کی مناسب ہے، میری رائے ہے اس شخص کو جلا ڈالا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ نے یہی سزا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جب یہ فرمان ملا تو آپ نے اسے گرفتار کیا اور آگ میں جلوا ڈالا۔ ❷

ایک مسلمان عاشق کا کفر پر اور عیسائی معشوقہ کا ایمان پر خاتمہ

شیخ ابوالحسن بن علی بن عبیداللہ زاغوانی رحمہ اللہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان ایک عیسائی عورت کے دروازے کے سامنے گزرا تو اچانک عورت پر نگاہ پڑ گئی اور وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور اس کا یہ عشق اتنا بڑھا کہ اس کی عقل پر غالب آ گیا، چنانچہ اسے ایک دوسرے شہر میں منتقل کر دیا گیا۔ دوسری طرف وہ عورت بھی شدت سے اس

❶ التذكرة للقرطبي: باب ما جاء أن الميت يحضر الشيطان عند موته وجلساؤه فى الدنيا وما يخاف عليه من سوء الخاتمة، ص ۱۸۹، ۱۹۰

❷ الجواب الكافي: فصل: عقوبة اللواط، ص ۱۶۹

کے عشق میں بے قرار رہنے لگی۔

اس عاشق کا ایک دوست تھا جو اس کے اور اس عورت کے درمیان خط و کتابت کا تبادلہ کیا کرتا تھا۔ پھر اس عاشق کی حالت مزید گر گئی، جب اس کا معاملہ نازک ہو گیا اور موت کا وقت قریب آ گیا تو اس نے اپنے دوست سے کہا: موت قریب آ گئی ہے، میں اپنی معشوقہ سے دنیا میں تو نہیں مل سکا لیکن میرا ارادہ ہے کہ اس سے آخرت میں ملوں، اس کے دوست نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پھر کر عیسیٰ بن مریم اور صلیبِ اعظم کا قائل ہوتا ہوں، یہ کہہ کر کفر پر اِس کا دم نکل گیا۔

اس کا یہ دوست اس سے فارغ ہو کر اس عورت کے پاس پہنچا تو اِسے بھی بیمار پایا۔ عورت نے اسے کہا میں اپنے محبوب کو دنیا میں تو نہیں مل سکی لیکن چاہتی ہوں کہ اب اسے آخرت میں ملوں، چنانچہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں عیسائی مذہب سے بیزار ہوں۔

یہ سن کر اس لڑکی کے باپ نے اس شخص سے کہا کہ اب تم اسے اپنے ساتھ ہی لے جاؤ، کیوں کہ یہ مسلمان ہو گئی ہے۔ وہ شخص جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو اس عورت نے کہہ کہ تم کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ وہ ٹھہر گیا، تھوڑی دیر بعد اس عورت کا حالتِ ایمان پر انتقال ہو گیا۔ (دیکھیں عاشق کا انتقال کفر پر ہو گیا، اور معشوقہ کا حالتِ ایمان پر۔) ❶

دعا کے ذریعے ایک فاحشہ اور مالدار شخص کی زندگی تبدیل ہو گئی

حضرت شیخ کبیر عیسیٰ ہتار یمنی رحمہ اللہ کا ایک دن ایک فاحشہ عورت پر گذر ہوا، آپ نے فرمایا: ہم عشاء کے بعد تیرے پاس آئیں گے، وہ سن کر بہت خوش ہوئی اور خوب

❶ ذم الھوی: الباب الثالث والأربعون، ص ۴۶۹

بناؤ سنگار کر کے حضرت شیخ کبیر کے انتظار میں بیٹھ گئی، جن لوگوں نے سنا بہت تعجب ہوا، بعد عشاء کے حسب وعدہ آپ اِس کے ہاں تشریف لائے اور دو رکعت نماز اس کے مکان میں پڑھ کر نکل کھڑے ہوئے۔ فاحشہ پر اس دو رکعت کا ایسا اثر ہوا کہ فوراً اٹھی اور کہنے لگی آپ تو جا رہے ہیں؟ فرمایا: میرا مقصود حاصل ہو گیا، چنانچہ اسی وقت اس فاحشہ پر رقّت طاری ہوئی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور کل مال اسباب سب کو چھوڑ دیا۔ حضرت نے اپنے مرید سے اس کا نکاح کر دیا، اور فرمایا ولیمہ میں صرف روٹیاں پکوالو سالن کی ضرورت نہیں، انہوں نے حسب الارشاد روٹیاں پکوائیں۔ اس فاحشہ کا ایک آشنا بڑا امیر تھا، اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ فاحشہ نے توبہ کر کے شیخ کبیر کے ایک مرید سے نکاح کر لیا ہے اور اس کا آج ولیمہ ہے جس میں صرف روٹیاں پکوائی گئی ہیں، سالن نہیں۔ اس امیر نے چند بوتلیں شراب کی بھیج کر شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فاحشہ کا نکاح اپنے ایک مرید سے کر دیا ہے اور آج ولیمہ میں صرف روٹیاں ہی پکوائی ہیں، سالن کا انتظام نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ بوتلیں بھیج رہا ہوں ان میں جو کچھ ہے اس کا سالن بنا لیجیے۔ مقصد اس کا فقراء سے مذاق اور انہیں شرمندہ کرنا تھا۔ وہ قاصد بوتلیں لے کر جب پہنچا تو آپ نے فرمایا: تو نے بہت دیر کر دی، پھر ان میں سے ایک بوتل کو خوب ہلایا اور اسے پیالے میں ڈالا۔ اسی طرح دوسری بوتل کو بھی ہلایا پیالوں میں ڈالا، پھر اس قاصد سے کہا: بیٹھ جا۔ ولیمہ تو بھی کھا لے، وہ قاصد کہتا ہے کہ میں نے بھی بیٹھ کر کھایا، تو وہ شراب ایک عمدہ اور لذیذ گھی بن چکی تھی، میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہ کھایا تھا۔ یہ سارا قصہ اس نے امیر کو جا کر سنایا تو وہ بھی بڑا حیران ہوا اور اسی وقت اٹھ کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے بھی توبہ کر لی۔ (یہ شیخ کی کرامت تھی، اور عند اللہ مقبولیت کے سبب دعا کی تاثیر تھی کہ

جس نے ایک فاحشہ کو عابدہ بنا دیا، اور ایک مخالف کو گرویدہ بنا دیا۔) ❶

بے حیائی کے سبب دو یہودی علماء کی ذلت و رسوائی

بنی اسرائیل کی ایک عورت دو یہودی عالموں کے پاس کسی مقدمہ کے سلسلہ میں آئی تو وہ دونوں اس پر عاشق ہو گئے، لیکن دونوں میں سے ہر ایک اپنے عشق کو دوسرے سے چھپاتا رہا، انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک باغ میں غسل کرتی ہے، لہٰذا وہ دونوں وہاں پہنچے اور دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے، جب اس نے ان دونوں کو دیکھا تو خود کو پانی میں چھپا لیا، وہ کہنے لگے:

إِنْ لَمْ تَفْعَلِي غَدَوْنَا فَشَهِدْنَا عَلَيْكِ بِالزُّورِ، فَأَبَتْ، فَشَهِدَا عَلَيْهَا، فَلَمَّا قُرِّبَتْ لِيُقَامَ عَلَيْهَا الْحَدُّ، نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى دَانِيالَ بِتَكْذِيبِهِمَا، فَهٰذَا بَعْضُ فِتْنَةِ الْعِشْقِ. ❷

ترجمہ: اگر تو نے ہماری خواہش پوری نہ کی تو ہم تیرے بدکار ہونے کی گواہی دیں گے، عورت نے انکار کر دیا جس پر ان دونوں نے اس کے خلاف گواہی دے دی، جب اس کو حد لگانے کے لیے لایا گیا تو حضرت دانیال علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی، جس میں ان کی تکذیب کی گئی، چنانچہ وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی تھی، یہ ہے عشق کا فتنہ۔

استقامت اور پاک دامنی کے سبب نصرتِ الٰہی اور فرشتوں کی حاضری

ابو علی الضریر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تین شامی بھائی رومیوں سے جہاد میں مصروف

❶ روض الریاحین فی حکایات الصالحین: الحکایة السابعة عشرة بعد الثلاث مأئة، ص ۲۶۹

❷ روضة المحبین ونزهة المشتاقین: الباب الخامس عشر فیمن ذم العشق وتبرم به وما احتج به کل فریق علی صحة مذهبه، ص ۱۹۶

تھے، ایک مرتبہ روم کا بادشاہ ان کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگیا، بادشاہِ روم نے کہا کہ اگر تم میرا دین قبول کرلو تو میں تمہیں اپنی حکومت میں اعلی عہدے دوں گا اور اپنی بیٹیوں کی بھی تمہارے ساتھ شادی کردوں گا لیکن ان تینوں نے انکار کردیا۔ روم کے بادشاہ نے تین دیگیں تیل کی تین دن تک آگ پر چڑھادیں اور ان کو ڈرانے کے لیے ہر روز تیل کی دیگیں دکھائی جاتیں لیکن وہ اپنی بات پر قائم رہے کہ ہم اپنا دین کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے، آخر کار بڑے کو اس تیل میں ڈال دیا گیا اور اس کے بعد دوسرے کو بھی تیل میں ڈال دیا۔ اسی طرح تیسرے کی بھی باری آگئی تو بادشاہ نے اس کو پھرورغلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہا۔ ایک رومی سردار نے کھڑے ہوکر کہا اے بادشاہِ روم میں اس کو اس کے دین سے پھیر سکتا ہوں کیونکہ عرب کے لوگ عورتوں کو بہت پسند کرتے ہیں میں اپنی لڑکی اس کے حوالہ کردوں گا جو اِسے اس کے دین سے پھیر دے گی۔ بادشاہ نے اس سردار کی بات کو مان کر اس نوجوان کو اس کے سپرد کردیا، تو سردار نے اپنی بیٹی سے تمام معاملہ بیان کیا اور اس کو اپنی بیٹی کے حوالے کردیا، چند دنوں کے بعد سردار نے بیٹی سے پوچھا کہ کیا تم اپنے مشن میں کامیاب ہوگئی ہو؟ لڑکی نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس کے بھائی اسی شہر میں جلتے تیل منتقل کردیئے گئے ہیں شاید اِسے اِس شہر میں اِن کی یاد آتی ہے، اب مجھے اور اِسے کہیں اور منتقل کردیں اور مجھے کچھ وقت مزید بھی دے دیں، چنانچہ اس نوجوان اور لڑکی کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا گیا، وہ نوجوان رات کو عبادت خداوندی میں مصروف رہتا اور دن کو روزہ رکھتا، لڑکی کی طرف بالکل توجہ بھی نہ کرتا۔ لڑکی نے جب اس کی عبادت دیانت کو دیکھا تو اس نے بھی اسلام قبول کرلیا، چنانچہ وہ دونوں گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ گئے، ساری رات سفر کرتے اور دن کو چھپ

جاتے، ایک دن اِن دونوں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی۔اب جوغور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ اس کے دونوں بھائی فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آرہے ہیں، اس نے اپنے بھائیوں کوسلام کیا اور حال پوچھا، توانہوں نے کہا بھائی صرف تھوڑی دیر کے لئے تکلیف ہوئی جوتم نے دیکھی تھی اس کے فوراًبعد ہمیں جنت الفردوس میں بھیج دیا گیا اوراب ہمیں اس لئے بھیجا گیا کہ تمہارا نکاح اس لڑکی سے کردیں، چنانچہ وہ لوگ اِن کا نکاح کرکے چلے گئے اور یہ نوجوان ملک شام میں پہنچ گیا، دیکھیں اللہ تعالی نے جان اورعزت وعفت کی حفاظت کی، پاک دامنی اوراستقامت کے سبب شہید بھائیوں کی ارواح اورفرشتوں کی حاضری ہوئی اور اِس مقدس جماعت کی موجودگی میں نکاح ہوا، اورآنے والی زندگی اسلام کی آبیاری اور پاک دامنی میں گزری۔ ❶

ایک باحیاءعورت کی دعا سے گناہوں میں مبتلا شخص کی کایا پلٹ گئی

بغداد میں ایک بڑا ہی بدکار شخص تھا، اس کا یہ قاعدہ تھا کہ جو گناہ کرتا تھا، اسے ایک پاکٹ بک میں لکھ لیا کرتا تھا، اتفاقاً ایک رات کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا ایک نہایت خوبصورت عورت کھڑی ہے، اس نے پوچھا کیا کام ہے؟ بولی میرے چند یتیم بچے ہیں، جنہوں نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا، کچھ ان کے لئے کھانے کو مجھے دے دو۔اس نے کہا: اندر آؤ تا کہ تمہیں کچھ دوں۔عورت اندر آئی تو اس بدکار کی نیت بگڑی اوراس پر دست درازی کرنا چاہی۔عورت نے چونک کر کہا: میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں، اس بدکار پر شیطان سوار تھا وہ باز نہ آیا، اوراسے اپنی طرف کھینچا، عورت نے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا:

’’اے ہر سختی وشدت کے وقت پکار کوقبول کرنے والے، تو مجھے اس شخص سے محفوظ رکھ‘‘

❶ شرح الصدور: فصل فیه فوائد، ص ۲۱۲، ۲۱۳، الرقم: ۵۶

پھر اس بدکار سے کہنے لگی: پہلے میری بات ذرا توجہ کے ساتھ سن لے، پھر اس نے عربی میں نہایت دردناک لہجہ میں چند اشعار پڑھے۔

اس کے بعد وہ زار وقطار رونے لگی اور سر اٹھا کر کہنے لگی: الٰہی! میری فریاد کو سن لے اور اس شخص سے مجھے نجات دے، اِس باعصمت عورت کے پرُ درد لہجہ میں پڑھے ہوئے اِن اشعار سے اس شخص کا سارا بدن لرز اٹھا، اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ اس پر عورت نے کہا: میں تجھ سے خدا کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ اب جب کہ تجھ میں اور میرے مولا میں صلح واقع ہوگئی تو درمیانی واسطے یعنی مجھے مت اپنی دعاؤں میں بھلانا، یہ شخص اس حالت میں اندر گیا اور اسے کچھ دے کر کہنے لگا: اے نیک بخت بی بی، یہ لے جا، اور اپنے یتیم بچوں کو کھلا، مگر ان سے میرے حق میں دعا کرنا کہ میری پاکٹ بک میں جتنے گناہ لکھے ہیں وہ سب مٹ جائیں، یہ اس سے وعدہ کر کے اپنے گھر آئی اور جب بچوں کے آگے کھانا پکا کر رکھا تو اس شخص کے لیے دعا کی درخواست کی۔ بچوں نے کہا: اے ماں! خدا کی قسم! جب تک ہم اس کے لیے دعا نہ کرلیں گے کھانا نہ کھائیں گے، کیوں کہ مزدور اجرت کا مستحق اسی وقت ہوتا ہے جب کام کو انجام دے۔ بچوں نے دعا کی، کھانا کھایا، اس شخص نے بعد میں اپنی پاکٹ بک دیکھی تو سارے گناہ مٹ چکے تھے۔ ساری پاکٹ بک بالکل صاف وسفید تھی۔ کسی ایک جگہ بھی گناہ لکھا ہوا نہ تھا، اس شخص نے یہ واقعہ اپنی والدہ کو سنایا اور اپنے پاکٹ بک سے گناہوں کے مٹنے کا بھی ذکر کیا، پھر اس نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی اے اللہ! تو نے اپنے فضل سے میرے گناہ مٹا دیئے اب مجھے اپنے پاس بلا لے، یہ کہہ کر سجدہ میں گیا اور وہیں اِس کا انتقال ہوگیا۔ (1)

---

(1) نزهة المجالس: باب التوبة، ج ۲ ص ۳۸، ۳۹

امرد لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے گریز کریں

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

مالداروں کے لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اپنی شکل وصورت اور لباس وپوشاک سے سراپا فتنہ ہیں، ایسا فتنہ کہ بسا اوقات عورتوں سے بڑھ کر ثابت ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن حضرت سفیان رحمہ اللہ غسل خانہ میں داخل ہوئے، اتفاق سے اسی وقت ایک لڑکے نے بھی غسل خانہ میں داخل ہونا چاہا، آپ نے دیکھا تو فرمایا: اسے یہاں سے نکالو اور جلدی نکالو اور وجہ یہ بیان فرمائی:

فَإِنِّي أَرَى مَعَ كُلِّ امْرَأَةٍ شَيْطَانًا وَمَعَ كُلِّ صَبِيٍّ بِضْعَةَ عَشَرَ شَيْطَانًا. ❶

ترجمہ: عورت کے ساتھ مجھے ایک ہی شیطان دکھائی دیتا ہے مگر امرد کے ساتھ دس سے زیادہ شیطان میں دیکھتا ہوں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا لکھا ہے کہ امام موصوف کی خدمت میں ایک شخص کسی ضرورت سے حاضر ہوا، اس شخص کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا، اسے دیکھ کر آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس شخص نے بتایا بھانجا ہے، یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ دیکھو اب دوبارہ اسے ہمارے یہاں نہ لانا اور تم کبھی اس کو ساتھ لے کر بازار میں چکر نہ لگانا، تاکہ تمہارے متعلق کسی کو بدگمانی کرنے کا موقع نہ ملے۔ ❷

❶ الزواجر عن اقتراف الكبائر: الكبيرة التاسعة والخمسون والستون بعد الثلاثمائة، ج ۲ ص ۲۳۳

❷ الزواجر عن اقتراف الكبائر: الكبيرة التاسعة والخمسون والستون بعد الثلاثمائة، ج ۲ ص ۲۳۳

قرآنِ کریم کی بے ادبی اور فحاشی کے سبب عبرتناک عذاب

گزشتہ کئی سال پہلے ماہ اگست میں ترکی میں آنے والے زلزلے کے حوالے سے بعض ترکی اخبارات میں شائع ہونے والے واقعات انتہائی عبرتناک ہیں، تفصیلات کے مطابق ترکی بحریہ کے کسی اڈے میں جو ساحل سمندر سے بالکل متصل تھا رقص وسرور کی ایک مجلس منعقد ہوئی، جس کے شرکاء تین ہزار کے لگ بھگ تھے۔ وہاں ناچنے اور گانے والیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی اور شراب و کباب کی خوب محفل جمی، اس محفل کیلئے اسرائیل سے خصوصی طور پر یہودی ناچنے اور گانے والی لڑکیاں در آمد کی گئیں جو انتہائی بے حیاء تھیں، محفل میں ۳۰ سے زائد ترکی جنرل شریک تھے۔

بتایا جاتا ہے کہ اس وقت جب کہ انتہائی بے حیائی اور فحش مناظر پر بنی مجلس جاری تھی کہ ایک ترکی جنرل نے ایک کیپٹن کے ذریعہ قرآن کریم کا ایک نسخہ منگوایا اور اس سے پڑھنے کو کہا: جب اس نے پڑھا تو اس سے اس کی تفسیر پوچھی تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مذکورہ جنرل نے قرآن کریم کے اس نسخے کو لے کر پھاڑ کر ناچتے ہوئے یہودی اور ترکی لڑکیوں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ اس قرآن کو نازل کرنے والا کہاں ہے؟ حالانکہ اس میں یہ بھی ہے کہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس قرآن کو اتارنے والا کہاں ہے؟ جو اس کی حفاظت اور اس کا دفاع کرے؟ اس دوران اس قرآن کریم کو لانے والے کیپٹن پر انتہائی خوف طاری ہو گیا، اچانک وہ تیزی سے بحری اڈے سے باہر آ گیا، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ شخص اس بحری اڈے پر آنے والے عذاب کے ابتدائی لمحات کا چشم دید گواہ بن سکے۔ اس کے بعد انتہائی عبرت آموز واقعات اور مناظر پیش آئے، بتایا جاتا ہے کہ اچانک ایک خوفناک روشنی نظر آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے

اس پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اس کے بعد سمندر پھٹ پڑا اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے، ساتھ ہی گولوں کے پھٹنے کی آوازیں بھی آنے لگیں، اس کے بعد اللہ تعالی نے اس پورے بحری اڈے کو اُٹھا کر سمندر کے بیچ سے اُٹھنے والی خوفناک لہروں کے درمیان پھینک دیا، اس کے بعد دوسرے علاقوں کو بھی زلزلے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، عجیب بات یہ ہے کہ مذکورہ پروگرام میں شریک ترکی، امریکی اور اسرائیلی فوجیوں کی لاشوں کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گئیں، تمام تر وسائل رکھنے کے باوجود اب تک وہ لاشیں سمندر سے باہر نہ آسکیں، قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی غیرت کو للکارا تو اللہ تعالی نے فوراً انتقام لیا ہے، کوئی ہے نصیحت حاصل کرنیوالا۔ ❶

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی دعا کے سبب فاحشہ عورت کی زندگی پلٹ گئی

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے مبارک زمانہ میں ایک فاحشہ عورت ایک سجے ہوئے بالا خانہ پر رہتی تھی اور عیاش لوگ اس کے پاس آ کر راتیں گزارتے اور اپنی دین و دنیا برباد کرتے۔ ایک روز شام کے وقت حضرت بایزید رحمہ اللہ خود اس کے دروازے پر جا بیٹھے، جو شخص بھی اوپر جانے کے لیے آتا آپ کو دیکھ کر واپس چلا جاتا، جس کی وجہ سے کوئی اس رات اس کے پاس نہ آیا۔ اس نے لونڈی سے اس کی وجہ پوچھی، تو اس نے بتایا کہ آج تمہارے دروازہ پر ایک بزرگ حضرت بایزید بیٹھے ہیں، جو بھی آتا ہے انہیں دیکھ کر پلٹ جاتا ہے۔

فاحشہ نے کہا کہ انہیں اوپر بلا لو، وہ انہیں اوپر لے آئی۔ فاحشہ نے کہا: جناب! کہاں آپ! اور کہاں میں؟ آپ کا مجھ سے کیا کام ہے؟ فرمایا: آج کی رات میں

❶ عجیب وغریب واقعات: ص۴۴، ۴۵ ماہنامہ محاسن اسلام ملتان

یہاں رہوں گا، بولی میری فیس دوسو اشرفیاں ہیں، آپ نے دوسو اشرفیاں جیب سے نکال کر دے دیں، اور فرمایا: اب جو میں چاہوں تجھے کرنا ہوگا، اس نے کہا منظور ہے، آپ اپنے ساتھ کپڑوں کا جوڑا ساتھ لائے تھے، فرمایا: اپنے کپڑے اتار کر یہ کپڑے پہن لو۔ اس نے پہن لیے، فرمایا: اب دو قدم آگے بڑھو، آگے بڑھی، تو آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا: الٰہی میں نے اس عورت کا ظاہر بدل کر تیری بارگاہ میں کھڑا کر دیا، تو اب اِس کے باطن کو بدل کر اِسے نیک بنا دے۔ پھر آپ نے فرمایا: اَب میرے یہ کپڑے اتار دے۔ وہ بولی اب نہیں، اب میری طبیعت نہ رہی۔ میں نے بارگاہِ الٰہی میں سچے دل سے توبہ کر لی ہے، مجھے فراق کے بعد وصال، غضب کے بعد رضا مل گئی ہے، میرے لیے دعا کرتے رہیں، خدا مجھے استقامت دے۔ حضرت بایزید رحمہ اللہ اِسے محبت الٰہی سے آشنا کر کے چلے گئے، اور پھر اِسے اگلے سال کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوئے پایا۔ ❶

غیروں کے طریقے کو پسند کرنے کی وجہ سے لاش کفرستان منتقل ہوگئی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حکایت میں نے مولانا فتح محمد صاحب سے سنی تھی کہ مکہ شریف کے ایک تاجر شیخ دہان نے جو بڑے عالم بھی تھے، فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک عالم کا انتقال ہوگیا اور ان کو دفن کر دیا گیا، کچھ عرصے کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتقال ہوا تو اس کے وارثوں نے ان عالم صاحب کی قبر میں دفن کرنا چاہا، کیونکہ مکہ مکرمہ میں یہ دستور ہے کہ ایک قبر میں کئی کئی مردوں کو دفن کر دیتے ہیں۔

چنانچہ ان عالم صاحب کی قبر کھودی گئی، تو عجیب منظر دیکھا کہ ان کی لاش کے بجائے

❶ نزہۃ المجالس مترجم: باب التوبہ، ج ۲ ص ۹۵

ایک حسین لڑکی کی لاش رکھی ہوئی ہے، صورت سے وہ لڑکی یورپین معلوم ہوتی تھی، سب کو بڑی حیرت ہوئی، اتفاق سے مجمع میں فرانس سے حج کے لئے آنے والا ایک شخص بھی موجود تھا۔

اس نے جو لڑکی کی لاش دیکھی تو کہا کہ اس لڑکی کو تو میں پہچانتا ہوں یہ فرانس کی رہنے والی ہے اور ایک عیسائی کی بیٹی ہے، مجھ سے اردو پڑھتی تھی اور در پردہ وہ مسلمان ہوگئی تھی، میں نے اس کو دینیات کے کئی رسالے بھی پڑھائے تھے۔

لوگوں نے کہا: اس کی لاش کے یہاں منتقل ہونے کی وجہ تو سمجھ میں آ گئی کہ مسلمان ہوگئی تھی اور اسلام کی ہر ہر چیز کو پسند کرتی تھی، اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ان عالم صاحب کی لاش کہاں گئی؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ان کی لاش کسی وجہ سے لڑکی کی قبر میں اللہ تعالیٰ نے پہنچا دی ہو؟

اس پر لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ آپ حج سے واپس فرانس جاؤ گے تو اس لڑکی کی قبر کھود کے دیکھنا کیا معاملہ ہے؟ چنانچہ ان عالم صاحب کا ایک صورت شناس اس شخص کے ساتھ چلنے پر راضی ہوگیا، ان دونوں اشخاص نے فرانس جا کر لڑکی کے والدین سے سارا تذکرہ کیا، اس کے والدین یہ یقین کرنے پر تیار ہی نہ تھے کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی بیٹی مکہ مکرمہ کی کسی قبر میں چلی جائے۔ چنانچہ سب قبرستان گئے اور قبر کھودی گئی تو ان عالم صاحب کی لاش رکھی ہوئی تھی، شیخ دہان نے فرمایا کہ فرانس سے ان لوگوں نے ہمیں اطلاع دی کہ اس عالم کی لاش یہاں لڑکی کی قبر میں موجود ہے۔

اب مکہ والوں کو فکر ہوئی کہ لڑکی کی لاش کا یہاں ہونا تو اس کے مقبول ہونے کی علامت ہے مگر اس عالم کا کافروں کے قبرستان میں منتقل ہونا کس بناء پر ہوا اور اس کے مردود ہونے کی کیا وجہ ہے؟ سب نے کہا: انسان کی اصلی حالت گھر والوں کو زیادہ معلوم ہوتی

ہے، اس عالم کی بی بی سے پوچھنا چاہیے، چنانچہ یہ لوگ ان عالم کے گھر گئے اور پوچھا کہ کیا تیرے شوہر میں کوئی بات اسلام کے خلاف تھی؟

اس نے کہا کوئی ایسی بات نہیں تھی وہ تو نمازی پرہیزگار تھے۔لوگوں نے کہا: سوچ کر بتاؤ کیونکہ ان کی لاش مکہ مکرمہ سے فرانس کے قبرستان میں منتقل ہوگئی ہے۔ان کی بیوی نے کہا کہ ہاں! ان کی ایک بات پر میں اکثر رنجیدہ ہوتی تھی وہ یہ کہ جب وہ غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو یوں کہتے تھے کہ نصاری کے مذہب میں یہ بات بہت اچھی ہے کہ ان کے یہاں غسل جنابت فرض نہیں۔لوگوں نے کہا: بس یہی بات ہے جس قوم کا طریقہ وہ پسند کرتے تھے، اللہ پاک نے انہی کے قبرستان میں ان کو پھینک دیا۔

میری مسلمان بہنوں اور ماؤں! آپ نے دیکھا کہ یہ شخص ظاہر میں عالم، متقی اور پورا مسلمان تھا، مگر ایک بات کفر کی موجود تھی، وہ کفار کے طریقے کو قرآن کے بتائے ہوئے طریقے پر ترجیح دیتا تھا اور استحسان کفر کفر ہی ہوا کرتا ہے اور ایسا واقعہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں ہوا کرے، یہ تو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے عالم غیب کے واقعات دکھا دیتے ہیں۔ ❶

بے نمازی اور فیشن ایبل عورت کی نہایت ہولناک موت اور بھیانک حالات

مجھ سے میرے ایک دوست نے یہ عجیب، حیرتناک وعبرتناک واقعہ سنایا کہ عراق کی جنگ سے پہلے میں کویت میں مقیم تھا، وہاں میں مردوں کی تجہیز وتکفین اور دفن وغیرہ کے امور سے وابستہ تھا اور لوگوں میں اسی حیثیت سے معروف تھا۔ جنگ کے دوران مصر آ گیا۔اسی دوران مجھ سے ایک دن ایک خاندان کے لوگوں نے رابطہ قائم کیا اور

❶ مواعظِ اشرفیہ: عنوان: ذم النسیان، ج ۴ ص ۳۲۱، ۳۲۲

خاندان کی ایک عورت کی تکفین کے سلسلہ میں بات کی ۔ چنانچہ میں قبرستان گیا اور مردوں کے غسل دینے کی جگہ جا کر بیٹھ گیا، انتظار میں تھا کہ جنازہ تیار ہو کر نکلے کہ اتنے میں، میں نے چار باپردہ عورتوں کو غسل دینے کی جگہ سے تیزی سے نکلتے دیکھا، ان پر گھبراہٹ طاری تھی مگر میں نے ان سے کچھ وجہ نہیں پوچھی۔ تھوڑے وقفہ کے بعد وہ عورت نکلی جو مردہ عورتوں کو غسل دیتی تھی، اس نے مجھ سے میت کو غسل دینے میں مدد طلب کی ۔ میں نے اس سے کہا کہ کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی عورت کو غسل دے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میت کا جسم بہت وزنی ہے جو عام طور پر نہیں ہوتا، میرا جواب سن کر پھر وہ اندر چلی گئی۔ کسی طرح غسل دیا اور کفن پہنایا، پھر ہم جنازہ اٹھانے کے لئے اندر گئے، ہم گیارہ آدمی تھے، جنازہ اتنا وزنی تھا کہ ہم سب نے مل کر جنازہ اٹھایا۔ جب ہم قبرستان پہنچے تو جیسا کہ مصر میں رواج ہے کہ ان کی قبریں کمروں کی طرح ہوتی ہیں، وہ بلندی سے سیڑھی کے ذریعے کمرے میں اترتے ہیں، جہاں مردوں کو بغیر مٹی ڈالے رکھتے ہیں۔

جب ہم نے لاش کو اپنے کندھوں سے اتارا تو لاش کمرے کے اندر پھیلنے اور گرنے لگی ۔ اس منظر کو دیکھ کر ہم سب گھبرا گئے اور وہ ہمارے قابو سے باہر ہوگئی۔ اتنے میں ہم نے اس کی ہڈیوں کی چرچراہٹ سنی جیسے ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوں۔ ہم نے دیکھا کہ کفن کا کچھ حصہ ہٹ گیا ہے، میں تیزی سے لاش کی طرف بڑھا اور اس کو ڈھک دیا، پھر بڑی مشکل سے اس کو قبلہ رخ کر دیا۔ دوبارہ کفن چہرے کی طرف سے کھل گیا، اس وقت میں نے عجیب منظر دیکھا۔ ہم نے دیکھا کہ آنکھیں جیسے باہر کی طرف نکل رہی ہوں اور چہرا کالا ہو چکا تھا۔ ہم منظر کی ہولناکی سے ڈر گئے اور تیزی سے باہر آ گئے اور کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ جب میں اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو مجھ سے مرنے والی عورت کی

اولاد میں سے ایک لڑکی ملی اوراس نے مجھے کوقسم دے کر پوچھا کہ اس کی والدہ کے ساتھ قبر میں داخل کرنے کے دوران میں کیا پیش آیا؟ میں نے جواب نہ دینے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اس بات پر مصر رہی کہ میں اس کو میت کی حالت سے باخبر کردوں، حتی کہ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

اس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جس وقت آپ نے ہم کو غسل کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ ہم نے اپنی والدہ کے چہرے کو کالا ہوتے دیکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری والدہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی اوران کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ بہت فیشن ایبل رہتی تھیں، شرم وحیا نام کی کوئی چیز ان میں تھی ہی نہیں۔ ❶

بے حیائی میں مبتلا شخص کی بیٹیاں زنا میں مبتلا ہوگئیں

بی اے خاں صاحب تشریف لائے، یہ دیال سنگھ کالج میں میرے کولیگ تھے، انگریزی کے پروفیسر تھے، وائس پرنسپل تھے اور کچھ عرصہ قائم مقام پرنسپل بھی رہے، نواز خاں کی شہادت کے وقت یہی پرنسپل تھے۔ موصوف کسی زمانے میں کٹر کمیونسٹ تھے، دہریے تھے، خدا کا انکار کرتے تھے اور دینی تعلیمات کے سخت مخالف تھے، مگر اب اللہ نے انہیں ہدایت دے دی ہے، وہ بہت حد تک سیدھے راستے پر آگئے ہیں اور اپنی گزشتہ زندگی پر متأسف ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ قیام پاکستان کے بعد ایک شخص دیال سنگھ کالج کا پرنسپل بنا جو بظاہر سید کہلواتا تھا، بہت بڑا شاعر تھے، نامور نقاد تھا، لیکن پرلے درجے کا بدعمل تھا، اس نے کالج میں مخلوط تعلیم کو نافذ کردیا، لڑکیوں کو کثرت سے داخلے دے دیئے اوراس

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۶ تا ۱۴۸

قدر بے باکی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا کہ وہ کسی نہ کسی لڑکی کو کسی بہانے سے روک لیتا اور اپنے آفس میں اس سے منہ کالا کرتا، بعد میں کلرک حضرات اس لڑکی کو بلیک میل کرتے، اس طرح یہ کالج تھوڑے عرصے میں چکلے کی صورت اختیار کر گیا اور پرنسپل اور پروفیسر حضرات سب اس حمام میں ننگے ہو گئے، یہ سلسلہ ۱۹۵۳ءتک جاری رہا۔

بی اے خاں صاحب نے بتایا کہ اس نام نہاد سید پرنسپل سے قدرتِ خداوندی نے خوب انتقام لیا، اس کی سات بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا، ساری بیٹیاں خوبصورت تھیں، اس کی رہائش مجیٹھہ ہال میں تھی، وہاں روزانہ شام کو ترقی پسند کمیونسٹ حضرات جمع ہوتے، شعروشاعری کی محفل جمتی، خوب شراب چلتی، پرنسپل کی جوان بیٹیاں مہمانوں کو شراب پلاتیں اور باپ کی موجودگی میں یہ بے خدا، مادر پدر آزاد لوگ اس کی بیٹیوں سے وہی سلوک کرتے جو یہ کالج کی طالبات سے کرتا تھا، بی اے خاں نے بتایا کہ یہ شخص بڑا ہی بے غیرت تھا، شرم وحیا نام کی کوئی چیز اس کے قریب بھی نہیں پھٹکی تھی، اور مکافاتِ عمل کے تحت اس کے ساتھ یہی کچھ ہونا چاہیے تھا۔ [1]

فیشن ایبل لڑکی کا عذاب قبر میں مبتلا ہونا

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھیاری ماں نے یہ بیان دیا تھا، میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اسے دفن کرنے کے لیے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس پر پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے، دوسری قبر کھدوائی گئی اس میں بھی وہی سانپ آ کر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔ پھر تیسری قبر تیار کی اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے۔ سب لوگوں پر دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گزر چکا تھا، ناچار ہو کر باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں

[1] مکافات عمل: ص ۵۰۵،۵۰۶

دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔ میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہوگئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔ دکھیاری ماں کا مزید بیان ہے کہ میری بیٹی تو نماز وروزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی، میں اسے پیار ومحبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔ افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آئی۔ ❶

فیشن اور بے پردگی کے سبب عبرتناک انجام

غالبًا شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ کا آخری جمعہ تھا، رات کو کورنگی (کراچی) میں ایک نوجوان سے (راقم الحروف) کی ملاقات ہوئی، اس پر خوف طاری تھا۔ اس نے حلفیہ بیان دیا کہ میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہوگئی، جب ہم تدفین سے فارغ ہوکر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر ہی میں دفن ہوگیا ہے۔ چنانچہ بامر مجبوری ہم نے جا کر دوبارہ قبر کھودنی شروع کی، جوں ہی ہم نے قبر سے سل ہٹائی خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ جس جوان لڑکی کو ابھی ابھی ہم نے ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا، وہ کفن پھاڑ کر اٹھ بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی! آہ! اس کے سر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں۔ اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے۔

یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف کے مارے ہماری سانسیں بند ہونے لگیں، اور ہینڈ بیگ

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۸

نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔ گھر آ کر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا گیا کہ اس میں کوئی فی زمانہ معیوب سمجھا جانے والا جرم تو نہیں تھا، البتہ یہ بھی عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی، اور پردہ نہیں کرتی تھی۔ ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتے داروں میں شادی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر، بن سنور کر عام عورتوں کی طرح بے پردہ شادی کی تقریب میں شرکت کی تھی۔ ❶

ایک فیشن ایبل لڑکی کا دردناک عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا

احمد آباد کے محلّہ جمال پورہ کے متمول مسلمان گھرانہ میں عجیب واقعہ سے احمد آباد لرز گیا۔ لڑکی کے بالوں پر دو کالے کالے ناگ، اور چہرہ پر چھپکلی، ناخنوں پر بچھو بیٹھے ہوئے تھے۔ احمد آباد جیسے صنعتی شہر میں جسے ہندوستان کا ''مانچسٹر'' بھی کہا جاتا ہے، جہاں پر مسلم کاری گروں کی بہت بڑی آبادی ہے، جہاں تاریخ نے کئی انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، اسی احمد آباد شہر کے محلّہ جمال پورہ کے ایک مسلم خاندان میں ایک عجیب وغریب اور عبرناک واقعہ رونما ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ مسلم خاندان کی ایک کنواری، غیر شادی شدہ نوجوان لڑکی جس کے فیشن کا بڑا چرچا تھا، مال دار گھرانے کی یہ لڑکی صبح اُٹھ کر بناؤ سنگھار کرتی، نت نئی تراش وضع، فیشن اور ڈیزائن کے لباس زیب تن کرتی تھی۔ ایک روز اچانک مختصر سی علالت کے بعد چل بسی اور شہر کے قبرستان میں اسے دفن کر دیا، مبینہ طور پر اس کے بعد ایک حیرت انگیز بات ہوئی، اس کی والدہ کو مسلسل تین رات تک یہ آواز سنائی دیتی رہی اور خواب میں لگاتار تین رات اپنی جوان لڑکی کی لاش دکھائی دیتی رہی جو کہہ رہی تھی: امی مجھے قبر سے نکالو میں زندہ ہوں۔

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۸، ۱۴۹

اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ سے گھبراہٹ محسوس کررہی تھی، مجھے خوف واضمحل لاحق ہوگیا تھا۔ممتا کے آنسوؤں نے لڑکی کے باپ اور بھائی اور محلّہ داروں کو آگاہ کیا اور چوتھے روز دو پولیس والوں کی موجودگی میں قبر کھودی گئی، لڑکی زندہ تھی لیکن اس عبرتناک حالت میں کہ اس کے بالوں پر دو کالے کالے رنگ، چہرہ پر چھپکلی اور ناخنوں پر جہاں جہاں لالی لگی تھی، وہاں بچھو چپکے ہوئے تھے۔عصر کے بعد تمام موذی جانور متوفیہ کی لاش سے ہٹ گئے۔ پولیس بے ہوش لڑکی کو قبر سے نکال کر واڑی چیری ٹیبل ہسپتال احمد آباد کے آئی سی وارڈ میں لے گئی جہاں اس کا علاج ہورہا ہے۔لڑکی کا ہونٹ غائب ہوگیا ہے، ہوش میں آنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس نے بتایا کہ میں صرف پندرہ دن کے لیے دوبارہ آئی ہوں، تم لوگ نماز پڑھو، روزہ رکھو۔ لوگوں کو صرف اتنا سنائی دیا اور اتنا ہی سمجھ میں آیا، اس سے زیادہ کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۲ دنوں سے اس عجیب وغریب دوبارہ زندہ ہونے والی فیشن کی دل دادہ لڑکی کی کنیز فاطمہ نے اسے اپنی آنکھوں سے ہسپتال جا کر دیکھا ہے۔لوگوں میں بڑا چرچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے کہ غفلت اور اغیار کی نقالی سے بچ کر سادہ اور مذہب کے اصول کے مطابق لوگ چلیں، خاص کر فیشن ئبل عورتوں کے لیے اس واقعے میں بڑی عبرت کا سامان ہے۔ ❶

لاعلاج بیماریوں کا سبب بے حیائی ہے

آج یورپ کا معاشرہ زنا جیسے سنگین گناہ کی کثرت کے باعث ایسی عجیب وغریب بیماریوں کی لپیٹ میں ہے جن کا علاج ہی ممکن نہیں، اور ماہر سے ماہر طبیب حضرات بھی پریشان ہیں اور ان عجیب وغریب بیماریوں کا علاج کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں،

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: فیشن پرستی اور بے پردگی کے عبرتناک واقعات، ص ۱۴۹، ۱۵۰

اور اسلام کی حقانیت واضح طور پر سامنے آگئی ہے کیونکہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے آگاہ کر دیا تھا کہ جس معاشرے میں زنا عام ہو جائے وہاں وبائیں عام ہو جاتی ہیں، اور آپ دیکھ لیں کہ ہر تیسرے دن یورپ میں نئی سے نئی بیماری کے متعلق آیا ہوتا ہے کہ وہ دریافت ہوگئی ہیں، اس وقت کثرتِ زنا کی وجہ سے یورپ میں اور ایسے دیگر ایشیائی ممالک میں جہاں زنا عام ہے اور اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا وہاں پر طرح طرح کی بیماریاں جنم لے چکی ہیں اور کئی لوگ ان بیماریوں کی لپیٹ میں آکر دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اہلِ یورپ کی تحقیق اور دیگر مسلمان اطباء کی تحقیق کے مطابق زنا نے جس خطرناک ترین بیماری کو جنم دیا ہے وہ ایڈز کہلاتی ہے، اور اس بیماری کی شدت نے اہلِ یورپ کو ہلا کر رکھ دیا ہے، کیونکہ تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایڈز اس مرد عورت میں پیدا ہوتا ہے جو زانی ہو، کیونکہ ایک شخص کے جراثیم دوسرے شخص کے جراثیم کے ساتھ جب اکھٹے ہوں مثلاً ایک ہی زانیہ عورت سے جب مختلف مرد زنا کریں تو یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے جو عورت اور مرد دونوں کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہے، اور پھر اس بیماری کا علاج نہ ہونے کی وجہ سے انسان موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ اب آپ کے سامنے ایڈز کے متعلق چند معلومات تحریر کروں گا جو چند سال قبل کی ہیں تاکہ آپ کو بھی اندازہ ہو سکے کہ زنا آخرت کے ساتھ ساتھ انسانیت کے لئے دنیا میں بھی کتنا نقصان دہ عمل ہے، اور اس کے ذریعے سے پھیلنے والی خطرناک بیماریاں انسانیت کے لئے کتنی نقصان دہ ہیں۔

آج سے چند برس قبل اقوامِ متحدہ نے ایڈز سے بڑھتی ہوئی تباہیوں کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کی تھی جسے پڑھ کر آپ اندازہ لگا لیں کہ اہلِ یورپ ہمیں کس نقصان کی طرف لے جا رہے ہیں۔

بے حیائی اور ایڈز سے متاثرہ لوگوں کی تعداد

اقوامِ متحدہ کی رپورٹ کے مطابق چندسال قبل تک شمالی امریکہ میں ایڈز، ایچ، آئی، وی (H.I.V) سے متاثرہ افراد کی تعداد سات لاکھ پچاس ہزار (۷/۵۰/۰۰۰) تھی۔ مغربی یورپ میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد پانچ لاکھ دس ہزار (۵/۱۰/۰۰۰) تھی۔ وسطی اور مشرقی یورپ، وسطی ایشیا میں پچاس ہزار (۵۰/۰۰۰) تھی۔ کریبین مما لک میں ایڈز سے متاثرہ افراد کی تعداد دولاکھ ستر ہزار (۲/۷۰/۰۰۰) تھی۔ شمالی افریقہ اور مشرق وسطی میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد دو لاکھ (۲/۰۰/۰۰۰) تھی۔ جنوبی مشرق ایشیامیں ایڈز کے مریضوں کی تعداد باون لاکھ (۵۲/۰۰/۰۰۰) تھی۔ لاطینی امریکہ میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد تیرہ لاکھ (۱۳/۰۰/۰۰۰) تھی۔ افریقہ میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد ایک کروڑ چالیس لاکھ (۱/۴۰/۰۰/۰۰۰) تھی۔ جبکہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد چندسال قبل تک تیرہ ہزار (۱۳/۰۰۰) تھی۔

یورپی مما لک میں ایڈز سے مرنے والے افراد کی تعداد

چندسال قبل تک ایڈز سے شمالی امریکہ میں اکسٹھ ہزار تین سو (۶۱/۳۰۰) افراد موت کا شکار ہوئے، مغربی یورپ میں اکیس ہزار (۲۱/۰۰۰) افراد موت کا شکار ہوئے۔ وسطی اور مشرقی یورپ، وسطی ایشیا میں ایک ہزار (۱۰۰۰) افراد ایڈز کے باعث موت کا شکار ہوئے۔ کریبین مما لک میں ایڈز سے مرنے والوں کی تعداد چودہ ہزار پانچ سو (۱۴/۵۰۰) تھی۔ شمالی افریقہ اور مشرق وسطی میں دس ہزار آٹھ سو (۱۰/۸۰۰) افراد ایڈز سے ہلاک ہوئے۔ جنوب مشرقی ایشیا میں ایڈز سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ تینتالیس ہزار سات سو (۱/۴۳/۷۰۰) تھی۔ لاطینی امریکہ میں ایڈز سے مرنے والوں کی تعداد ستر ہزار نو سو (۷۰/۹۰۰) تھی۔ افریقہ میں ایڈز سے ہلاک

ہونے والوں کی تعداد سات لاکھ تراسی ہزار سات سو (۷/۸۳/۷۰۰) تھی۔ اور آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں ایڈز کی وجہ سے ایک ہزار بالغ افراد موت کا شکار ہوئے۔ اقوامِ متحدہ کی اس رپورٹ میں ایچ۔آئی۔وی (H.I.V) ایڈز کی دنیا بھر میں مجموعی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں ۲۲٫۶ ملین افراد اس صورتحال کے ساتھ زندہ ہیں جن میں ۱۲٫۶ ملین مرد، ۸٫۲ عورتیں اور آٹھ لاکھ تیس ہزار (۸/۳۰/۰۰۰) بچے شامل ہیں، چند سال قبل چھپنے والی رپورٹ کے مطابق ایڈز سے چھ لاکھ پچاس ہزار (۶/۵۰/۰۰۰) مرد، چار لاکھ ستر ہزار (۴/۷۰/۰۰۰) عورتیں اور تین لاکھ پچاس ہزار (۳/۵۰/۰۰۰) بچے ہلاک ہوئے۔

اس رپورٹ کا انسان اندازہ لگائے کہ زنا کی وجہ سے انسانیت کس مصیبت میں مبتلا ہے اور زنا کے باعث پیدا ہونے والی بیماریاں انسان کے لئے حرف آخر ثابت ہو رہی ہیں، ایڈز کے مریضوں کی اوپر درج تعداد آج سے چند سال قبل کی ہے جس وقت زنا کے ذرائع اتنے آسان نہیں تھے، لیکن موجودہ وقت میں جبکہ ٹی وی، ڈش، کیبل، مانع حمل گولیاں اور زنا میں معاونت کرنے والی دیگر ادویات معاشرے میں عام ہو گئی ہیں، تو اس وقت اس گناہ کی کثرت اور اس نقصان کے لپیٹ میں آنے والوں کی تعداد کہاں تک پہنچتی ہو گی اور ابھی نئی رپورٹوں میں صرف امریکہ کے بارے میں آیا ہے کہ وہاں پر پیدا ہونے والے ۶۰ فیصد بچے اپنے باپ کی شناخت نہیں بتا سکتے کہ ان کا باپ کون ہے؟ اس کے علاوہ اس بیماری نے یورپ میں ایسی جڑیں پھیلائی ہیں کہ ڈاکٹر حکومت کے خلاف احتجاج کرنے پر مجبور ہیں کہ اگر حکومت نے فحاشی وعریانی کی راہیں بند نہ کیں تو پورا یورپ شدید ترین تباہی سے دوچار ہو جائے گا۔ نیز اس بیماری سے بچاؤ کے لئے ابھی تک کوئی مؤثر دوائی بھی ایجاد نہیں ہو سکی اور جو ادویات ایجاد

ہوئی بھی ہیں تو وہ اتنی مہنگی ہیں کہ عام بندہ ان کو خریدنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

یہ رپورٹ پڑھ کر اب انسان سوچے کہ اللہ کی نافرمانیاں کس طرح انسانیت کے لئے قیامت خیز ثابت ہوتی ہیں اور انسان کن مصائب وآلام کا شکار ہوجاتا ہے، زنا سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے اسی لئے بار بار بچنے کی تاکید فرمائی تھی تاکہ انسانیت اس گناہ کے پیچھے چھپی تباہی کی زد میں نہ آئے لیکن آج اہل یورپ اور جو بھی ممالک ان نافرمانیوں کا ارتکاب کررہے ہیں ان پر اللہ تعالی کی طرف سے جو عمومی عذاب آیا ہے وہ بھی آپ نے اوپر کی سطور میں پڑھ لیا۔ ❶

فحاشی اور بے حیائی کے سبب نسلِ نو تباہی کے دہانے پر

اس وقت ہمارے معاشرے میں فحاشی، عریانی، فلموں، ڈراموں اور ناچ گانے کی کثرت کی وجہ سے نئی نسل ضائع ہورہی ہے، اصل میں انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نقال ہے وہ جو کچھ کسی کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے اس کی نقل اتارنے کی کوشش کرتا ہے، اس نے مچھلیوں کو تیرتے دیکھ کر تیرنا سیکھا، پرندوں کو اڑتے دیکھا تو اڑنے کی کوشش کی، خاص طور پر چھوٹے بچوں اور نوجوانوں میں نقالی کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے، زبان میں، بول چال میں، لباس میں، معاشرت میں جو کچھ وہ اپنے گردوپیش میں ہوتا دیکھتے ہیں، وہی کچھ اسی انداز میں کرنے کی خود کوشش کرتے ہیں۔

فلموں اور ڈراموں میں وہ مار دھاڑ دیکھتے ہیں تو وہ مار دھاڑ کرنے لگتے ہیں، اسلحہ کا بے تحاشا استعمال دیکھتے ہیں تو وہ بھی اسلحہ چلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

آپ گلی کوچوں میں دیکھیں گے کہ چھوٹے چھوٹے بچے فلمی ایکٹروں کی طرح جھوم جھوم کر چلتے ہیں اور رٹے رٹائے ڈائیلاگ بولتے ہیں، یہ سب کچھ انہوں نے کہاں

---

❶ بے حیائی آغاز سے انجام تک: ص۵۴ تا ۵۷

سے سیکھا؟ کسی کنجر خانے میں؟ کسی ڈاکو اور بدمعاش سے؟ نہیں! ہرگز نہیں، معاف کیجئے گا، یہ سب کچھ انہوں نے اپنے ابا اور امی کے پہلو میں تفریح کے نام پر غلاظت بھرے پروگرام دیکھ کر سیکھا ہے۔

کچھ عرصہ قبل برطانوی معاشرہ یہ سن کر لرز اُٹھا کہ دس دس سال کے دو بچوں نے ایک دو سال کے بچے کو پہلے اغوا کیا، پھر اس معصوم کو پتھروں سے کچل کر ماڈالا اور اس کے بعد اس قتل کو حادثے کا روپ دینے کے لئے اس کی لاش ٹرین کے آگے پھینک دی، جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ انہوں نے کسی فلم میں یہ منظر دیکھا تھا اور اس واردات سے ان کا مقصد اسی فلم کی نقالی کرنا تھا۔

بچوں میں تشدد پسندی، بے حیائی اور جرائم کا سبب

جرمنی ۱۹۹۴ء میں جو سروے رپورٹ جاری کی گئی تھی، اس میں بتایا گیا تھا کہ پورے دن میں ایک بچہ روزانہ اوسطاً اڑھائی گھنٹے ٹی وی کے سامنے گزارتا ہے، اس دوران وہ قتل کی کم از کم پچاس وارداتوں کے مناظر دیکھتا ہے، ان مناظر کے دیکھنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بچوں میں تشدد پسندی کا رجحان پندرہ فیصد بڑھا ہے، اور جرمنی کے ایک تہائی طلبہ اب مسلح ہو کر تعلیم گاہوں میں آتے ہیں۔

برلن پولیس کا کہنا ہے کہ شہر میں جو تشدد کے جرائم ہوتے ہیں ان میں سے پینتالیس فیصد وہ بچے کرتے ہیں جن کی عمر چودہ سے اٹھارہ سال تک ہے، جبکہ پانچ فیصد جرائم چودہ سال سے بھی کم عمر کے بچے کرتے ہیں۔

اس اخلاقی بگاڑ کو دیکھتے ہوئے وہاں کے دس لاکھ افراد نے ایک قرارداد پر دستخط کئے، جس میں حکومت سے التجاء کی گئی ہے کہ یہ مناظر ٹی وی پر نہ دکھائے جائیں۔

جنوبی افریقہ کی مجلسِ علماء نے ''اسلام اینڈ ٹیلیویژن'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی

ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ ٹی وی میں ایک پروگرام میں عورت کی آبروریزی کا منظر دکھایا گیا تھا، بعد میں وہ منظر یوں حقیقت بن کر سامنے آ گیا کہ ایک بدمعاش ہو بہو اسی طرح چھری چاقو لے کر ایک عورت کے گھر میں گھس گیا، اس کی آبروریزی کی اور رقم چھین کر بھاگ گیا، جب پولیس تفتیش کے لئے اس عورت کے گھر آئی تو پولیس افسر بے ساختہ بول اٹھا ''ملزم نے یقیناً وہ ٹی وی ڈرامہ دیکھ کر ہی یہ واردات کی ہے جس میں یہ منظر پیش کیا گیا تھا''۔

پیرس کی عدالت کے ایک ماہر نفسیات رونائی کا کہنا ہے کہ اس طرح کے اکثر جرائم کے پیچھے ٹی وی کا ہاتھ ہوتا ہے، فرانسیسی رسالے ''لو یوان'' نے ٹی وی پروگراموں کے ایک ہفتہ کے تجزیے کے بعد بتایا کہ صرف ایک ہفتے میں ٹی وی پر قتل کے چھ سوستر، جبری آبروریزی کے پندرہ، جنسی بیس اور ایذاءرسانی کے ستائیس مناظر دکھائے گئے، اور ایک دوسرے سروے کے مطابق فرانسیسی بچہ سال میں بارہ سو گھنٹے ٹی وی اسکرین کے سامنے اور نو سو گھنٹے اسکول میں گزارتا ہے، اس سے آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ان بچوں کا اصل مربی اور استاد کون ہے؟ ٹی وی یا کہ اسکول؟

فلموں اور ڈراموں نے ہماری قوم پر جو سب سے بڑا ستم ڈھایا ہے وہ یہ ہے کہ اسے حیاء سے محروم کر دیا ہے، مائیں فیشن کی دلدادہ بن گئی ہیں، بیٹیاں اچھلنے کودنے اور تھرکنے ناچنے والی پتلیاں بن کر رہ گئی ہیں، بہنوں کے سر سے دوپٹے اتر گئے ہیں، بیویاں گھروں سے زیادہ کلبوں میں جا کر خوش ہوتی ہیں:

حامدہ چمکی نہ تھی، انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

ہمارے ہاں جو فلمیں بنتی ہیں ان میں جو موضوع سب سے زیادہ غالب ہے وہ عشق مع

الفسق ہے۔

کچے ذہن کے لڑکے جب ان عشقیہ داستانوں کو دیکھتے ہیں تو خود ان کے ذہن پر بھی عشق کا بھوت سوار ہو جاتا ہے، اور بعض کے ذہنوں پر تو کچھ اس طرح سوار ہو جاتا ہے کہ پھر اترنے کا نام ہی نہیں لیتا۔

بچوں کی تباہی اور بربادی کا سبب

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ''تراشے'' میں مذکور ہے جو کہ انہوں نے ۲۲/اپریل ۱۹۷۱ء کے روزنامہ مشرق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: راولپنڈی کے قریب ایک لڑکے عمر فاروق نے تیرہ سال کی عمر میں ایک فلم دیکھی تھی جب کہ وہ چھٹی جماعت پڑھتا تھا، اس وقت سے وہ اس فلم کی ہیروئن کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور تعلیم ترک کر دی، تنگ آکر اس کے والد نے اسے گھر سے نکل جانے کی ہدایت کی، اور وہ لاہور چلا آیا، پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس خوبرو عمر فاروق جس کی ماں اسے ڈاکٹر یا بڑا افسر دیکھنے کی متمنی تھی، اب وحشیوں کی طرح لاہور کی سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے، اور محنت مزدوری کر کے جو پیسے حاصل کرتا ہے انہیں اپنی پسندیدہ ہیروئن کی فلمیں دیکھنے میں صرف کر دیتا ہے، اس نے مذکورہ ہیروئن کی ایک فلم ۶۳ مرتبہ اور ایک ۳۹ مرتبہ دیکھی ہے، وہ جب اخبار مشرق کے دفتر میں پہنچا تو اس کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے، اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے اپنا بایاں بازو دکھایا جس پر بلیڈ سے مذکورہ ہیروئن کا نام کھودا ہوا تھا، اس سے قبل وہ بازو کو جلا کر بھی یہی نام لکھ چکا تھا جو اب مٹ رہا ہے۔

یہ ایک نوعمر عاشق کی داستان ہے جو اتفاق سے اخبار میں چھپ گئی ہے ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری فلموں اور ڈراموں نے ایسے عاشقوں کی پوری فوج تیار کر دی ہے جو کہ

آپ کو کالجوں کے سامنے، فیکٹریوں کے سامنے، دوکانوں کے سامنے اور بازاروں میں سیٹیاں بجاتے، اشارے کرتے اور بندروں جیسی حرکتیں کرتے ہوئے دکھائی دیں گے، نوجوان بہنوں اور بیٹیوں کو دیکھ کر اور انہیں سنا سنا کر یہ وہی فحش گانے الاپنے لگتے ہیں جو انہوں نے کسی فلم میں ہیرو کی زبان سے سنے ہوتے ہیں، ان پر عشق کا بھوت کچھ اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ نہ گھر کا خیال نہ بوڑھے والدین کا احساس، اپنی عزت بھی گنواتے ہیں اور خاندان کی بھی، ان کو جوتے بھی لگتے ہیں اور ان میں سے بعض جیل بھی چلے جاتے ہیں، لیکن پرواہ نہیں کرتے۔

تفریح کے نام پر جو زہر ہماری آنکھوں اور کانوں کے ذریعے ہمارے قلب و دماغ میں داخل کیا جا رہا ہے، اس نے ہمیں حیوانیت کے کس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ ہمارا نوجوان اپنی تمام ذمہ داریوں سے آنکھیں بند کر کے غلاظت بھری نالیوں میں اپنی جوانی کو ضائع کر رہا ہے، اُسے نہ دوسروں کی بہن اور بیٹی کی عزت کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی اپنی عزت کا، حد تو یہ کہ بسا اوقات وہ غلبۂ شہوت میں خونی رشتوں کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔

دارالافتاء والارشاد میں ایک شخص خود اپنے بارے میں فتوی معلوم کرنے کے لئے آیا، اس نے بتایا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ کر ایک فحش پروگرام دیکھ رہا تھا، اچانک شہوت کی آگ بھڑک اٹھی، آلۂ تناسل میں انتشار پیدا ہو گیا اور میں نے جوشِ شہوت میں بے اختیار اپنی ماں کو پکڑ لیا۔

ایک دوسرا شخص اپنا واقعہ لکھ کر لایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں اور میری بیوی اور میری بیٹی وی سی آر دیکھ رہے تھے، کچھ دیر بعد بیوی بستر پر جا کر سو گئی تو میں نے اپنی بیٹی سے منہ کالا کیا اور مکمل طور پر کیا، بیوی کو علم ہو گیا ہوگا اور اس نے مجبور کیا ہوگا کہ جاؤ مسئلہ پوچھ

کرآؤ، ورنہ ایسے لوگ مسائل کے چکر میں کہاں پڑتے ہیں۔

ایک دوسرے شقی القلب باپ کی خبر یہاں کے اخباروں میں شائع ہوئی تھی جو کراچی جیسے تعلیم یافتہ شہر میں اپنی دو جوان بیٹیوں سے منہ کالا کرتا رہا، وہ جب پکڑا گیا تو اس نے برملا اعتراف کیا کہ اس نے فلاں فلمی پروگرام دیکھ کر اس گناہ کی جرأت کی۔

بتلائیے! اب بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات صرف یورپ میں ہوتے ہیں ہمارے ہاں نہیں ہوتے۔

زہر تو بہرحال زہر ہے کافر کھائے گا تو بھی انجام ہلاکت ہوگا اور مسلمان کھائے گا تو بھی انجام ہلاکت ہوگا۔ ❶

یورپ میں تیرہ سال کی کم عمری میں حاملہ ہونے والی ڈھائی سو بچیاں

جس ماحول میں بے پردگی، فحاشی عام ہوجائے تو پھر اس کے اثرات صرف نوجوانوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ بچوں پر بھی شہوانی ماحول کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ راقم سید ابو الاعلیٰ مودودی کی کتاب ''پردہ'' سے چند اقتباسات نقل کر رہا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ امریکہ، یورپ اور دیگر غیر مسلم ممالک میں بے حیائی اور عریانیت نے انہیں کس موڑ تک پہنچا دیا ہے:

جج بن لنڈسے (Ben Lindsay) جس کو ڈنور (Denver) عدالت میں جرائم اطفال (Juvenile Court) کا صدر ہونے کی حیثیت سے امریکہ کے نوجوانوں کی اخلاقی حالت سے واقف ہونے کا بہت زیادہ موقع ملا ہے، اپنی کتاب (Revolf of Modern Youth) (ص:۸۲تا۸۶) میں لکھتا ہے کہ امریکہ میں بچے قبل از وقت بلوغ ہونے لگے ہیں اور بہت کچی عمر میں ان کے اندر

❶ ندائے منبر ومحراب: ج۵ ص۳۵۲، ۳۵۳، ۳۶۴، ۳۶۵

صنفی احساسات بیدار ہو جاتے ہیں، اس نے نمونہ کے طور پر ۳۱۲ لڑکیوں کے حالات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان میں ۱۲۵۵ ایسی تھیں جو گیارہ اور تیرہ برس کے درمیان عمر میں بالغ ہو چکی تھیں اور ان کے اندر ایسی صنفی خواہشات اور ایسی جسمانی مطالبات کے آثار پائے جاتے تھے جو ایک ۱۸ برس اور اس سے بھی زیادہ عمر کی لڑکی میں ہونے چاہیے۔

یورپ میں بچوں اور بچیوں میں بے راہ روی اور فحاشی

ڈاکٹر ایڈتھ ہوکر (Edith Hooker) اپنی کتاب (Laws of Sex) (ص: ۳۲۸) میں لکھتی ہے ''نہایت مہذب اور دولت مند طبقوں میں بھی یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ سات آٹھ برس کی لڑکیاں اپنے ہم عمر لڑکوں سے عشق و محبت کے تعلقات رکھتی ہیں، جن کے ساتھ بسا اوقات مباشرت بھی ہو جاتی ہے''۔

اس کا بیان ہے:

ایک سات برس کی چھوٹی سی لڑکی جو ایک نہایت شریف خاندان کی چشم و چراغ تھی خود اپنے بڑے بھائی اور اس کے چند دوستوں سے ملوث ہوئی۔ ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ پانچ بچوں کا ایک گروہ جو دو لڑکیوں اور تین لڑکوں پر مشتمل تھا اور جن کے گھر پاس پاس واقع ہوئے تھے، باہم شہوانی تعلقات میں وابستہ پائے گئے اور انہوں نے دوسرے ہم سن بچوں کو بھی اس کی ترغیب دی، ان میں سب سے بڑے بچے کی عمر صرف دس سال کی تھی، ایک اور واقعہ ایک ۹ سال کی بچی کا ہے جو بظاہر بہت حفاظت سے رکھی جاتی تھی، اس بچی کو متعدد عشاق کی منظور نظر ہونے کا فخر حاصل تھا۔

بالٹی مور (Baltimore) کے ایک ڈاکٹر کی رپورٹ ہے کہ ایک سال کے اندر اس کے شہر میں ایک ہزار سے زیادہ ایسے مقدمات پیش ہوئے جن میں بارہ برس سے کم عمر

کی لڑکیوں کے ساتھ مباشرت کی گئی تھی۔

یہ پہلا ثمرہ ہے اس ہیجان انگیز ماحول کا جس میں ہر طرف جذبات کو برانگیختہ کرنے والے اسباب فراہم کیے گئے ہوں۔ امریکہ کا ایک مصنف لکھتا ہے کہ ہماری آبادی کا اکثر و بیشتر آج کل جن حالات میں زندگی بسر کر رہا ہے وہ اس قدر غیر فطری ہیں کہ لڑکے اور لڑکیوں کو دس پندرہ برس کی عمر میں ہی یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ عشق میں مبتلا ہوں، اس کا نتیجہ نہایت افسوس ناک ہے۔ اس قسم کی قبل از وقت صنفی دلچسپیوں سے برے نتائج رونما ہوسکتے ہیں اور ہوا کرتے ہیں، ان کا کم سے کم نتیجہ یہ ہے کہ نوعمر لڑکیاں اپنے دوستوں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں یا کم سنی میں شادیاں کرلیتی ہیں اور اگر محبت میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے تو خودکشی کرلیتی ہیں۔ ❶

معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب کی تین اہم وجوہات

ایک امریکی رسالہ میں ان اسباب کو جن کی وجہ سے وہاں بداخلاقی کو غیر معمولی اشاعت ہورہی ہے، اس طرح بیان کیا گیا ہے:

تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے، اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔

۱...... فحش لٹریچر، جو جنگِ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرتِ اشاعت میں بڑھتا چلا جارہا ہے۔

۲...... متحرک تصویریں، جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں۔

۳...... عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار، جو ان کے لباس اور بسا اوقات ان کی برہنگی اور

❶ پردہ: بچوں پر شہوانی ماحول کے اثرات، ص۸۵،۸۶

سگریٹ کے روز افزوں استعمال، اور مردوں کے ساتھ ان کے ہر قید وامتیاز سے نا آشنا اختلاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تین چیزیں ہمارے ہاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں، اور ان کا نتیجہ مسیحی تہذیب ومعاشرت کا زوال اور آخر کار تباہی ہے، اگر ان کو نہ روکا گیا تو ہماری تاریخ بھی روم اوران دوسری قوموں کے مماثل ہوگی جن کو یہی نفس پرستی اورشہوانیت ان کی شراب اور عورتوں اور ناچ رنگ سمیت فنا کے گھاٹ اتار چکی ہے۔ ❶

امریکہ میں چار لاکھ سے زائد خواتین کا مستقل پیشہ جسم فروشی ہے

یہ تین اسباب جو تمدن ومعاشرت کی پوری فضا پر چھائے ہوئے ہیں ہر اس جوان مرد اور جوان عورت کے جذبات میں ایک دائمی تحریک پیدا کرتے رہتے ہیں جس کے جسم میں تھوڑا سا بھی گرم خون موجود ہے،فواحش کی کثرت اس تحریک کا لازمی نتیجہ ہے۔

امریکہ میں جن عورتوں نے زنا کاری کو مستقل پیشہ بنا لیا ہے ان کی تعداد کا کم سے کم اندازہ چار پانچ لاکھ کے درمیان ہے۔ ❷

قحبہ خانوں کے علاوہ بکثرت ملاقات خانے (Assignation Houses) اور (Call Houses) ہیں جو اس غرض کے لئے آراستہ رکھے جاتے ہیں کہ شریف احباب اور خواتین جب باہم ملاقات فرمانا چاہیں تو وہاں ان کی ملاقات کا انتظام کر دیا جائے۔تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ایک شہر میں ایسے ۷۸ مکان تھے، ایک دوسرے شہر میں ۴۳، ایک اور شہر میں ۳۳۔ ❸

❶ پردہ: تین زبردست محرکات: ص ۸۹

❷ Prostitution in the United States,pp P. 64–65

❸ Prostitution in the United States. P. 38

ان مکانوں میں صرف بن بیاہی خواتین ہی نہیں جاتیں بلکہ بہت سی بیاہی ہوئی خواتین کا بھی وہاں سے گزر ہوتا رہتا ہے۔❶

ایک مشہور ریفارمر کا بیان ہے کہ نیویارک کی شادی شدہ آبادی کا پورا ایک تہائی حصہ ایسا ہے جو اخلاقی اور جسمانی حیثیت سے اپنی ازدواجی ذمہ داریوں میں وفادار نہیں ہے اور نیویارک کی حالت ملک کے دوسرے حصوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔

امریکہ کے مصلحین اخلاق کی ایک مجلس (Committee Of Fourteen) کے نام سے مشہور ہے، اس مجلس کی طرف سے بداخلاقی کے مرکزوں کی تلاش اور ملک کی اخلاقی حالت کی تحقیقات اور اصلاحِ اخلاق کی عملی تدابیر کا کام بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے، اس کی رپورٹوں میں بیان کیا گیا ہے کہ امریکہ کے جتنے رقص خانے، نائٹ کلب، حسن گاہیں (Beauty Saloons) ہاتھوں کو خوبصورت بنانے کی دکانیں (Manicure Shops) مالش کدے (Massage Rooms) اور بال سنوارنے کی دکانیں (Hair Dressings) ہیں قریب قریب سب باقاعدہ قحبہ خانے بن چکے ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر، کیونکہ ناقابلِ بیان افعال کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔❷

امریکہ اور یورپ میں اکثریت لاعلاج امراض میں مبتلا

فواحش کی اس کثرت کا لازمی نتیجہ امراضِ خبیثہ کی کثرت ہے، اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ کے قریب قریب ۹۰ فیصد آبادی ان امراض سے متاثر ہے، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے سرکاری دواخانوں میں اوسطاً ہر سال آتشک کے دو

❶ Prostitution in the United States. P. 96

❷ پردہ: فواحش کی کثرت، ص ۹۰، ۹۱

لاکھ اور سوزاک کے ایک لاکھ ۶۰ ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ ۶۵ دوا خانے صرف انہی امراض کے لئے مخصوص ہیں، مگر سرکاری دواخانوں سے زیادہ مرجوعہ پرائیویٹ ڈاکٹروں کا ہے، جن کے پاس آتشک کے ۶۱ فیصد اور سوزاک کے ۶۹ فیصد مریض جاتے ہیں۔ تیس اور چالیس ہزار کے درمیان بچوں کی اموات صرف موروثی آتشک کی بدولت ہوتی ہیں، دق کے سوا باقی تمام امراض سے جتنی موتیں واقع ہوتی ہیں ان سب سے زیادہ تعداد ان اموات کی ہیں جو صرف آتشک کی بدولت ہوتی ہیں، سوزاک کے ماہرین کا کم سے کم تخمینہ ہے کہ ۶۰ فیصد جوان اشخاص اس مرض میں مبتلا ہیں، جن میں شادی شدہ بھی اور غیر شادی شدہ بھی، امراض نسواں کے ماہرین کا متفقہ بیان ہے کہ شادی شدہ عورتوں کے اعضاء جنسی پر جتنے آپریشن کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر ایسی نکلتی ہیں جن میں سوزاک کا اثر پایا جاتا ہے۔ ❶

یورپی معاشرے میں خاندانی زندگی اور ازدواجی تعلقات میں ناکامی

نفس پرستی، ازدواجی ذمہ داریوں سے نفرت، خاندانی زندگی سے بیزاری اور ازدواجی تعلقات کی ناپائیداری نے عورت کے اس فطری جذبہ مادری کو قریب قریب فنا کر دیا ہے، جو نسوانی جذبات میں سب سے زیادہ اشرف واعلی روحانی جذبہ ہے اور جس کے بقا پر نہ صرف تمدن وتہذیب، بلکہ انسانیت کے بقا کا انحصار ہے، منعِ حمل، اسقاطِ حمل اور قتلِ اطفال اسی جذبہ کی موت سے پیدا ہوئے ہیں۔ منعِ حمل کی معلومات ہر قسم کی قانونی پابندیوں کے باوجود امریکہ میں ہر جوان لڑکی اور لڑکے کو حاصل ہیں، مانعِ حمل دوائیں اور آلات بھی آزادی کے ساتھ دکانوں پر فروخت ہوتے ہیں، عام آزاد عورتیں تو درکنار کالجوں کی لڑکیاں بھی اسی سامان کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتی ہیں تا کہ اگر

❶ پردہ: امراضِ خبیثہ، ص۹۲

ان کا دوست اتفاقاً اپنا سامان بھول آئے تو ایک پر لطف شام ضائع نہ ہونے پائے۔

جج لنڈ سے لکھتا ہے:

ہائی اسکول کی کم عمر والی ۴۹۵ لڑکیاں جنہوں نے خود مجھ سے اقرار کیا کہ ان کو لڑکوں کے صنفی تعلقات کا تجربہ ہو چکا ہے، ان میں سے صرف ۱۲۵ ایسی تھیں جن کو حمل ٹھہر گیا تھا، باقیوں میں سے بعض تو اتفاقاً بچ گئی تھیں لیکن اکثر کو منعِ حمل کی موثر تدابیر کا کافی علم تھا، یہ واقفیت ان میں اتنی عام ہو چکی ہے کہ لوگوں کو اس کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔

کنواری لڑکیاں ان تدابیر کو اس لئے استعمال کرتی ہیں کہ ان کی آزادی میں فرق نہ آئے، شادی شدہ عورتیں اس لئے ان سے استفادہ کرتی ہیں کہ بچہ کی پیدائش سے نہ صرف ان پر تربیت اور تعلیم کا بار پڑ جاتا ہے بلکہ شوہر کو طلاق دینے کی آزادی میں بھی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تمام عورتیں اس لئے ماں بننے سے نفرت کرنے لگی ہیں کہ زندگی کا پورا لطف اُٹھانے کے لئے ان کو اس جنجال سے بچنے کی ضرورت ہے، نیز اس لئے بھی کہ ان کے نزدیک بچے جننے سے ان کے حسن میں فرق آجاتا ہے۔

بہر حال اسباب خواہ کچھ بھی ہوں، ۹۵ فیصد تعلقات مرد وزن ایسے ہیں جن میں اس تعلق کے فطری نتیجہ کو منع حمل کی تدبیروں سے روک دیا جاتا ہے، باقی ماندہ پانچ فی صد حوادث جن میں اتفاقاً حمل قرار پا جاتا ہے، ان کے لئے اسقاط اور قتلِ اطفال کی تدبیریں موجود ہیں، لنڈ سے کا بیان ہے کہ امریکہ میں ہر سال کم از کم (۱۵) پندرہ لاکھ حمل ساقط کئے جاتے ہیں اور ہزارہا بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ ❶

قارئینِ کرام کو ان چند اقتباسات سے بے حیائی، فحاشی اور عریانیت کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہوگا۔

---

❶ پردہ: قومی خودکشی، ص ۹۴، ۹۵

بے حیائی اور اسراف کے سبب بیٹا ذہنی توازن کھوگیا اور خودکشی کرلی

ہماری مسجد کے ایک نمازی ہیں سلمان بھائی، انہوں نے مجھے اپنے علاقہ کا واقعہ سنایا کہ ہمارے علاقہ کے اندر ایک شادی ہوئی، اِس میں نہایت بے حیائی، موسیقی اور بے پردگی تھی، اس سے بڑھ کر دولہے کے والد نے یہ کیا کہ ایک رائیفل لی اور رائیفل کے سامنے جو گولی مارتا تھا تو نوٹ رکھتا تھا، کبھی سو روپے کا نوٹ رکھ کر گولی چلاتا، کبھی پانچ سو کا نوٹ رکھ کر گولی چلاتا، کبھی ہزار کا نوٹ رکھ کر گولی چلاتا، اور کہتا کہ میرے بیٹے کی شادی ہے، بے حیائی اپنی جگہ، بے پردگی اور موسیقی الگ چل رہی ہے اور ادھر یہ رائیفل پر پیسے رکھ کر گولیاں چلا رہا ہے، شریعت کے احکامات کو توڑا، ہفتہ بھی نہیں گزرا نوجوان بیٹا، سمجھدار بیٹا کہ جس کے اندر گویا اس کی روح پڑی تھی اسے دیکھ کر خوش ہوتا تھا، یہ بیٹا صبح کے وقت اٹھا اور کنواں کے پاس گیا، کنواں میں چلانگ لگائی اور مر گیا، تلاش کرتے رہے بیٹا نہ ملا، آخر کار دیکھا ایک جگہ جوتیاں پڑیں ہیں، تو اندر کسی کو اتارا گیا تو دیکھا بیٹے کی لاش تھی، بیٹا ذہنی توازن کھوگیا تھا، اور اس کنواں میں چلانگ لگا کر خودکشی کرلی، یہ وہی کنواں تھا جہاں اس کے قریب اس کے والد نے رائیفل کے ذریعے دولت کی ناقدری کی تھی۔ تو بے حیائی اور اسراف کا عبرتناک انجام سامنے آگیا۔

یاد رکھیں کہ اللہ کے ہاں انصاف ہے، اللہ عادل ہے جیسی زندگی ہوگی اللہ ویسا ہی بدلہ دے گا، اطاعت پر بدلہ دے گا اور گناہ پر سزا دے گا، اللہ نے اس سے پہلے لوگوں کے واقعات ہمیں سنائے، اللہ نے ان کو سزائیں دیں، قوم عاد اور قوم ثمود تھی جن کے قد ساٹھ ساٹھ فٹ لمبے ہوا کرتے تھے، تین سو سال کی عمر میں وہ ہوش سنبھالتے تھے، پہاڑوں کو تراش کر انہوں نے گھر بنائے تھے، وہ کہتے تھے ہم پر کیسے عذاب آئے گا؟ جب عذاب الٰہی آیا تو کوئی بھی باقی نہ بچا۔

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ﴾ (الحاقۃ:۸)

ترجمہ: اب کیا ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے؟

ان کے قد اس طرح تھے جس طرح کھجور کے تنے ہوں، ساٹھ ساٹھ ہاتھ ان کا قد تھا، میرے اور آپ کا قد پانچ اور چھ فٹ، چھ فٹ کا انسان رب کی نافرمانی کر رہا ہے، اس رب کی جو کائنات کا بنانے والا ہے، لیکن رب العالمین بھی کس قدر حلیم ہے کہ فوراً سزا نہیں دیتا، آج ہمارا نوکر ہماری ایک دن بات نہ مانے، دوسرے دن نہ مانے، تیسرے دن نہ مانے نوکری سے نکال دیتے ہیں، لیکن رب العالمین ہمارے سب گناہوں سے واقف ہو کر بھی ہم پر پردہ ڈالتا ہے، مہلت دیتا ہے، لیکن نادان انسان اس کو اپنی چالاکی سمجھتا ہے، اور اپنی جوانی پر گھمنڈ کرتا ہے، اور پھر جب قدرتِ خداوندی کی طرف سے گرفت آتی ہے تو کوئی مال وجاہ اور افراد کام نہیں آتے، سب کے سب دھرے رہ جاتے ہیں، اور انسان عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر دوسروں کے لئے عبرتناک کا نشان بن جاتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو حیاء و پاک دامنی، عفت وعصمت کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ڈراموں اور فلموں میں فحاشی پھیلانے والے اداکاروں کا عبرتناک انجام

بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النور:۱۹)

ترجمہ: یاد رکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بیحیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال ہے اور اللہ بڑا شفیق بڑا مہربان ہے (تو تم بھی نہ بچتے)

اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ مختلف مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اسلامی معاشرے میں فحاشی پھیلانے والے مجرم ہیں اور انہیں دنیا میں بھی سزا ملنی چاہیے اور ایک اسلامی حکومت کو ان کا محاسبہ کرنا چاہیے، لیکن غور کریں اور کھلی آنکھوں سے بغور مشاہدہ کریں تو فحاشی و عریانی کا ارتکاب کرنے والے اور اس کو پھیلانے والے لازمی دنیا میں بھی ''مکافاتِ عمل'' کی زد میں آتے ہیں۔ اس ضمن میں میرے سامنے بہت سے واقعات ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

مثال کے طور پر سینما مالکان کی زندگیوں میں سکون نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، یہ لوگ خاندانی حوالے سے طرح طرح کے مسائل اور امراض میں مبتلا ہوتے ہیں، ان کی اولادیں آوارہ اور نالائق ہوتی ہیں اور پورے خاندان میں لڑائی جھگڑے اور باہمی بغض و عداوت کا دور دورہ ہوتا ہے حتی کہ ایسے سینما مالکان جو رفاہی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور خلق خدا کے لئے نفع بخش بننے کی کوشش کرتے ہیں، وہ بھی کسی نہ کسی حوالے سے اس کے وبال سے محفوظ نہیں رہتے۔

سینما کے ذریعے بے حیائی پھیلانے والے شخص کی بھیانک زندگی

میرے سامنے ''نوائے وقت'' مورخہ ۲۰۰۸-۱۱-۲۴ء کا ایک تراشہ پڑا ہے، یہ حافظ آباد کے ایک شخص رائے محمد شفیع کا ایک مرسلہ ہے، اس میں موصوف نے اپنے مسائل اور پریشانیوں کا رونا رویا ہے، اس نے لکھا ہے کہ میں تحریکِ پاکستان کا ایوارڈ یافتہ

کارکن ہوں اور ۱۹۴۸ء میں جہادِ کشمیر میں حصہ لے چکا ہوں، گورنمنٹ گرلز کالج گوجرانولہ کے ہوسٹل کی تعمیر میں میرا حصہ سب سے زیادہ تھا، میں نے حافظ آباد میں ایجوکیشن ایڈ کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے گرلز ہائی اسکولوں کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا اور گرلز کالج بھی بنوایا، میں نے حافظ آباد میں معذور لوگوں کی عید ملن پارٹی کا آغاز کیا، لیکن میرے ساتھ سخت ظلم ہوا ہے، میرے بھتیجوں نے میری زرعی زمین پر، مکان اور پلاٹوں پر، ویگن سٹینڈ اور میرج ہال پر قبضہ کرلیا ہے، مجھے بزور حافظ آباد سے نکال دیا ہے اور اب میں گلبرگ لاہور میں بے بسی کی زندگی گزار رہا ہوں، براہِ کرم میری مدد کی جائے اور میری جائیداد واگزار کرائی جائے۔

مکتوب نگار نے مزید لکھا ہے: میری بیگم لندن یونیورسٹی سے مسلم فیملی ''لا'' میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور ڈیڑھ سال سے بیمار اور صاحب فراش ہے، میرا ایک ہی بیٹا ہے، وہ بھی عرصہ سے بیمار رہتا ہے۔

اس مکتوب کے آخر میں رائے محمد شفیع کا موبائل نمبر بھی لکھا تھا، میں نے فون کیا اور معلوم کیا کہ ان کے بیٹے کو کیا تکلیف ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ کسی ذہنی مرض میں مبتلا ہے، دو بار اس کی شادی کی ہے مگر دونوں بار ناکام رہی ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، گویا موصوف کی نسل چلنے کا کوئی امکان نہیں رہا۔

قارئین گرامی میں یہ خط پڑھ کر جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ مکتوب نگار نے حافظ آباد میں قیام پاکستان کے فوراً بعد ایک سینما تعمیر کرلیا تھا اور اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں فحاشی اور بے حیائی کی کھلم کھلا اشاعت شروع کردی تھی، بس اسی گناہ کا وبال ہے جو اسے لے بیٹھا ہے، بیوی ڈیڑھ سال سے معذوری کی زندگی گزار رہی ہے، بیٹا ذہنی مریض اور لاولد ہے اور ساری جائیداد پر اپنوں نے قبضہ کر کے اسے

شہر بدر کر دیا ہے، یہ دنیا کے ''عذابِ الیم'' کا ایک ہلکا سا نقشہ ہے جو فحش کی اشاعت کے صلے میں سامنے آیا ہے اور جس کی وعید آیتِ بالا میں دی گئی ہے۔ ❶

فحاشی پھیلانے والوں کی اولادوں کی زندگی جہالت اور نشے میں گزری

نشاط سینما مرید کے ۱۹۶۵ء میں تعمیر ا ہوا، اس کے مالکان دو بھائی تاج دین اور دین محمد (ٹُور راجپوت) تھے، وہ اس علاقے کے بڑے زمیندار تھے اور مختلف دیہات میں ان کی چار مربعے زرعی زمین تھی، محمود بوٹی بند روڈ لاہور میں ان کی شہری جائیداد بھی تھی، اس طرح یہ لوگ بہت خوشحال تھے، اور دنیا جہاں کی ساری سہولتیں اور آسائشیں انہیں حاصل تھیں یعنی ٹریکٹر ٹرالی، گاڑی، ٹیوب ویل، جانور، نوکر چاکر۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۵ء تک نشاط سینما خوب چلا اور اس کے مالکان نے بہت پیسہ بنایا، مگر پھر اللہ کا قانونِ مکافات حرکت میں آ گیا اور سینما کو اور اس خاندان کو زوال نے آلیا اور اب تو حالت یہ ہوگئی ہے کہ سب کچھ برباد ہو گیا ہے، ساری زمینیں، جائیداد، ٹریکٹر ٹرالی، مال مویشی سب کچھ ختم ہو گیا ہے حتی کہ سینما کی آدھی جگہ بھی فروخت ہو چکی ہے، مزید یہ ہوا کہ دونوں بھائیوں کی اولاد میں سے کوئی بھی تعلیم حاصل نہ کر سکا اور خاندان کے سارے ہی نوجوان نشے پر لگ گئے، ان کی صحتیں برباد ہو گئیں، عزت خاک میں مل گئی اور اس قدر کنگال ہوئے کہ جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے دونوں بھائیوں کے بیٹے بہت معمولی مزدوری کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں یعنی غلہ منڈی میں بوریاں ڈھو کر گزارہ کرتے ہیں۔

فحش کی اشاعت نے ان کی دنیا بھی برباد کر دی اور انہیں دین کے لائق بھی نہ چھوڑا، خسر الدنیا والآخرۃ۔ ❷

---

❶ مکافاتِ عمل: ص ۴۸۳، ۴۸۴

❷ مکافاتِ عمل: ص ۴۸۴، ۴۸۵

فلمی اداکارہ کی ناکام ازدواجی زندگی اور جوانی میں کینسر میں مبتلا ہو کر عبرتناک موت

نازیہ حسن اور زوہیب حسن بہن بھائی تھے، جو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں بالکل نوعمری میں پاپ موسیقی کی دنیا میں داخل ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے بے پناہ شہرت اور مقبولیت حاصل کر لی اور پاکستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کی فلمی دنیا پر چھا گئے، لیکن اللہ کی سنت کے مطابق نازیہ حقیقی سکون اور سچی مسرت سے ہمیشہ محروم رہی، اسے کینسر کا موذی مرض لاحق ہو گیا، لندن میں اس کا علاج ہوتا رہا اور کیموتھراپی سے نہ صرف اس کے سر کے بال جھڑ گئے بلکہ اس کا حلیہ بگڑ گیا اور صرف ۳۵ برس کی عمر میں وہ (۲۰۰۰-۸-۱۳ کو) موت سے ہمکنار ہو گئی۔

نازیہ نے کراچی کے ایک امیر آدمی اشتیاق بیگ سے شادی کی لیکن یہ شادی کامیاب نہ ہوئی، نازیہ نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ اشتیاق بیگ نے پہلے بھی شادیاں کی ہوئی تھیں، ایک بیوی کو طلاق دے رکھی تھی اور ایک فلپائنی عورت سے بھی شادی کی ہوئی تھی، اس کے ایک اداکارہ سے بھی علانیہ تعلقات تھے، گویا گھریلو سطح پر بھی شادی نے نازیہ کو کوئی سکون نہ دیا اور موت سے پانچ سال پہلے میاں بیوی میں علیحدگی ہو گئی۔ اس طرح بظاہر اپنی آواز اور حرکات کے ذریعے لوگوں میں خوشیاں بانٹنے والی لڑکی ساری عمر دُکھوں اور پریشانیوں کی آگ میں جلتی رہی اور عین جوانی میں لقمہ اجل بن گئی۔ ❶

اعلیٰ تعلیم یافتہ اداکارہ کو طلاق، بیٹا جوانی میں قتل اور نفسیاتی مرض میں مبتلا ہونا

روحی بانو پاکستان ٹی وی کی بہت خوبصورت اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اداکارہ تھی، اس نے گورنمنٹ کالج لاہور سے نفسیات میں ''ایم ایس سی'' کی ڈگری حاصل کی تھی، وہ غیر

❶ مکافات عمل: ص ۴۸۷، ۴۸۸

معمولی باصلاحیت فنکارہ تھی، چنانچہ اپنے حسن و جمال اورفن کے حوالے سے وہ ایک لمبے عرصے تک ٹی وی ناظرین میں بے حد مقبول رہی، لیکن اکثر اداکاراؤں کی طرح روحی بانو بھی ہمیشہ بدنصیبی کی نحوست میں مبتلا رہی، اسے زندگی کے کسی دور میں بھی سکون میسر نہ آیا حتی کہ وہ نفسیاتی مریض بن گئی اور اکلوتے بیٹے کے قتل کے بعد تو وہ مینٹل ہسپتال میں باقاعدہ زیرِ علاج رہی اور زندہ درگور ہوگئی۔

روحی بانو کا باپ ایک طبلہ نواز تھا، جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرلی تھی، چنانچہ موصوفہ نے ایسے ماحول میں پرورش پائی کہ جب وہ گورنمنٹ کالج میں پڑھتی تھی تو اس نے گلبرگ کے مغل ہوٹل میں ڈانس شروع کردیا تھا، بعدازاں اسی ہوٹل کے مالک اکرام شاہ سے اس نے شادی کرلی جس سے اس کا اکلوتا بیٹا علی پیدا ہوا، مگر یہ شادی کامیاب نہ ہوئی، اور روحی بانو نے اکرام شاہ سے طلاق لے لی اور ایک دوسری شادی کی مگر وہ بھی طلاق پر منتج ہوئی۔

روحی بانو کا ایک سرکاری افسر افتخار حسین شاہ سے بھی معاشقہ چلا، مگر اس میں بھی اسے شدید ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، اس کا اکلوتا بیٹا علی پرلے درجے کا نالائق اور آوارہ تھا، شراب پیتا تھا اور بھاری قرض کے نیچے دب گیا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان ساری پریشانیوں اور عملی وذہنی حادثوں نے روحی بانو کو نفسیاتی مریض بنادیا اور وہ گھر پر بند ہوکر رہ گئی، اس کا فن اور مقبولیت سب کچھ داؤ پر لگ گیا اور اس کی بدنصیبی اس وقت اپنی انتہا پہ پہنچ گئی جب ٦ نومبر ۲۰۰۵ء کو اس کا بیٹا علی قتل کردیا گیا۔

گھریلو اور جذباتی زندگی کی مسلسل ناکامیوں نے روحی بانو کو نفسیاتی مریض تو پہلے ہی بنادیا تھا، مگر اکلوتے بیٹے کی موت نے اس کے حواس کو بالکل ہی معطل کردیا، اور اب وہ لمبے عرصے سے مصیبت، وحشت اور عبرت کا ایک لرزہ دینے والا نمونہ بن گئی ہے،

نہ زندوں میں، نہ مردوں میں، پل پل مرتی ہے پل پل جیتی ہے، دنیا میں اس سے زیادہ تنہا اور بے بس کوئی نہیں، ماں مرچکی ہے، ایک بہن ہے جو انگلینڈ میں مقیم ہے اور بھائی کی نعمت سے محروم ہے، خدا دشمن کو بھی ایسے حالات سے دوچار نہ کرے۔

بدنصیبی، رسوائی اور ناآسودگی کی یہ داستان صرف نازیہ حسن، روحی بانو اور مدھوبالا تک ہی محدود نہیں، بلکہ اس طبقہ کی جس خاتون کی زندگی کا بھی مطالعہ ومشاہدہ کیا جائے، وہاں حیرت انگیز طور پر حالات یکساں نظر آتے ہیں، یہ خواتین جو اپنی اداکاری سے اپنے ناظرین میں مصنوعی خوشیاں بانٹتی رہیں، اپنے کردار اور اعمال کی وجہ سے سچی مسرتوں سے ہمیشہ محروم رہیں اور شدید ترین پریشانیوں کا سامان کرتے ہوئے عین جوانی کی عمر میں موت کے گھاٹ اتر گئیں۔ ❶

فلمی اداکار ازدواجی زندگی کے سکون سے محروم رہے

۱...... پیپلز پارٹی سے وابستہ ایک ممتاز سیاست دان کی اداکارہ بیٹی زیبا بختیار کی پہلی شادی ناکام رہی اور طلاق پر منتج ہوئی، اس نے دوسری شادی مشہور پاپ سنگر عدنان سمیع سے کی، ان کا بھی ایک بیٹا ''اذان'' ہے، مگر یہ شادی بھی بری طرح ناکام ہوئی اور اب زیبا بختیار لمبے عرصے سے اکلوتے بیٹے کے ساتھ غمزدہ زندگی گزار رہی ہے۔

۲...... ماضی کی مشہور ومقبول اداکارہ دیبا بھی اسی نوعیت کے حادثے سے دوچار ہوئی، اس کی شادی بھی ناکام رہی، اس کا بھی ایک بیٹا ہے اور وہ بھی حسرت بھری زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ❷

۳...... حمیرا چودھری اداکارہ اور گلوکارہ ہے، مشہور اداکار عابد علی سے لو میرج کی، مگر

❶ مکافات عمل: ص ۴۸۸

❷ مکافات عمل: ص ۴۹۰، ۴۹۱

عابدعلی نے بیوفائی کی، اس کے بہت سی لڑکیوں سے تعلقات تھے اور اس نے دوسری شادی بھی کرلی تھی، اس لئے حمیرا نے طلاق لے لی۔

حمیرا چودھری کا اپنا مکان کوئی نہیں، کرائے کے مکان بدل بدل کر تنگ آ چکی ہے، تین بیٹیاں ہیں، بڑی مریم ہے جو ڈراموں میں کام کرتی ہے، اس کی شادی ہوئی مگر طلاق ہوگئی اور وہ ماں کے پاس آ گئی ہے۔

دوسری بیٹی ایمان علی، ماڈل اور اداکارہ ہے، بیمار رہتی ہے، نروس بریک ڈاؤن میں مبتلا ہے، ہندوستان سے بھی علاج کرا کے آئی ہے۔ ❶

۴...... ماضی کی بہت خوبصورت اداکارہ، یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں، سب ناکام رہیں، اولاد سے محروم رہی، بہت دولت تھی مگر سب عیش وعشرت میں غارت ہوگئی، ۱۹۸۲ء میں ساٹھ سال کی عمر میں موہنی روڈ کے ایک تنگ وتاریک مکان میں وفات پائی۔ آخری عمر میں بھانجے کے پاس رہتی تھی۔ ❷

فلمی اداکار لا علاج بیماریوں میں مبتلا ہوکر وحشت کی زندگی گزارتا رہا

پنجابی فلموں کا اداکار اور مشہور ولّن تھا، بھاری تن وتوش کا حامل قد آور شخص تھا، وہ آج ۲۰۰۷-۱۲-۱۲ کو فوت ہوگیا۔ روزنامہ ''ایکسپریس'' اور ''نوائے وقت'' کے مطابق وہ آٹھ سال تک فالج میں مبتلا رہا، اسے شوگر تھی، گنگرین کی وجہ سے بائیں ٹانگ کٹ گئی تھی، سماعت بہت کمزور ہوگئی تھی اور بینائی بھی۔ بیوی دس سال پہلے فوت ہوگئی تھی، دو بیٹے تھے دونوں امریکہ میں رہتے ہیں، گھر میں ایک نوکر کے ساتھ بالکل یک وتنہا رہتا تھا، بیماری کے اس سارے عرصے میں فلمی دنیا کا کوئی فرد اس کی عیادت کے لئے نہ

❶ مکافات عمل: ص۴۹۱

❷ مکافات عمل: ص۴۹۱

آیا۔ ❶

فلمی اداکاروں کی مصائب بھری زندگی اور لاعلاج بیماریاں

۱......احمد رشدی ایشیا کا پہلا پاپ سنگر تھا، ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوا، صرف ۴۵ سال کی عمر میں ۱۹۸۳ء میں فوت ہو گیا، وفات سے قبل مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ ❷

۲......وحید مراد پاکستان کی فلمی دنیا کا مقبول ترین اور بہت خوبصورت اداکار تھا، ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوا، مقبولیت، شہرت اور دولت کے باوجود سراپا غم تھا، بیوی بچوں کو لے کر امریکہ چلی گئی اور تنہائی کے احساس نے اسے زندہ درگور کر دیا۔ ۱۹۸۳ء میں پے در پے حادثات سے دوچار ہوا، جنوری میں السر کا آپریشن ہوا، ستمبر میں کار گڑھے میں گر گئی اور شدید زخمی ہوا، نومبر میں ایک منہ بولی بہن کے گھر میں مقیم تھا، جب ہارٹ اٹیک سے زندگی ہار گیا۔ ❸

۳......مشہور اداکارہ اور رقاصہ ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئی ہے، بے شمار فلموں میں کام کیا، بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل کی، یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں لیکن سب ناکام ہوئیں، مسلسل پریشانیوں نے اسے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا کر دیا اور وہ ۴۶ سال کی عمر میں وفات پا گئی۔ ❹

۴......عندلیب بہت خوبصورت اور مقبول اداکارہ، سالہا سال تک ٹی وی کی فضا پر

---

❶ مکافات عمل: ص۴۹۲

❷ مکافات عمل: ص۴۹۲

❸ مکافات عمل: ص۴۹۳

❹ مکافات عمل: ص۴۹۳

چھائی رہی، اس کے تعلقات سیالکوٹ کے ایک صنعت کار حنیف گھمن سے تھے، جس نے کسی بات پر ناراض ہوکر اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا جس سے اس کی شخصیت مسخ ہوگئی اور وہ فلمی دنیا سے خارج ہوگئی۔

بیرونِ ملک سے پلاسٹک سرجری کرانے کے بعد عندلیب نے سیالکوٹ ہی کے ایک شخص علی سے شادی کرلی، لیکن اب دونوں میاں بیوی میں شدید اختلافات پیدا ہوگئے ہیں، اور وہ دوبارہ فلمی دنیا میں داخلے کے لئے کوشش کررہی ہے۔ ❶

شادی کے موقع پر بے پردگی اور بے حیائی کا بھیانک انجام

شادی میں بے حیائی کی وجہ سے چھ ماہ بعد ہی طلاق ہوگئی

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب میرے کلاس فیلو اور دوست ہیں، ۱۹۶۷ء میں ڈھاکا سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد انہیں سعودی عرب میں ملازمت مل گئی اور وہ کئی سال تک وہاں کسی شہزادے کے ذاتی معالج کی حیثیت سے متعین رہے، چنانچہ انہوں نے خوب دولت کمائی لیکن بالآخر ۸۳۔۱۹۸۲ء میں وہ واپس وطن آگئے اور لاہور میں مستقل اقامت اختیار کرلی، یہاں انہوں نے ایک معروف بستی میں مکان خریدلیا، قریب ہی ذاتی ہسپتال بنالیا اور اس طرح آسودگی کی زندگی گزارنے لگے۔

ڈاکٹر صاحب کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے، انہوں نے بڑی بیٹی کی شادی اپنی بیگم کے سگے بھتیجے سے ۱۹۸۵ء میں کی، دولہا میاں نے مطالبہ کیا کہ اس کی بارات ہلٹن ہوٹل میں اترے گی، چنانچہ وزیرآباد سے تین سو باراتیوں کی فوج ظفر موج ہلٹن میں وارد ہوئی، ڈاکٹر صاحب نے مجھے بھی مع خاندان شمولیت کی دعوت دی تھی۔

---

❶ مکافات عمل: ص ۴۹۳، ۴۹۴

میں نے مختلف ہوٹلوں میں شادی کی کئی تقریبات میں شرکت کی ہے، لیکن یہ تقریب منفرد اور یکتا تھی، ڈاکٹر عبد العلیم نے خوب دل کھول کر پیسہ لٹایا تھا، کھانوں کی اتنی ورائٹی اور کثرت میں نے کبھی کہیں نہیں دیکھی۔ آٹھ قسم کی تو میٹھی چیزیں تھیں، ہر قسم کے گوشت تھے اور پوری محفل رنگ ونور میں نہائی ہوئی تھی، لیکن میرے لئے جو منظر بے حد تعجب اور تکلیف کا سبب بنا وہ دلہن اور ڈاکٹر صاحب کے خاندان کے جلوس کی آمد کا انداز ہے، انتہائی تیز روشنیوں اور کیمروں کے جلو میں دلہن ہال میں داخل ہوئی، مکمل میک اپ اور مکمل بے پردگی، اس کے پیچھے ڈاکٹر صاحب کی بیگم گلے میں دوپٹہ ڈالے اور بال کھولے چل رہی تھی اور اس کے پہلو میں ان کی چھوٹی جوان بیٹی دلہن ہی کا مثّنیٰ بنی خراماں خراماں چل رہی تھی، اس کے بھی بال کھلے تھے اور لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ سینکڑوں لوگوں کو دعوتِ نظارہ دے رہی تھی، ان کے عقب میں ڈاکٹر صاحب نوعمر بیٹے کے ساتھ شرمندہ شرمندہ سے سر جھکائے چہل قدمی کے انداز میں محوِ خرام تھے۔ کھانے سے فارغ ہوکر میں نے ڈاکٹر صاحب سے الوداعی ملاقات کی، ان کا شکریہ ادا کیا اور شکایت کی: ڈاکٹر صاحب آپ اتنا عرصہ سعودی عرب میں رہے ہیں، دینی مزاج رکھتے ہیں، پھر آپ نے یہ حرکت کیوں کی؟ بے پردگی اور نمائش کا یہ مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ڈاکٹر صاحب بہت شرمندہ ہوئے، کہنے لگے: ہم یہاں نئے نئے آئے ہیں، محلے والوں نے جیسے مشورہ دیا ہم نے عمل کرلیا لیکن اب تو یہ رسمیں اس معاشرے کا ضروری حصہ بن گئی ہیں، ان سے بچنا ممکن نہیں رہا ہے۔ میں نے کہا: لیکن ایک پڑھے لکھے دیندار شخص کو ان سے احتراز کرنا چاہیے تھا، یہ باتیں اللہ کو پسند نہیں ہیں، میں اپنا فرض ادا کر کے واپس آگیا اور بہت دیر تک ڈاکٹر صاحب سے ملنے کو جی نہ چاہا۔ تقریباً ایک سال گزر گیا، میں ایک مرتبہ اتفاق سے اس بستی میں گیا

جہاں ڈاکٹر صاحب کا گھر اور ہسپتال تھا تو موصوف سے بھی ملاقات ہوگئی، میں نے خیر خیریت دریافت کی اور خصوصاً اس بیٹی کے بارے میں پوچھا جس کی گزشتہ برس شادی ہوئی تھی، تو ڈاکٹر صاحب بہت پریشان ہوئے، آہ بھر کر بولے: اس بے چاری کا کیا پوچھتے ہو، اسے تو چھ ماہ بعد ہی طلاق ہوگئی تھی۔

مجھے جیسے کرنٹ لگا، بے اختیار منہ سے نکلا ''إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' مگر یہ حادثہ کیوں ہوا؟ دولہا تو آپ کا قریبی عزیز تھا، آپ کی بیگم کا سگا بھتیجا تھا۔ انہوں نے کہا: یہی تو المیہ ہے فاروق صاحب، یہی تو پُراسرار بات ہے کہ اس ظالم نے کھڑے کھڑے تین طلاقیں دے دیں، کہہ دیا کہ مجھے یہ لڑکی پسند نہیں حالانکہ وہ اس کے لئے ہرگز اجنبی نہیں تھی، اور شادی سے پہلے اس نے اسے بارہا دیکھا تھا لیکن تقدیر اٹل ہے، اس پر کسی کا بس نہیں۔ صدمے سے اور احساسِ عبرت سے میری زبان گنگ ہوگئی، میں خاموش رہا لیکن کاش میں ڈاکٹر صاحب کو بتا سکتا کہ نہیں حضرت اللہ کی تقدیر اندھی بہری نہیں ہے، یہ انسانوں کے اچھے برے اعمال کے تناظر میں حرکت کرتی ہے، ایک شخص سب کچھ جانتے بوجھتے، معلومات رکھتے ہوئے اگر اللہ کی بغاوت پر تُل جائے اور تہیّہ کرلے کہ وہ خالقِ اکبر کے قوانین کا مذاق اڑائے گا، تو پھر اللہ کی رحمت ایسے شخص سے روٹھ جایا کرتی ہے، پھر پریشانیاں اور مشکلات ایسے راستوں سے اس پر حملہ آور ہوتی ہیں کہ جن کا عام حالات میں تصوّر تک نہیں کیا جا سکتا۔ (1)

دیکھیں موسیقی، بے پردگی اور بے حیائی کا کیسا بھیانک انجام ہوا کہ چھ ماہ بعد طلاق ہوگئی، شریعت کے احکامات کو توڑ کر کوئی شخص کسی پَل چین واطمینان نہیں پا سکتا، عموماً ایسی شادیاں دیرپا نہیں ہوتیں، جانبین کو آپس میں محبت نصیب نہیں ہوتی، آئے دن

(1) مکافاتِ عمل: ص۲۶۶ تا ۲۶۸

زندگی الجھنوں اور پریشانیوں میں گزرجاتی ہے۔اللہ اوراس کے حبیب کوناراض کرکے بھلاکوئی سکون پاسکتا ہے؟

شادی میں بے حیائی کے سبب دولہا ہیروئن کے نشہ میں لگ گیا

ڈاکٹرعبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ میرے بچپن کے ایک دوست علامہ اقبال ٹاؤن میں رہتے ہیں، میں انہیں ملنے کے لئے گاہے گاہے جاتا رہتا ہوں۔ایک مرتبہ انہوں نے بتایا کہ ان کے عین پڑوس میں شیخوپورہ کے ایک سندھیلہ خاندان نے ایک مکان خریدلیا ہے، یہ خاندان بہت امیر تھا، تین مختلف اضلاع میں ان کی زمینیں تھیں، اینٹوں کے بھٹے تھےاورکولڈسٹوریج بھی تھے،اقبال ٹاؤن والا مکان انہوں نے محض ریسٹ ہاؤس کے طور پرخریدا تھا، وہ مہینے میں ایک آدھ بار آتے تھے، سیر اورتفریح کرتے تھے،داتا صاحب پرحاضری دیتے تھےاورچلے جاتے تھے۔

بظاہر یہ لوگ مذہبی تھے، خاتونِ خانہ نمازی تھی مگران کی دینداری محض رسمی نمازوں، جمعرات کےختموں، گیارہویں کی نذراورداتا صاحب کی حاضری تک محدود تھی، ورنہ ان کا ساراطرزِ زندگی روایتی دنیادارزمینداروں والا تھا۔میرے دوست نے بتایا کہ اس خاندان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، انہوں نے بڑے بیٹے کی شادی غیر معمولی دھوم دھام سے کی،سینکڑوں لوگ بارات میں اور ہزاروں ولیمے میں شامل ہوئے،میوزیکل بینڈ تو تھا ہی لیکن انفرادیت پیدا کرنے کے لئے طوائفوں کا مجرا بھی ہوااوریہ شغل رات بھرجاری رہا،شراب خوب چلی اورنوجوان جاٹوں نے دل کی ہرتمنا پوری کی۔اس علانیہ اورکھلم کھلا بدعملی کا وبال یہ پڑا کہ جس لڑکے کی شادی تھی اسے کچھ ہی عرصہ کے بعد ہیروئن کی چاٹ لگ گئی،اوروہ عادی نشی بن گیا،نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بیوی روٹھ کر والدین کے ہاں چلی گئی اوروہاں اس نے خلع کا مقدمہ دائرکردیا، بڑی

بیٹی کی شادی ہوئی تو اس کے دو بچے یکے بعد دیگرے ذہنی اعتبار سے معذور پیدا ہوئے، چھوٹی کی شادی ہوئی تو وہ اولاد سے محروم رہی۔ ❶

دیکھیں بے پردگی، فحاشی اور بے حیائی کا دنیاوی کیسا بھیانک اور عبرتناک انجام سامنے آیا کہ دولہا ہیروئن کے نشے میں لگ گیا، لڑکی نے خلع لے لیا، بیٹی کی شادی سے بچے ذہنی معذور پیدا ہوئے اور چھوٹی بیٹی شادی کے بعد اولاد سے محروم رہی، یہ ہے اللہ کی نافرمانی کا بھیانک انجام۔

شادی میں بے حیائی اور موسیقی کے سبب زندگی مصائب اور پریشانیوں میں گزری

ڈاکٹر عبد الغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ قمر بھٹی مرحوم میرے بہت اچھے دوست تھے، محنتی، خوش اخلاق، دیانت دار تھے، پیکو میں سب انجینئر تھے، ملازمت سے فارغ ہوکر سہ پہر کو گھر آتے تو آٹے کی چکی چلاتے اور تہہ بند باندھ کر آٹا پیسنے میں لگ جاتے اور خلق خدا کی خدمت کرتے اور یہی بات ہماری دوستی کا سبب بن گئی کہ میں ان دنوں اکٹھی گندم خرید لیتا تھا اور ہر پندرہ روز بعد انکی چکی سے پسوالیا کرتا تھا۔

بھٹی صاحب میں بہت ہی خوبیاں تھیں لیکن دینی اعتبار سے وہ ایک بے عمل آدمی تھے اور مسجد سے ان کا تعلق بہت ہی کمزور تھا، ملاقاتوں میں انہیں توجہ بھی دلاتا لیکن ان کی طبیعت ادھر مائل نہ ہوئی، ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، بڑی بیٹی کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی، بارات ان کی سگی بہن کے گھر سے آئی تھی، رات کو بارات بڑی تاخیر سے آئی اور باراتیوں نے کم از کم آدھ گھنٹے تک شادی گھر کے سامنے رُک کر ڈھول کی تھاپ پر خوب بھنگڑا ڈالا، دولہا کے دوستوں نے اپنی فتح مندی کا ڈٹ

❶ مکافات عمل: ص ۲۷۰

کر مظاہرہ کیا، خوب بنکارے، خوب چیخے اورتو اور بھٹی صاحب کی بہن یعنی دولہا کی ماں بھی درمیان میں کود پڑی، وہ بھی بھنگڑا ڈالنے لگی اوراس نے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کراسے بھی بھینچ لیا اور دونوں بہن بھائی مل کرنا چنے گئے، باراتی خوب خوب لطف اندوز ہوئے، ایسی خوش مزاجی اور محبت ویگانگت کا منظرکسی نے کاہے کو دیکھا ہوگا۔

شادی کا ہنگامہ ختم ہوا، چند ہفتوں کے بعد بھٹی صاحب سے ملاقات ہوئی تو بے حد افسردہ نظر آئے، پوچھا: خیریت تو ہے، بتایا کہ خیریت نہیں ہے، میرے بھانجے داماد نے ہم سے صریحاً دھوکا کیا ہے، انکشاف یہ ہوا ہے کہ اس نے خفیہ طور پر ایک فلمی اداکارہ کے ساتھ شادی کررکھی ہےاوراس کا عمل ہماری بیٹی کے ساتھ اچھانہیں ہے۔ بھٹی صاحب کا داماد فوٹو گرافر تھااور فلمی دنیا کے ساتھ اس کے مراسم بڑے گہرے تھے۔

بڑی بیٹی کی شادی کے تقریباً تین سال کے بعد بھٹی صاحب نے جاوید کی شادی کی تو ولیمے پر ایک میوزک گروپ کی خدمات حاصل کیں۔ تقریب کا ماحول مخلوط تھااور پردے کا معمولی سا بھی اہتمام نہیں کیا گیا تھا، خواتین کی غالب اکثریت کے چہرے اورسر کھلے تھے، حیرت ہوئی کہ میوزک گروپ کے سب نوجوان خوبصورت، باوقاراورصحت مند تھےاورصاف محسوس ہوتا تھا کہ پڑھے لکھے، کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے میرج ہال کے وسیع وعریض قیمت میں ہرطرح کےاردو، پنجابی گانے پیش کئے، میں کچھ دیر تک حیرت اورعبرت سے یہ منظر دیکھتا رہااور پھر دل گرفتگی کے ساتھ اٹھ کرآ گیا۔

اس واقعے کے چندمہینوں کے بعد بھٹی صاحب کی بہن فوت ہوگئی تو میں تعزیت کے لئے ان کے گھر پر گیا، انہوں نے بتایا کہ جاوید نے ہمیں سخت مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے، اس نے اوپر اپنے کمرے میں ڈش لگوائی ہے۔ (یہ ملاقات اکتوبر کو ہوئی تھی اور

اس زمانے میں ڈش کا رواج عام نہیں ہوا تھا) دونوں میاں بیوی فلمیں دیکھتے رہتے ہیں اور میری چھوٹی بیٹی بھی وہی چلی جاتی ہے، خطرہ ہے کہ یہ ماحول اس کے ذہن کو بھی متاثر نہ کر دے۔ بھٹی صاحب نے مزید بتایا کہ جاوید کی نظر میری گاڑی پر بھی ہے اور اصرار کر رہا ہے کہ گاڑی اس کے حوالے کر دی جائے اور اس حوالے سے بدتمیزی اور اکھڑ پن کا مظاہرہ بھی کر رہا ہے۔

میں نے بھٹی صاحب کو احساس دلانے کی کوشش کی کہ یہ پریشانیاں اور مسائل اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ آپ نے شادیوں پر دینی تعلیمات کی خلاف ورزی کی تھی لیکن محسوس ہوتا تھا کہ میری باتوں کا ان پر چنداں اثر نہیں ہوا۔

افسوس بھٹی صاحب عملی اور دینی اعتبار سے مسائل کی دلدل میں دھنسے چلے گئے اور ساٹھ سال کی عمر سے پہلے ہی ایک روز دل کے حملے سے جان ہار گئے۔ ❶

دیکھیں! شادی میں اسلام کے احکامات توڑ کر کتنا نقصان کیا؟ اس لئے دل کے تختی پر لکھ دیں جس جگہ رب کا حکم ٹوٹے گا، جس جگہ امام الانبیاء کے ارشادات پر عمل نہیں ہوگا، وہاں کبھی بھی سکون واطمینان نہیں ہوگا، آئے دن ساس بہو کا جھگڑا، باپ بیٹے کا دست وگریبان ہونا، زوجین میں قلبی محبت کا نہ ہونا، اولاد سے محروم رہنا، یا اولاد کا نافرمان ہونا یہ سب بنیاد کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

شادی میں بے پردگی اور فحاشی کے سبب دو مہینوں میں طلاق ہوگئی

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ نعیم ڈار سائنس کالج میں میرے رفیق کار تھے، بحیثیت استاد تو وہ لائق اور دیانت دار نہیں تھے لیکن خوش مزاج تھے اور اوپر والوں کو راضی رکھنا جانتے تھے، میں صدر شعبہ تھا اور شاید میری خوشنودی کے لیے وہ اسلامیت

❶ مکافات عمل: ص ۲۷۱، ۲۷۲

کی تعریف وتوصیف بھی کرتے تھے لیکن میرا تاثر ہے کہ وہ باعمل مسلمان نہیں تھے اور ان کی طبیعت بار بار پھکڑ بازی کی طرف لڑھک جاتی تھی۔

ڈار صاحب کی شادی ہوئی تو انہوں نے مجھے بھی دعوت دی ،شادی ستمبر کی آخری تاریخوں میں تھی اور رات کو تھی، میں پروگرام کے مطابق عین بروقت گلشن راوی کے ایک میرج ہال میں پہنچ گیا لیکن ہال مکمل طور پر خالی تھا، ایک فرد بھی وہاں موجود نہ تھا، انتظار کر ہی رہا تھا کہ قریبی مسجد سے عشاء کی اذان بلند ہوئی، مجھے اطمینان ہوا اور میں مسجد میں چلا گیا، نماز پڑھی اور واپس ہال میں آیا تو اکا دکا لوگ آنے لگے اور کہیں ساڑھے دس بجے ہال بھر گیا، لیکن پھر عجیب منظر بنا، سٹیج سے صوفے وغیرہ ہٹائے گئے، وہاں طبلے، سارنگیاں اور موسیقی کے آلات سجائے گئے اور دو جوان لڑکیاں آکر تھرکنے لگیں۔

مجھے اس بد مذاقی پر سخت افسوس ہوا، عام طور پر پہلے مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور پھر اس طرح کی کارروائی کو انجام دیا جاتا ہے، پھر جس کا جی چاہتا ہے وہاں بیٹھتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے چلا جاتا ہے، مگر یہاں تو ان لوگوں نے گویا سب مہمانوں پر لازم کر دیا کہ پہلے یہ بیہودہ پروگرام دیکھو، پھر کھانا ملے گا، میں نے ایک لمحہ بھی سوچنے میں ضائع نہ کیا، ہیلمٹ اٹھایا، باہر نکلا موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور گھر آ گیا، اس وقت رات کے کم از کم ساڑھے گیارہ بج گئے تھے، گھر کا پکا ہوا کھانا کھایا اور سو گیا۔

نعیم ڈار نے جس بے حسی بلکہ بیہودگی کا مظاہرہ کیا تھا، اس کا خمیازہ اسے بہت جلد بھگتنا پڑا، وہ ایک بڑبولا آدمی تھا اور کوئی بات چھپا کر نہ رکھتا تھا، اس کی باتوں سے اور شدید ذہنی ٹینشن سے اندازہ ہوا کہ اسے جو بیوی ملی ہے وہ جھگڑالو اور اکھڑ مزاج ہے، ہر بات میں بحث کا انداز اختیار کر لیتی ہے، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے، ایک اسکول میں ٹیچر

ہے اور مرد و زن کی مساوات کی قائل ہے، اس لیے وہ بیوی کے لیے ہرگز ضروری نہیں سمجھتی کہ وہ خاوند کی خدمت کرے اور کچن میں مصروف ہے۔

ڈار کی باتوں سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ اس کی بیوی صحت مند نہیں ہے، کئی بیماریوں میں مبتلا ہے جس کے لیے اسے روزانہ ہی شام کو کسی نہ کسی ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے، ایک دن تو وہ سب ساتھیوں کی موجودگی میں رو ہی پڑا کہنے لگا: جان بڑے عذاب میں پھنس گئی ہے، بیوی وبال جان بن گئی ہے، اس نے کسی اعتبار سے بھی سکون نہیں بخشا، میں تنگ آ گیا ہوں میں اسے چھوڑ دوں گا اور بہت جلد طلاق دے دوں گا۔ اور واقعی اس نے ایسا کر دکھایا، اس طرح بمشکل دو مہینے گزرے تھے کہ نعیم ڈار لنڈورا ہو گیا، اسے شادی کے موقع پر روا رکھی جانے والی بدعملی لے بیٹھی، لاکھوں کی دولت بھی ضائع ہوئی، بیوی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا، عزت بھی برباد ہوئی اور مستقل پریشانی اس کا مقدر بن گئی۔ ❶

شادی میں موسیقی اور بے پردگی کے سبب اولاد سے محرومی اور ذہنی اذیتیں

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب ایک اور واقعہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر شمس بٹ دیال سنگھ کالج اور سائنس کالج میں میرے کولیگ تھے، خوش مزاج، خوش اخلاق اور مخلص انسان ہیں، بات بات میں چٹکلے چھوڑنے والے، فضا کو بہت خوشگوار رکھنے والے، پانچ سال پہلے ان کے بڑے بیٹے لقمان کی شادی تھی، مجھے وہ کارڈ دینا تو بھول گئے لیکن شادی کی سہ پہر کو انھوں نے فون کیا، بہت معذرتیں کیں اور نہایت اصرار کے ساتھ دعوت دی کہ میں آج شام کے بعد ان کے بیٹے کے ولیمے میں لازماً شرکت کروں، جب تک آپ نہیں آئیں گے میں کھانا شروع نہیں کراؤں گا، اگر آپ بے شمار لوگوں کو بھوکا

❶ مکافات عمل: ص ۲۶۸، ۲۶۹

نہیں رکھنا چاہتے ہو تو آپ کو ضرور آنا ہوگا، میں نے ان کی محبت اور اصرار کے آگے سپر ڈال دی اور شادی میں شرکت کے لیے چلا گیا، یوں بھی ان کا گھر میرے گھر سے زیادہ دور نہیں ہے اور یہ تو معاملہ ہی خلوص اور محبت کا تھا، ولیمے کا انتظام ان کے گھر کے قریب ہی کھلے پلاٹ میں کیا گیا تھا، جہازی سائز کے دو ٹینٹ نصب کئے گئے تھے، زمین پر مختلف رنگوں کے قالین بچھائے گئے تھے جن پر خوبصورت کرسیاں اور میز آراستہ کئے گئے تھے، تقریب کا مجموعی مزاج مخلوط تھا، اگر چہ ایک ٹینیٹ مردوں کے لئے مخصوص تھا اور دوسرا عورتوں کے لیے لیکن عورتیں کھلے ہی مکمل آرائش و زیبائش کے ساتھ آزادانہ گھوم پھر رہی تھیں، پردے کا کہیں معمولی سا اہتمام بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن یہ کیا، کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے انتظار کے بعد اعلان کیا گیا کہ حضرات کھانے سے پہلے موسیقی کا ایک ہلکا پھلکا پروگرام ہوگا اور اس کے بعد آپ حضرات کی تواضع کی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی پاپ سنگرز کی ایک پوری ٹیم اپنے جملہ ساز و سامان کے ساتھ اسٹیج پر براجمان ہوگئی اور بڑے ہی پُر شور ڈیکوں پر موسیقی کا پروگرام شروع ہو گیا۔

سچی بات ہے مجھے شمس صاحب کی اس بد مذاقی پر بہت ہی افسوس ہوا، کبھی ہم خیال دوستوں کا تاثر یکساں تھا، پیشہ معلّمی سے وابستہ، ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص سے اس حرکت کی توقع نہ تھی اور اگر وہ اسے ضروری بھی سمجھتے تھے تو کھانے کے بعد وہ اس فرض کو نپٹا سکتے تھے، سب کو بلا استثنا اس بیہودگی سے لطف اندوز ہونے کی سزا تو نہیں ملنی چاہیے تھی، لیکن افسوس کہ موصوف کے مزاج میں غیر سنجیدگی کا جو لازمی عنصر تھا یہ اسی کا کرشمہ تھا، چنانچہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے، لیکن دینی مزاج رکھنے والے، ہم چار پانچ دوستوں کا پیمانہ صبر آٹھ دس منٹ کے بعد ہی لبریز ہو گیا، گانے اتنے لچر اور فحش تھے، گانے والوں کی اچھل کود اتنی واہیات تھی اور شور اس قدر نا قابل برداشت تھا کہ

ہم لوگ خاموشی سے اٹھ آئے اور اپنے اپنے گھروں کو آ گئے۔ پروفیسر شمس بٹ نے پانچ افراد کو پنڈال سے اٹھتے ہوئے ضرور دیکھا ہوگا لیکن انہوں نے کسی معذرت کی ضرورت محسوس نہ کی اور بعد میں بھی انہوں نے کسی وضاحت یا شرمندگی کا اظہار نہ کیا، ظاہر ہے جو لوگ اس زمانے میں موسیقی سے لطف اندوز ہونے کا ذوق نہیں رکھتے اور ایک شادی والے گھرانے کی خوشی میں شریک ہونے کا سلیقہ نہیں رکھتے، انہیں یہ سزا ملنی ہی چاہیے تھی۔ اس واقعے کے بعد میرا بٹ صاحب سے رابطہ ضبط بہت کم ہو گیا، اتفاقاً آمنا سامنا ہو جاتا، تو رسمی علیک سلیک ہو جاتی اور بس، حیرت کی بات ہے کہ انہوں نے اس حادثے کے بارے میں کسی بھی ساتھی سے معمولی وضاحت یا ندامت کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھا، ان کے اس رویے یا صحیح تر لفظوں میں غیر معمولی بداخلاقی سے میں تو بہت دل برداشتہ ہوا۔ اس واقعے کو پانچ سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا، چند روز پہلے کی بات ہے، رمضان کی دوسری تیسری تاریخ تھی کہ بٹ صاحب کا فون آیا میں نے حال چال پوچھا: تو روتے ہوئے بتایا: میں تو برباد ہو گیا، تین دن پہلے میری بیوی فوت ہوگئی ہے، وہی اس عمر میں میری مونس و دمساز تھی، میں تو بہت پریشان ہوں، اب میرا کیا ہوگا؟ میں نے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا، مرحومہ کی مغفرت کی دعا کی اور فوری تعزیت کے لیے ان کے گھر پہنچ گیا، وہاں بالمشافہ دعا کی، انہیں صبر اور حوصلے کی تلقین کی اور برسبیل تذکرہ پوچھ لیا، آپ کا بیٹا لقمان نظر نہیں آیا وہ کہاں ہے؟ اس کا کیا حال ہے؟ شمس بٹ صاحب نے بتایا کہ وہ ایک مقامی کالج میں لیکچرار ہے مگر اس کا بہت برا حال ہے، سوتیلی والدہ کی وفات سے بھی تو وہ پریشان ہے لیکن اس کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ شادی کو پانچ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے مگر اس کے ہاں کوئی اولا نہیں ہوئی، اس سے وہ شدید ڈپریشن اور

ٹینشن میں مبتلا رہتا ہے اور گھر واپس آتے ہی کمرے میں بند ہو جاتا ہے، کسی سے ملتا نہیں، بات نہیں کرتا، بس چپ چاپ سارا وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھا رہتا ہے۔ تب مجھے لقمان کی شادی کے سارے مناظر یاد آ گئے، بے پردگی موسیقی نمائش اور اسراف اور ساری بات میری سمجھ میں آ گئی، اللہ بہت غیرت مند ہے اور اپنے قوانین اور اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معاف نہیں کرتا، کسی نہ کسی صورت میں ایسے لوگوں کو سزا مل کے رہتی ہے، چنانچہ میرے خیال میں شمس بٹ اور ان کے بیٹے کو اسی بے اصولی کی سزا مل رہی ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے شادی کے موقع پر کیا تھا، اولاد جیسی نعمت سے یہ لوگ محروم ہیں، یہ خاندان اور گھر چمن حیات کے ایسے پھولوں سے محروم ہے کہ جن کے وجود کے بغیر گھر مسرتوں سے خالی اور ماحول سکون سے عاری ہوتا ہے اور پروفیسر شمس بٹ کا گھر مسرتوں سے خالی اور سکون سے عاری ہے، کاش وہ تسلیم کر لیں کہ اس کا سبب ان کی اپنی بے عملی ہے۔ ❶

علمی اور عملی اعتبار سے نسلِ نو کی حالتِ زار

فحاشی اور عریاں تصاویر اور فلموں نے ہماری نوجوان نسل کو بھی برباد کر دیا ہے، ایک وقت تھا کہ نوجوان کے ہاتھوں میں کتابیں تھیں، زبان پر ذکر اللہ اور پیشانی سجدوں کے آثار سے چمکتی تھی، جو غیرت مند اور علم وعمل سے بہرہ ور تھے، علم دوستی میں اپنی مثال آپ تھے، جو قوموں کے مقتداء تھے، لیکن اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مجموعی طور پر مسلمان تنزلی کی طرف جا رہے ہیں، اور علمی اعتبار سے ہماری صورتحال اس وقت یہ ہے کہ (۶۲) اسلامی ممالک میں کل (۵۰۴) یونیورسٹیاں ہیں، ان یونیورسٹیوں کو اگر ہم مسلمانوں کی آبادی پر تقسیم کریں تو (۳۰) لاکھ مسلمانوں کے لئے صرف ایک

---

❶ مکافات عمل: ص ۲۷۳ تا ۲۷۶

یونیورسٹی بنتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں صرف امریکہ میں (۵۷۵۸) یونیورسٹیاں موجود ہیں، اس وقت عیسائی ممالک میں شرح خواندگی (۹۰) فیصد ہے جبکہ (۱۵) یورپی ممالک میں شرح خواندگی (۱۰۰) فیصد ہے، اور پوری اسلامی دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں ہے جس کی شرح خواندگی (۱۰۰) فیصد ہو، یورپی ممالک میں (۹۸) فیصد خواندہ افراد ایسے ہیں جنہوں نے کم ازکم پرائمری تک تعلیم حاصل کی ہوتی ہے جبکہ مسلمان ممالک میں (۵۰) فیصد افراد ایسے ہیں جنہوں نے پرائمری تک بھی تعلیم حاصل نہیں کی ہوتی۔

بہرحال اس وقت ہم علمی اعتبار سے بھی تنزلی کی طرف جارہے ہیں، ہمارے معاشرے میں گلوکاروں، فنکاروں کی مانگ بڑھتی جارہی ہے، جو قوم کو بے حیائی اور عریانیت کی طرف لے جارہے ہیں، جنہوں نے مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے سروں سے دوپٹے اور چہرے سے شرم وحیاء چھین لی ہے، اور نوجوانوں کو بے راہ روی کی طرف گامزن کردیا۔ اس وقت یہ فنکار سب سے مہنگے ہیں، ان کی ایک ایک لمحے کی بولی لگتی ہے، الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے ان کی اتنی تشہیر کی جاتی ہے کہ آج ہماری قوم کا ہر نوجوان گویا ایکٹر بننے کے لئے بے چین ہے، بلکہ انتہاء تو یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں بھی گلی کوچوں میں ان فلمی اداکاروں کی طرف ایکٹنگ اور ڈائیلاگ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں، پہلے گانے والوں کو میراثی، کنجر اور ڈوم کہا جاتا تھا، وہ کسی معزز آدمی کے ساتھ ایک نشست پر نہیں بیٹھ سکتے تھے لیکن آج انہی کنجروں کو فنکار، گلوکار اور اداکار کہا جاتا ہے، اور ان کی ایسی آؤ بھگت اور استقبال ہوتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے عالم دین، محدث یا مفسر کا نہیں ہوتا۔

سلف نے علم وتحقیق کے میدان میں فلک بوس جھنڈے گاڑے، وہ کارنامے کر کے

گئے کہ رہتی دنیا تک ان کا نام تاریخ میں سنہرے حروف کے ساتھ لکھا جائے گا، جس قوم کی تاریخ میں ایسے نامور لوگ موجود ہیں بھلا انہیں غیروں سے مرعوب ہونے کی کیا ضرورت؟ عموماً تعلیم یافتہ لوگ غیر مسلم سائنسدانوں سے متاثر نظر آتے ہیں، حالانکہ تمام اہم ایجادات اور اُن پر رہنما کتابوں کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کی کتابیں آج بھی یورپ کی یونیورسٹیوں میں داخلِ نصاب ہیں۔

اہلِ اسلام کی علمی تاریخ تابناک اور روشن ہے، انہی کی تحقیقات سے اہلِ یورپ استفادہ کرکے نت نئ اشیاء ایجاد کرکے اپنی طرف منسوب کررہے ہیں، آج بھی یورپ کی لائبریریاں مسلمانوں کے علمی ذخائر سے بھری پڑی ہیں، وہ انہی سے استفادہ کرکے اپنی نت نئ تحقیقات کی بنیاد رکھتے ہیں لیکن ہمیں ان سے استفادہ کرنے کی توفیق نہیں ہے، علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنی نظم ''خطاب بہ نوجوانانِ اسلام'' میں کیا خوب کہا:

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

الیکٹرونک اور بے حیائی پر مبنی آلات کی بہتات اور ارزاں قیمت

ہر آئے دن الیکٹرونک کا سامان سستا ہوتا جارہا ہے، جب کہ اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں، رزقِ حلال پر اہل وعیال کی کفالت مشکل ہوتی جا

رہی ہے، لیکن بے حیائی پر مبنی ساز وسامان کی قیمت آئے دن گھٹتی جارہی ہے، یہ بین الاقوامی سازش ہے کہ ان آلات کو وافر مقدار میں مہیا کیا جائے اور نہایت ارزاں قیمت پر تاکہ ہر فرد کی اس تک رسائی ہو۔ایک وقت تھا کہ فلم دیکھنے کے لئے قطار میں کھڑے ہوکر پہلے ٹکٹ لیتے پھر کہیں مہینوں میں ایک آدھ فلم لگتی تھی، پھر گھروں میں V.C.R آئے، پھر ڈش اینٹینا آئے اور پھر کیبل اور انٹرنیٹ نے آکر سب کو پیچھے چھوڑ دیا، اب ہر گھر سینما بن چکا ہے، صرف (۱۰۰) روپے دیں اور مہینہ بھر بیسیوں چینل فحاشی اور عریانی پر مبنی دیکھیں۔ایک وقت تھا کہ موبائل کی قیمت (۶۰) ہزار روپے تھی، اور اس وقت خال خال کسی کے پاس ہوتا تھا، اگر کسی کے پاس ہوتا تو لوگ دیکھنے کے لئے جاتے کہ ایک نئی چیز ہے، لیکن اس وقت ہزار (۱۰۰۰) روپے میں بھی موبائل دستیاب ہے، میموری کارڈ چار (۴) G.B صرف تین سو (۳۰۰) روپے کا ملتا ہے، اس میں ہزاروں گانے ڈالے جاسکتے ہیں، اس وقت تقریباً ہر نوجوان کے پاس میموری کارڈ اور موبائل کی میموری میں سینکڑوں گانے اور فلمیں موجود ہیں، جب بھی جی چاہا عریاں فلمیں دیکھ کر حیاء وایمان کا جنازہ نکال دیا، پہلے V.C.R کی قیمت نو ہزار (۹۰۰۰) روپے تھے اور اب اس سے بڑھ کر D.V.D موجود ہے جس کی قیمت ڈھائی سے تین ہزار (۳۰۰۰) روپے ہے۔پہلے ایک وقت تھا کہ ایک کیسٹ میں ایک فلم آتی تھی اور فلمی کیسٹ کا سائز بھی بڑا اور قیمت بھی گراں ہوتی، لیکن اب تیس (۳۰) روپے کی C.D میں سینکڑوں گانے موجود ہیں، اور میموری کارڈ میں اپنی من پسند کے سینکڑوں گانے، فلمیں اور برہنہ تصاویر ڈال سکتے ہیں اور جسے دیکھ کر اپنی بچی کچی ایمان کی رمق بھی مٹا ڈالتے ہیں۔اب تو انٹرنیٹ کا دور آچکا ہے جس پر ہزاروں ویب سائٹس اور چینل موجود ہیں، جن میں اکثریت بے حیائی اور فحاشی پر مبنی ہیں، اور اس

میں اس قدر فحاشی اور عریانی ہے جس کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کا دائرہ تنگ پڑ جاتا ہے، اب یہ سب کچھ انسان کی جیب میں موبائل کی صورت میں موجود ہے۔ اس لئے اب وہ حیاءسوز واقعات پیش آرہے ہیں جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، نوبت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اب محرمات، ماں، بہن اور بیٹی بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ایک دن جمعے کے بیان میں راقم نے اس موضوع پر بیان کیا تو بیان کے بعد ایک شخص ملا اور کہنے لگا مولانا صاحب! اب تو زنا اس قدر آسان ہوگیا کہ والدین اور گھر کے افراد جب سو جاتے ہیں تو نصف شب کے بعد لڑکی اپنے یار کو فون کر کے بلاتی ہے، اور وہ بے غیرت آکر اس کی عزت داغ داغ کر کے چلا جاتا ہے جب کہ گھر کے افراد خرگوش کی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔

اس دور میں زنا کرنا آسان ہو چکا ہے اور نکاح کرنا مشکل ہوگیا ہے، جب کہ حضراتِ صحابہ اور سلف کے دور میں نکاح آسان تھا اور زنا نہایت مشکل تھا۔ اس وقت ہمیں رسم ورواج نے اس قدر جکڑ لیا ہے کہ حلال کمائی پر نکاح کرنا بظاہر بہت مشکل ہو چکا ہے، اس لئے اس دور میں ضرورت ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے، اور عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے قرآن وسنت کی ہدایات کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔

اس فحاشی اور عریانی کے دور میں ہمہ وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہدایت، تقوی اور پاک دامنی کی یہ مسنون دُعا کرنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من شر ما......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۲۱

۵۷......روزِ محشر انسان کا نو گناہوں پر پچھتاوا اور افسوس

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا﴾(الکھف:۴۲)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾(الأنعام:۲۷)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ :يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

قرآنِ کریم میں اور احادیث مبارکہ میں کچھ گناہ ایسے ہیں کہ جن میں انسان موت کے بعد یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں یہ کام نہ کرتا، قرآن کریم میں آٹھ باتوں کا تذکرہ ہے اور حدیث مبارکہ میں ایک کا تذکرہ ہے، میں یہ تلاش کر رہا تھا کہ ایسے مقامات

❶صحیح مسلم: کتاب الفتن و أشراط الساعة،بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ ......الخ،رقم الحدیث:۱۵۷

کون کون سے ہیں ؟تو قرآن وحدیث میں ایسے نو گناہ سامنے آئے جن پر انسان روزِ محشر افسوس کرے گا کہ کاش میں یہ کام نہ کرتا،اس مقام پر بڑا پچھتائے گا، بہت افسوس کرے گا،محشر کے میدان میں اُسے اپنے اس فعل پر بڑی ندامت ہوگئی اور وہ اپنے اوپر بڑا پشیمان ہوگا کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟اب وہ کام کون کون سے ہیں کہ ہمیں پتا چلے کہ ہم اپنے آپ کو اس سے بچائیں،اپنے اہل وعیال کو بھی بتائیں کہ یہ وہ کام ہے کہ اگر ہم نے کرلیے تو کل روزِ محشر ہمیں اپنے افعال پر پچھتاوا ہوگا،تو بعض کا تعلق کرنے سے ہیں اور بعض کا نہ کرنے سے ہے، پہلا گناہ کیا ہے؟

۱......کاش ہم ایمان پر زندگی گزارتے

قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾(الأنعام:۲۷)

ترجمہ:اور(بڑا ہولناک نظارہ ہوگا)اگر تم وہ وقت دیکھو جب ان کو دوزخ پر کھڑا کیا جائے گا،اور یہ کہیں گے اے کاش!ہمیں واپس(دنیا میں)بھیج دیا جائے،تاکہ اس بار ہم اپنے پروردگار کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ہمارا شمار مؤمنوں میں ہوجائے۔

پہلا گناہ ہے کفر کی حالت میں زندگی گزارنا اور کفر کی حالت میں موت کا آنا،کفر کہتے ہیں کہ جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا یا انکار کرنا کفر ہے،مثلاً کوئی شخص خدا تعالیٰ کو نہ مانے یا خدا تعالیٰ کی صفات کا انکار کرے یا متعدد معبود مانے یا فرشتوں کا انکار کرے یا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا انکار کرے یا کسی پیغمبر کو نہ مانے یا تقدیر کا منکر ہو یا قیامت کے دن کو نہ مانے یا خدا تعالیٰ کے قطعی احکام میں سے کسی حکم کا انکار کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دی ہوئی کسی خبر کو جھوٹا سمجھے تو ان تمام صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔

جہنم کفار کے لئے تیار کی گئی ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ (البقرة: ۲۴)

ترجمہ: تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

کفار کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا

ایک اور مقام پر ہے کہ کافروں کیلئے ذلت والا عذاب ہوگا، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (البقرة: ۹۰)

ترجمہ: بری ہے وہ قیمت جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے، یہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کا صرف اس جلن کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ اپنے فضل کا کوئی حصہ (یعنی وحی) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہ رہا ہے (کیوں) اتار رہا ہے؟ چنانچہ یہ (اپنی اس جلن کی وجہ سے) غضب بالائے غضب لے کر لوٹے ہیں، اور کافر لوگ ذلت آمیز سزا کے مستحق ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا﴾ (النساء: ۳۷)

ترجمہ: اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کفار ومنافقین جہنم میں اکٹھے ہوں گے

ایک اور مقام پر فرمایا کہ اللہ تعالی منافقین اور کفار کو جہنم میں جمع کرے گا، ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾(النساء: ١٤٠)

ترجمہ: یقین رکھو کہ اللہ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

جنت کافروں پر حرام ہے

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴾(الأعراف: ٥٠)

ترجمہ: اور دوزخ والے جنت والوں سے کہیں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی ہی ڈال دو، یا اللہ نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں، ان کا کوئی حصہ (ہم تک بھی پہنچا دو) وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں ان کافروں پر حرام کر دی ہیں۔

جہنم میں کافروں کا کھانا کیسا ہوگا

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ.يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ﴾(إبراهيم: ١٦، ١٧)

ترجمہ: اس کے آگے جہنم ہے اور (وہاں) اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پیے گا، اور اسے ایسا محسوس ہوگا کہ وہ اسے حلق سے اتار نہیں سکے گا، موت اس پر ہر طرف سے آ رہی ہوگی، مگر وہ مرے گا نہیں، اور اس کے آگے (ہمیشہ) ایک اور سخت عذاب موجود ہوگا۔

اِس طرح کی متعدد آیات ہیں جہاں کافروں کے لیے سخت سزاؤں کا ذکر ہے، اس لیے ہمیشہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی ایمان پر خاتمہ کرے، بسا اوقات بندہ بہت نیکی کی زندگی گزارتا ہے لیکن آخر وقت میں اللہ تعالی ایمان کی دولت اس سے لے لیتا ہے، اور ہمیشہ کے لیے نامراد ہو جاتا ہے۔

مصر میں ایک شخص بڑا عابد وزاہد تھا، ہمیشہ مسجد میں رہا کرتا تھا، اس پر عبادت کا نور اور ذکر کے انوار معلوم ہوتے تھے، ایک بار اذان دینے کے لیے حسب معمول مسجد کے منارے پر چڑھا اور نیچے ایک عیسائی کا مکان تھا، اس کی نظر اس گھر میں پڑی، اور دیکھا کہ عیسائی شخص کی لڑکی نہایت حسین وجمیل ہے، وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اذان دینے کے بجائے وہاں سے اتر کر اس کے گھر گیا، اس لڑکی نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو کہا کہ میں تجھے چاہتا ہوں، لڑکی نے کہا:

قَالَتْ لَهُ: أَنْتَ مُسْلِمٌ؟، وَأَنَا نَصْرَانِيَّةٌ، وَأَبِی لَا يُزَوِّجُنِی مِنْکَ قَالَ لَهَا: أَتَنَصُرُ؟، قَالَتْ: إِنْ فَعَلْتَ أَفْعَلْ فَتَنَصَّرَ لِيَتَزَوَّجَهَا، وَأَقَامَ مَعَهَا فِی الدَّارِ، فَلَمَّا كَانَ فِی أَثْنَاءِ ذَلِکَ الْيَوْمِ، رَقِیَ إِلَی سَطْحٍ كَانَ فِی الدّارِ، فَسَقَطَ مِنْهُ فَمَاتَ. ❶

ترجمہ: آپ تو مسلمان ہے اور میرا باپ کبھی تجھ سے میری شادی نہیں کر سکتا، تو اس نے کہا کہ میں نصرانی ہوتا ہوں، الغرض وہ نصرانی ہو گیا اور شادی ہو گئی، اور اسی دن کسی کام سے اس عیسائی کے گھر کی چھت پر چڑھا تو پیر پھسلا اور گر کر اسی حالت کفر میں مر گیا۔

الغرض اپنی خواہش کی تکمیل بھی نہ کر سکا اور ایمان سے بھی محروم ہو گیا۔

---

❶ التذكرة للقرطبی: باب ما جاء في سوء الخاتمة وما جاء أن الأعمال بالخواتيم، ص ۱۹۴

بہرحال پہلا گناہ یہ ہے جس پر انسان کونہایت افسوس ہوگا وہ یہ ہے کہ کاش میں ایمان کی زندگی گزارتا اورایمان پرخاتمہ ہوتا۔

۲......کاش میں اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہراتا

قرآن مجید میں ارشادِربانی ہے:

﴿وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا﴾ (الکھف: ۴۲)

ترجمہ: اوروہ کہہ رہاتھا: کاش! میں اپنے رب کیساتھ کسی کوشریک نہ مانا ہوتا۔

تو دوسرا گناہ جس کے کرنے پر انسان کو افسوس ہوگا وہ ہے اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

اب شرک کسے کہتے ہیں َاوراسکی اقسام کیا ہے؟

شرک کی تعریف اوراقسام

شرک اُسے کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ کی ذات یاصفات میں کسی دوسرے کوشریک کرے، ذات میں شرک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دوتین خدا ماننے لگے، جیسے عیسائی کہ تین خدا ماننے کی وجہ سے مشرک ہیں، اور جیسے آتش پرست کہ دوخدا ماننے کی وجہ سے مشرک ہوئے، اور جیسے بت پرست کہ بہت سے خدا مان کرمشرک ہوتے ہیں۔ صفات میں شرک کرنے کامعنی یہ ہے کہ خدا کی صفات کی طرح کسی دوسرے کے لیے کوئی صفت ثابت کرنا، کیوں کہ کسی مخلوق میں خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی، ولی ہو یا شہید، پیر ہو یا امام، اِسکے بارے میں یہ اعتقادرکھنا کہ اِس میں خدائی صفات پائی جاتی ہیں یہ شرک ہے۔

شرک کی تین بڑی قسمیں ہیں:

(۱) شرک فی العبادت (۲) شرک فی الذات (۳) شرک فی الصفات

شرک فی العبادت سے مُراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اورکومستحقِ عبادت سمجھا جائے۔

شرک فی الذات سے مُراد ہے کہ کسی ذات کواللہ تعالیٰ جیسا ماننا،جیسا کہ مجوسی دوخداؤں کو مانتے تھے۔

شرک فی الصفات سے مراد کسی ذات وشخصیت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

پھرشرک فی الصفات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) شرک فی القدرت: یعنی خداتعالیٰ کی طرح صفتِ قدرت کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا، مثلاً یہ سمجھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی یا شہید وغیرہ پانی برسا سکتے ہیں یا بیٹا بیٹی دے سکتے ہیں یا مرادیں پوری کرسکتے ہیں یا روزی دے سکتے ہیں یا موت وحیات اُن کے قبضے میں ہے یا کسی کونفع اور نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں، یہ تمام باتیں شرک ہیں۔

(۲) شرک فی العلم: یعنی خداتعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کے لیے صفتِ علم ثابت کرنا، مثلاً یوں سمجھنا کہ خداتعالیٰ کی طرح فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ غیب کاعلم رکھتے تھے یا خدا کی طرح ذرّہ ذرّہ کا انہیں علم ہے، یا دورونزدیک کی تمام چیزوں کی خبر رکھتے ہیں، یہ سب شرک فی العلم ہے۔

(۳) شرک فی السمع والبصر: یعنی خداتعالیٰ کی صفتِ سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، مثلاً یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی ہماری تمام باتوں کو دورونزدیک سے اَزخود سن لیتے ہیں یا ہمیں اور ہمارے کاموں کو ہرجگہ سے دیکھ لیتے ہیں، یہ سب شرک ہے۔

شرک ایسا گناہ ہے کہ جب تک صدقِ دل سے توبہ نہ ہو یہ گناہ معاف نہیں ہوتا، قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پرشرک کی پُرزورالفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

شرک کا گناہ اللہ معاف نہیں کرتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾(النساء:۴۸)

ترجمہ: بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر بات کو جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ ایسا بہتان باندھتا ہے جو بڑا زبردست گناہ ہے۔ یعنی شرک سے کم کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ جب چاہے توبہ کے بغیر بھی محض اپنے فضل سے معاف کرسکتا ہے، لیکن شرک کی معافی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ مشرک اپنے شرک سے سچی توبہ کر کے موت سے پہلے پہلے اسلام قبول کر کے توحید پر ایمان لے آئے۔ ❶

شرک کرنے والا بڑی گمراہی میں ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾(النساء:۱۱۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر گناہ کی جس کے لیے چاہتا ہے بخشش کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے، وہ راہِ راست سے بھٹک کر بہت دور جا گرتا ہے۔

مشرکین پر جنت حرام ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص۲۰۰

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾(المائدة: ۷۲)

ترجمہ: وہ لوگ یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنھوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار۔ یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، اللہ نے اس کے لیے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اور جو لوگ (یہ) ظلم کرتے ہیں ان کو کسی قسم کے یار و مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

شرک سے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأنعام: ۸۸)

ترجمہ: یہ اللہ کی دی ہوئی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے راہ راست تک پہنچا دیتا ہے، اور اگر وہ شرک کرنے لگتے تو ان کے سارے (نیک) اعمال اکارت ہوجاتے۔

اس طرح کی متعدد آیات میں اللہ تبارک وتعالی نے شرک کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے، اور مشرکین کے لیے نہایت سخت وعیدیں بیان کی ہیں۔ اسی طرح احادیث میں شرک کی نہایت مذمت وقباحت بیان کی گئی ہے۔

ہلاک کرنے والے سات گناہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ.

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: کونسے اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. ❶

ترجمہ: اللہ کیساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسے ایسے نفس کو قتل کرنا جسکو اللہ نے حرام کیا ہو مگر حق کیساتھ، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا، پاکدامن مؤمن اور بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔

شرک کبیرہ گناہوں میں سے ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا آپ سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. ❷

ترجمہ: اللہ کیساتھ شرک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

❶ صحيح البخاري: كتاب الوصايا: بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا......الخ، رقم الحديث: ٢٧٦٦

❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر، رقم الحديث: ٥٩٧٧

مشرک کے اعمال قبول نہیں ہوتے

حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ مُشْرِكٍ أَشْرَكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ، عَمَلًا حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی ایسے مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا جو اسلام لانے کے بعد شرک کرے، الا یہ کہ وہ پھر مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے مل جائے۔

شرک کے ماسوا زمین بھر کے گناہوں کی معافی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. ❷

ترجمہ: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ وڈر نہیں ہے، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الحدود، باب المرتد عن دينه، رقم الحديث: ۲۵۳۶

❷ سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب منه، رقم الحديث: ۳۵۴۰

بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔اے آدم کے بیٹے !اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آوں گا اور تجھے بخش دوں گا۔

بہر حال شرک بہت بڑا گناہ ہے،کل روزِ محشر انسان تمنا کرے گا کہ کاش وہ شرک کے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا،اسی لئے ہر لمحہ اللہ رب العزت سے عقیدہ توحید پر استقامت اور توحید پر خاتمہ کی دعا کرنی چاہیے۔

۳......کاش میں پیغمبر کی اتباع واطاعت کرتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا﴾(الفرقان:۲۷)

ترجمہ:اور جس دن ظالم انسان (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا،اور کہے گا کہ کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کر لی ہوتی۔

اتباع رسول محبت الٰہی کا سبب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے پیغمبر!لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو،تو میری اتباع کرو،اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا،اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت رحمتِ الٰہی کا سبب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾(آل عمران: ۱۳۲)

ترجمہ: اور اللہ اور رسول کی بات مانو، تاکہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔

دو چیزوں کو تھامنے والے کبھی گمراہ نہیں ہونگے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❶

ترجمہ: میں دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے جب تک تم ان دو چیزوں کو تھام کے رکھو، نمبر ۱: قرآن کریم اور نمبر ۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں۔

اتباعِ رسول کو لازم پکڑو

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلیغ نصیحت کی اور فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. ❷

ترجمہ: تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل لازمی ہے، اس کو تھام لو اور اس پر مضبوطی اختیار کرو۔

❶ موطأ مالک: كتاب القدر، النهي عن القول بالقدر، ج۵ ص ۱۳۲۳، رقم الحديث: ۳۳۳۸

❷ مسند أحمد: مسند الشاميين، ج۲۸ ص ۳۷۳، رقم الحديث: ۱۷۱۴۴

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اتباع رسول

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ میں گئے ہیں، مسجدِ حرام میں داخل ہوکر بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں، طواف کے دوران جب حجرِ اسود کے سامنے آئے، تو حجرِ اسود کو مخاطب کرکے ایک جملہ کہا:

إِنِّی أَعْلَمُ أَنَّکَ حَجَرٌ، لَاتَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّی رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ. ❶

ترجمہ: مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے، تو کسی کو نقصان بھی نہیں دے سکتا، نفع بھی نہیں پہنچا سکتا اگر میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ انہوں نے تیرا بوسہ لیا ہے میں کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ نے جو کام جس طرح کرتے دیکھا اسی طرح وہ عمل پیرا ہوں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس طرف سے گزرے تو اس جگہ دو رکعت نماز ادا کرلیتے تھے، ایک شخص نے پوچھا: یہ نماز کیسی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَفْعَلُ کَمَا رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ. ❷

ترجمہ: میں نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اس لئے میں نے بھی پڑھی۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الحج: باب ما ذکر فی الحجر الأسود، رقم الحدیث: ۱۵۹۷

❷ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، رقم الحدیث: ۶۹۲

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے اس محبت وارادت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اپنے ہر قول وفعل یہاں تک کہ حرکات وسکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے، ایک دفعہ وضو کرتے ہوئے متبسم ہوئے، لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی، فرمایا میں نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کر کے ہنستے دیکھا تھا۔ ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عصر کے وقت سب کے سامنے وضو کر کے دکھایا کہ آپ اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ ایک بار مسجد کے دوسرے درازہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا اور کھایا اور بغیر تازہ وضو کیے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا۔ حج کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی طواف کر رہے تھے، طواف میں انہوں نے رکن یمانی کا بھی بوسہ لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا تو انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا استلام کرنا چاہا، حضرت عثمان نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انہوں نے کہا، ہاں! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے تم نے دیکھا؟ کہا نہیں! فرمایا پھر کیا رسول اللہ کی اقتداء مناسب نہیں؟ انہوں نے جواب دیا بے شک۔ ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے ہیں، اس دوران کچھ صحابہ اردگرد کھڑے تھے، آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ! تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے کی

❶ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۷۴، رقم الحدیث: ۴۱۵

چوکھٹ پر بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، عبداللہ اندر آجاؤ! اندر آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد پوچھا عبداللہ چوکھٹ پر کیوں بیٹھ گئے؟ کہا یا رسول اللہ! آپ نے حکم دیا بیٹھ جاؤ! اگر میں ایک قدم آگے رکھتا تو آپ کے حکم کی نافرمانی ہوجاتی۔❶

اطاعت رسول میں گلیوں میں شراب بہادی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، (اس وقت تک شراب کی حرمت نہیں آئی تھی) اس زمانہ میں لوگ فضیخ شراب استعمال کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے، "أَلَا إِنَّ الخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ" سن لو شراب حرام کردی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأَهْرِقْهَا، فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا، فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ.

ترجمہ: باہر جاؤ اور اس شراب کو بہادو، چنانچہ میں باہر نکلا اور اس کو بہادیا، اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ (یعنی لوگوں نے اتنی کثرت سے بہائی کہ ایسا لگتا تھا کہ گلیوں میں پانی بہہ رہا ہے، دیکھیں فروخت نہیں کی بہادی، چاہتے تو کسی غیر مسلم کو دے دیتے کہ کچھ رقم مل جاتی لیکن صحابہ میں اطاعت کا بڑا جذبہ تھا۔) بعض لوگوں نے کہا کہ ایک قوم قتل کی گئی اور شراب ان کے پیٹ میں تھی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ (المائدہ: ۹۳)

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، ج۳۳ ص۱۲۸

ترجمہ: ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کوئی گناہ نہیں اس چیز میں جو وہ کھا چکے ہیں۔❶

تو تیسرا گناہ جس پر انسان کو افسوس ہوگا وہ یہ کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کرتا اور آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی گزارتا۔

۴......کاش میں برے لوگوں کی ہمنشینی اختیار نہ کرتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا﴾(الفرقان: ۲۸)

ترجمہ: ہائے میری بربادی کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

تو چوتھا انسان جسے افسوس ہوگا وہ انسان ہے جو کہے گا کہ کاش! میں فلاں آدمی کو اپنا دوست نہ بناتا تو میں گمراہ نہ ہوتا، میں نے اس کو دوست بنایا اس لئے میں بھٹک گیا۔ عموماً انسان کے راہِ راست سے ہٹنے کا سبب اُس کے برے دوست ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے انسان عبادات واعمال سے محروم ہوجاتا ہے، اور زندگی فسق وفجور میں گزرجاتی ہے، اس لئے قرآنِ کریم نے اہلِ باطل کی مجالس میں بیٹھنے سے منع کیا۔

اہل باطل کی مجالس میں نہ بیٹھو

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(الأنعام: ٦٨)

❶صحيح البخاري: كتاب المظالم والغصب، باب في صب الخمر في الطريق، رقم الحديث: ۲۴۶۴

ترجمہ: اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کو برا بھلا کہنے میں لگے ہوئے ہیں، تو ان سے اس وقت تک کے لیے الگ ہوجاؤ جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوجائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں یہ بات بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اس لئے صحبت متقی اور پرہیزگار لوگوں کی اختیار کریں تاکہ ان کی صحبت کی برکت سے گناہوں سے بچنا آسان ہو، اور نیک اعمال کی رغبت پیدا ہو، متقین کی صحبت دنیا میں تو نفع کا سبب ہے ہی، بلکہ آخرت میں یہی دوستی کام آئے گی، باقی سب دوستیاں دشمنی میں تبدیل ہوجائیں گی، نفع اور نجات کا سبب صرف متقین کی دوستی ہوگی۔

متقین کی صحبت آخرت میں بھی نفع دے گی

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ (الزخرف: ۶۷)

ترجمہ: اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقی لوگوں کے۔

اس آیت نے یہ بات کھول کر بتادی کہ یہ دوستانہ تعلقات جن پر انسان دنیا میں ناز کرتا ہے اور جن کی خاطر حلال وحرام ایک کرڈالتا ہے، قیامت کے روز صرف یہ کہ کچھ کام نہ آئیں گی بلکہ عداوت میں تبدیل ہوجائیں گی۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم کی روایت سے نقل کیا ہے کہ دو دوست مؤمن تھے اور دو کافر، مؤمن دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوا اور اسے جنت کی خوشخبری سنائی گئی تو اسے اپنا دوست یاد آیا، اس نے دعا کی کہ یا اللہ! میرا فلاں دوست مجھے آپ کی اور آپ کے رسول کی اطاعت کی تاکید کرتا، بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا تھا اور یہ یاد دلاتا رہتا تھا کہ مجھے ایک دن

آپ کے پاس حاضر ہونا ہے، لہٰذا یا اللہ! اس کو میرے بعد گمراہ نہ کیجئے گا تا کہ وہ بھی (جنت کے) وہ مناظر دیکھ سکے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں، اور آپ جس طرح مجھ سے راضی ہوئے ہیں اسی طرح اس سے بھی راضی ہو جائیں۔ اس دعا کے جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ جاؤ، اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے تمہارے اس دوست کے لئے کیا اجر وثواب رکھا ہے تو تم روؤ کم اور ہنسو زیادہ۔ اس کے بعد جب دوسرے دوست کی وفات ہو چکے گی تو دونوں کی ارواح جمع ہوں گی، باری تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ تم میں سے ہر شخص دوسرے کی تعریف کرے، تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں یہ کہے گا کہ وہ بہترین بھائی، بہترین ساتھی اور بہترین دوست ہے۔
اس کے برخلاف جب دو کافر دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوگا اور اسے بتایا جائے گا کہ اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اسے بھی اپنا دوست یاد آئے گا، اس وقت وہ یہ دعا کرے گا کہ یا اللہ! میرا فلاں دوست مجھے آپ کی اور آپ کے رسول کی نافرمانی کرنے کا حکم دیتا تھا، برائی کی تاکید کرتا اور بھلائی سے روکتا تھا، اور مجھ سے کہا کرتا تھا کہ میں کبھی آپ کے حضور حاضر نہ ہوں گا، لہٰذا یا اللہ! اس کو میرے بعد ہدایت نہ دیجئے گا، تا کہ وہ بھی (دوزخ کے) وہ مناظر دیکھے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں، اور آپ جس طرح مجھ سے ناراض ہوئے ہیں اسی طرح اس سے بھی ناراض ہوں۔ اس کے بعد دوسرے دوست کا بھی انتقال ہو جائے گا تو دونوں کی روحیں جمع کی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی تعریف کرے، تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں کہے گا کہ یہ بدترین بھائی، بدترین ساتھی اور بدترین دوست ہے۔ (1)

(1) تفسیر الطبری: تحت هذه الآية، ج ۲۰ ص ۶۴۰/ تفسیر ابن أبی حاتم: ج ۱۰ ص ۳۲۸۵، رقم الحدیث: ۱۸۵۱۹

اسی لئے دنیا وآخرت دونوں کے لحاظ سے بہترین دوستی وہ ہے جو اللہ کے لئے ہو۔ جن دو مسلمانوں میں صرف اللہ کے لئے محبت ہو ان کے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ میدان حشر میں یہ لوگ اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، اور اللہ کے لئے محبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے سے اس بنا پر تعلق ہو کہ وہ اللہ کے دین کا سچا پیرو ہے، چنانچہ علوم دین کے استاذ، شیخ ومرشد، علماء اور اہل اللہ سے نیز عالم اسلام کے تمام مسلمانوں سے بے لوث محبت اس میں داخل ہے۔ ❶

احادیث مبارکہ میں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اچھے برے ہمنشینوں کو مثال سے واضح کیا گیا ہے۔

اچھے اور برے دوست کی مثال

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ المِسْكِ وَكِيرِ الحَدَّادِ، لاَ يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ المِسْكِ إِمَّاتَشْتَرِيهِ،أَوْتَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ،أَوْ ثَوْبَكَ،أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً. ❷

ترجمہ: اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہاروں کی بھٹی، تو مشک والے کے پاس سے تم بغیر فائدے کے واپس نہ ہو گے، یا تو اسے خریدو گے یا اس کی بو پاؤ گے، اور لوہار کی بھٹی تیرے جسم کو یا تیرے کپڑے کو جلا دے گی یا تم اس کی بدبو سونگھو گے۔

❶ معارف القرآن: ج ۷ص ۷۴۹، ۷۵۰

❷ صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب في العطار وبيع المسك، رقم الحديث: ۲۱۰۱

مؤمن کی صحبت اختیار کرو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ. ❶

ترجمہ: صرف مؤمن آدمی ہی کی صحبت اختیار کرو، اور تیرا کھانا بھی متقی ہی کھائے۔

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ. ❷

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہیے کہ تم میں ہر ایک اپنے دوست کو دیکھے۔

انسان کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. ❸

ترجمہ: آدمی (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ان احادیث اور آیات سے معلوم ہوا کہ صحبت نیک لوگوں کی ہونی چاہیے تا کہ کل قیامت کے دن افسوس نہ ہو، آدمی جس کی صحبت اختیار کرتا ہے اِس کا اس پر اثر ہوتا ہے۔

❶ سنن الترمذی: کتاب الزھد، باب ما جاء فی صحبة المؤمن، رقم الحدیث: ۲۳۹۵

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب من یؤمر أن یجالس، رقم الحدیث: ۴۸۳۳

❸ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب علامة حب اللّٰه عز وجل، رقم الحدیث: ۶۱۶۸

آٹھ قسم کے لوگوں کی صحبت سے آٹھ چیزوں میں اضافہ ہوتا ہے

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزوں کا اضافہ فرمادیتے ہیں۔

۱ ...... **مَنْ جَلَسَ مَعَ الْأَغْنِيَاءِ،زَادَهُ اللّٰهُ حُبَّ الدُّنْيَا وَالرَّغْبَةَ فِيهَا.**

ترجمہ: جو اغنیاء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں دنیا کی محبت اور حرص بڑھادیتے ہیں۔

۲ ......**وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُقَرَاءِ،زَادَهُ اللّٰهُ الشُّكْرَ وَالرِّضَا بِقِسْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى.**

ترجمہ: جو فقراء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں شکر اور اپنی تقسیم پر رضامندی کا اضافہ فرماتے ہیں۔

۳......**وَمَنْ جَلَسَ مَعَ السُّلْطَانِ،زَادَهُ اللّٰهُ الْكِبْرَ،وَقَسَاوَةَ الْقَلْبِ.**

ترجمہ: جو سلطان کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اِس میں اس میں تکبر اور دل کی سختی بڑھادیتا ہے۔

۴......**وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ،زَادَهُ اللّٰهُ الْجَهْلَ،وَالشَّهْوَةَ،وَالْمَيْلَ إِلَى عُقُولِهِنَّ.**

ترجمہ: جو عورتوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں جہالت، شہوت اور عورتوں کی عقل کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے۔

۵......**وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْيَانِ،زَادَهُ اللّٰهُ اللَّهْوَ وَالْمزاحَ.**

ترجمہ: جو نابالغ لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں غفلت اور مزاح بڑھادیتا ہے۔

۶ ...... **وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُسَّاقِ،زَادَهُ اللّٰهُ الْجُرْأَةَ عَلَى الذُّنُوبِ، وَالْمَعَاصِيَ وَالْإِقْدَامَ عَلَيْهَا،وَالتَّسوِيفَ فِي التَّوْبَةِ.**

ترجمہ: جو فاسق لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالی اس میں گناہوں پر دلیری وجرأت، نافرمانیوں کی طرف بڑھنا اور توبہ کرنے میں سستی بڑھا دیتا ہے۔

۷......وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِينَ،زَادَهُ اللّٰهُ الرَّغْبَةَ فِي الطَّاعَاتِ وَاجْتِنَابَ الْمَحَارِمَ.

ترجمہ: جو صلحاء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں نیک اعمال کی طرف رغبت اور حرام سے پرہیز بڑھاتے ہیں۔

۸...... وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ، زَادَهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَالْوَرَعَ.[1]

ترجمہ: جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں علم اور تقویٰ کا اضافہ فرما دیتے ہیں۔

اچھی اور بری صحبت کے ظاہری باطنی اثرات

بری صحبتوں سے اور برے اعمال سے بچنے کا حکم اسی لئے ہے کہ اگر کسی شخص نے گناہوں سے توبہ نہ کی، چھپ چھپ کر خبیث عادتوں میں مبتلا رہا تو سمجھ لو کہ اس کی ناک میں پاکیزگی نہیں آئے گی، بلکہ کچھ دن میں بدبو کا احساس بھی نہیں ہوگا، یہ حالت ہو جائے گی کہ اگر کوئی اللہ والا تمہیں گناہوں سے نفرت دلائے گا تو تمہارا قلب اس کا مذاق اُڑائے گا کہ ارے ان کو کہنے دو، ہمیں تو وہی بدمعاشی والے کام کرنے ہیں۔ بعض لوگوں کو گناہوں کی اتنی زیادہ عادت پڑ جاتی ہے کہ ان کے دل سے گناہوں کی نفرت نکل جاتی ہے، گناہوں کی کراہیت اور وحشت نہیں رہتی، گندے گندے کاموں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ جیسے کانپور میں ایک عطر بیچنے والے کی بیٹی کی شادی چمڑے والے کے لڑکے سے ہوئی، کانپور میں چمڑے کے بہت کارخانے ہیں۔ تو جب اس لڑکی نے سسرال میں قدم رکھا تو چمڑے کی بدبو سے اس کو فوراً قے ہوگئی،

[1] تنبیہ الغافلین: باب فضل مجالس العلم، ص ۴۴۲

تین روز تک کھانا بھی نہیں کھایا گیا، ایک دن اس نے اپنی ساس سے کہا کہ تیرے گھر میں تو میرا گزارہ نہیں ہوگا، اتنی شدید بدبو یہاں چمڑے کی ہے، جگہ جگہ چمڑے رکھے ہوئے ہیں۔ ساس نے کہا کہ بیٹی! بس تم ایک ہفتہ تکلیف اٹھالو، لیموں کا شربت پی لو، الائچی کھالو، پان کھالو، کسی طرح سے ایک ہفتہ گزارو، میں وعدہ کرتی ہوں کہ ایک ہفتے میں تیری تکلیف دور ہو جائے گی۔ ایک ہفتے کے بعد اس کو بدبو آدھی محسوس ہونے لگی کیونکہ ناک بدبو کی عادی ہوگئی، جب ناک عادی ہوگئی تو بدبو بھی آدھی رہ گئی۔ ساس نے کہا کہ گھبرامت! ایک ہفتہ اور گذار لے۔ ایک ہفتے کے بعد وہ آدھی بھی ختم ہوگئی۔ تب بہو نے ساس سے کہا کہ اے میری ساس! میرے قدموں کی کرامت تو نے دیکھی، تیرے گھر سے بدبو نکل گئی۔ ساس نے کہا کہ یہ تیری کرامت نہیں ہے تیری ناک بدبو کی عادی ہوگئی، تجھے احساس خوشبو ختم ہو گیا۔

ایسے ہی جو لوگ گناہوں سے نہیں بچتے، ہر گناہ کے بعد ان کی بری عادت میں رسوخ ہوتا چلا جاتا ہے۔

مولانا رومی رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ کسی کے دروازہ پر ایک خاردار درخت پیدا ہو گیا، تو پڑوسی نے کہا کہ اس درخت کو جلدی اُکھاڑ دو، اس نے کہا کیوں؟ جلدی کس بات کی ہے؟ کل اُکھاڑ دوں گا۔ پڑوسی نے کہا کہ جلدی اس لئے ہے کہ اگر اس کی جڑ مضبوط ہوگئی تو تمہیں اکھاڑنا مشکل ہو جائے گا، اس نے کہا ارے دیکھا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی جڑیں گہری ہوگئیں اور اکھاڑنے والا بوڑھا ہو گیا۔ تو مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آں درخت بد قوی تر می شود
برکنندہ پیر و مضطری شود

وہ برا درخت یعنی بری بری عادتیں مضبوط ہورہی ہیں اور اس درخت کو اُکھاڑنے والا، بری عادتوں سے توبہ کرنے والا روحانیت کے اعتبار سے کمزور ہوتا جارہا ہے۔

اس لئے ہم سب اپنی جانوں پر رحم کرلیں اور بری عادتوں سے توبہ کرلیں۔ دوستو! دیر مت کرو ورنہ یہ بری عادتیں راسخ ہوجائیں گی، نفس تو پہلوان ہوجائے گا اور تمہاری روحانیت لومڑی بن جائے گی۔

ایک چال شیطان کی اور بھی ہے کہ آدمی سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جیتے رہو کہ ابھی ذرا اور گناہوں کے مزے کرلیں، پھر اکٹھی توبہ کرلیں گے، اگر ابھی توبہ کرلی تو پھر گناہوں کا مزہ کیسے ملے گا؟ لہٰذا دو چار سال خوب گناہ کرلو، بعد میں جب بوڑھے ہوجانا تو پھر تسبیح لے کر مسجد ہی میں بیٹھ جانا، پورے ہی ولی اللہ بن جانا۔ یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے اور یہ شخص انتہائی بے غیرت بھی ہے کہ اپنے مالک کی ناراضگی میں جینا پسند کرتا ہے، روٹی اللہ کی کھاتا ہے اور لنگوٹی شیطان کی پہنتا ہے، جیسے شیطان نافرمان ہے، یہ بھی اللہ کی نعمتوں کو کھا کر اس نعمت کی طاقت کو خدا کی نافرمانی میں استعمال کرتا ہے۔ ❶

صلحاء کی صحبت کے اثرات موت کے بعد بھی

حضرت احمد دوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی مرگیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس نے دو خوبصورت جوڑے پہنے ہوئے تھے، میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا کہ ہمارے قبرستان میں حضرت بشر حافی رحمہ اللہ دفن کئے گئے ہیں، اس لئے قبرستان والوں میں سے ہر ایک کو خوبصورت جوڑے پہنائے گئے ہیں۔ ❷

❶ اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت: ص ۱۷ تا ۱۹

❷ شرح الصدور: ص ۲۸۱، الرقم: ۷۹

صلحاء کے جنازوں میں شرکت کرنے والوں کی بھی مغفرت

حضرت قاسم بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کو دیکھا، میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا:

يَا بِشَر، قَدْ غَفَرْتُ لَکَ، وَلِکُلِّ مَنْ تَبِعَ جَنَازَتَکَ،فَقُلْتُ:يَا رَبِّ، وَلِکُلِّ مَنْ أَحَبَّنِي؟قَالَ:وَلِکُلِّ مَنْ أَحَبَّکَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. [1]

ترجمہ: اے بشر! ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی اور جس نے تمہارا جنازہ پڑھا اس کو بھی بخش دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! تو ان کو بھی بخش دے جو مجھ سے محبت کریں۔ اللہ کریم نے فرمایا: میں نے تم سے محبت کرنے والوں کو بھی قیامت تک کے لئے بخش دیا۔

حضرت میاں جی نور محمد رحمہ اللہ کا مقام اور باطنی اثرات و کیفیات

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ نے ایک خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہیں، غایتِ رُعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے۔ ناگاہ حضرت حاجی صاحب کے جدامجد حضرت شاہ بلاقی صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کا ہاتھ پکڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچادیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کا ہاتھ لیکر حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمہ اللہ کے حوالے کردیا، اس وقت بعالم ظاہر حضرت میاں جی رحمہ اللہ سے کسی کا تعارف نہ تھا بیان فرماتے تھے کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا عجیب انتشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب یہ کون صاحب بزرگوار

[1] تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:بشربن الحارث بن عبدالرحمن،ج۱۰ ص ۲۲۵

ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے دیا، مجھ کو خود اُن کے سپرد فرما دیا۔

اسی طرح کئی سال گزر گئے کہ ایک دن حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد قلندر شاہ صاحب محدث جلال آبادی نے آپ کے اضطرار کو دیکھ کر بکمال شفقت فرمایا:

''تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں چلے جاؤ اور حضرت میاں جی سے ملاقات کرو شاید مقصد اصلی کو پہنچ جاؤ، اور حیص بیص سے نجات پاؤ۔''

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے یہ سنا متفکر ہوئے اور دل میں سوچنے لگے کہ آخر کیا کروں، فوراً لوہاری کا سفر اختیار کیا۔ شدتِ گرمی وسفر سے حیران و پریشان چلے جاتے تھے یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے، بارے بہ کشش وکوشش آستانہ شریف پر حاضر ہوئے، اور جیسے ہی دور سے جمال وکمال حضرت میاں جی صاحب رحمہ اللہ کا ملاحظہ کیا صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا بخوبی پہچانا اور محو خود رفتگی ہو گئے۔

بیعت ہو کر ایک مدت تک خدمت میں رہے اور تکمیل سلوک طرق اربعہ عموماً اور طریق چشتیہ صابریہ خصوصاً کیا اور حضرت میاں جی رحمہ اللہ سے خرقہ خلافتِ تامہ اور اجازتِ خاصہ عامہ سے مشرف ہوئے۔ بعد عطائے خلافت حضرت میاں جی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''کیا چاہتے ہو؟ تسخیر یا کیمیا۔ جس کی رغبت ہو تم کو بخشوں''

حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میں یہ سن کر رونے لگا اور عرض کیا کہ:

''میں نے دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے، خدا کو چاہتا ہوں وہی مجھ کو بس ہے''

حضرت میاں جی رحمہ اللہ جواب سن کر بہت مسرور ہوئے اور بغل گیر فرما کر علوئے ہمت

پرآفریں کی اوردعائیں دیں۔ ❶

نیک لوگوں کی صحبت کے اثرات

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے حضرت میاں جی نورمحمد صاحب جھنجھانوی قدس رحمہ اللہ سے اپنے بیعت ہونے کا واقعہ حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمہ اللہ سے بیان کیا، حافظ صاحب کے دل میں حضرت میاں جی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کرنے کا جوش پیدا ہوا۔

اور حاجی صاحب رحمہ اللہ سے آپکی جائے قیام معلوم کی، حاجی صاحب رحمہ اللہ نے بتلایا کہ وہ لوہاری کی جامع مسجد میں بچوں کوقرآن پڑھاتے ہیں اوراصل وطن جھنجھانہ ہے اور جھنجھانہ کا پتہ یہ ہے، محلّہ پیرزادگان، مکان متصل مسجد چشتی صاحب مسجد کے پاس دھوبی رہتے ہیں اُن سے معلوم کر لینا۔

آپ لوہاری تشریف لے گئے، معلوم ہوا کہ حضرت میاں جی جھنجھانہ تشریف لے گئے ہیں، حافظ صاحب نے جھنجھانہ کا رخ کیا، جب دھوبیوں کے محلّہ میں پہنچے تو حضرت میاں جی رحمہ اللہ مسجد چشتی کے سامنے ایک مزار کے قریب تشریف فرما تھے۔

حافظ صاحب نے کہا: ارے دھوبی! میاں جی کا مکان کہاں ہے؟

”آپ نے فرمایا: میں کپڑوں کا دھونے والا نہیں دل کا دھونے والا دھوبی ہوں۔“

حضرت حافظ صاحب سمجھ گئے کہ یہی حضرت میاں جی صاحب ہیں، آپ نے ملاقات کی، اس کے بعد آپ کا معمول ہوگیا کہ اگر ہفتہ میں دوتین یوم تھانہ بھون میں قیام فرماتے تو تین چار روز حضرت میاں جی کی خدمت میں گزارتے، آخر پورے ساڑھے تین سال کے بعد حضرت میاں جی رحمہ اللہ نے آپ کو مرید فرمایا۔ ❷

❶ حکایات الاسلاف: ص ۱۷۵، ۱۷۶/ نور محمدی: ص ۴۹

❷ حکایات الاسلاف: ص ۱۷۶، ۱۷۷/ نور محمدی: ص ۵۲

بزرگوں اور صوفیاء کے مجاہدات سے مقصود اعتدال ہوتا ہے

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ دیر تک مصروف گفتگو رہے۔ حضرت مولانا محمد یسین صاحب رحمہ اللہ (مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کے والد ماجد اور درجہ فارسی کے مشہور استاد) نے عرض کیا کہ:

''بزرگانِ سلف میں اس کا بڑا اہتمام تھا کہ کلام کم کیا جائے، زیادہ گفتگو سے منع فرماتے تھے، یہ اس کی حد کیا اور اس کا کیا مطلب ہے''

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ ''اصل مقصود تو ناجائز کلام سے بچنا ہے مگر بعض اوقات ناجائز سے بچنے کے لئے بطورِ علاج کے جائز و مباح کلام کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نفس صرف جائز کلام پر قناعت نہیں کرتا، شدہ شدہ حرام و ناجائز میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

اس وقت مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب رحمہ اللہ ایک کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ایک ورق کو موڑ دیا اور پھر مولانا محمد یسین صاحب کو دیا:

''اس مڑے ہوئے ورق کو سیدھا کرو۔''

مولانا محمد یسین صاحب نے اسکو سیدھا کر دیا مگر وہ پھر مڑ گیا اور بارہا اس کو کرنے پر بھی سیدھا نہیں ہوا، تو حضرت مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ نے پھر کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر اس مڑے ہوئے ورق کو دوسری طرف موڑ دیا اور پھر مولانا محمد یسین صاحب کو دیا کہ اب سیدھا کرو، مولانا محمد یسین صاحب نے اس کو سیدھا کیا تو وہ سیدھا ہو گیا اور اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ یہ محسوس مثال دکھلانے کے بعد فرمایا:

''صوفیائے کرام جو مجاہدات کراتے ہیں اس کی یہی مثال ہے کہ اصل مقصود تو اعتدال

پر قائم رہنا ہے، لیکن زخم خوردہ نفس اعتدال پر اس وقت تک نہیں آتا جب تک اس کو بالکل دوسری طرف نہ موڑ لیا جائے یعنی بہت سے مباحات اور جائز امور سے بھی روک دیا جاتا ہے، تب وہ اعتدال پر آتے ہیں کہ ناجائز سے بچنے لگیں۔ یہ مجاہدات مقصود نہیں ہوتے بلکہ علاج ہوتے ہیں۔

فائدہ: جو اس حقیقت پر غور نہیں کرتے وہ ان صوفیائے کرام پر اعتراض کرنے لگتے ہیں کہ حلال چیزوں سے روکتے ہیں، حالانکہ ان کا روکنا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کوئی حکیم معالج اپنے مریض کو کسی پاک صاف حلال طیب چیز کے کھانے سے اس لئے روکتا ہے کہ وہ اس کے مزاج میں بیماری پیدا کردے گی، اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس نے خدا کے حلال کو حرام کردیا۔ ❶

بزرگوں کی صحبت کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی کسی بزرگ سے ملاقات ہوئی، آپ ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے، حاجی صاحب نے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ اور یہاں عرب میں کب آئے؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں جگہ کا رہنے والا ہوں، حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے پھر پوچھا کہ آپ کی کبھی کسی بزرگ سے ملاقات بھی ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا:

ایک مرتبہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تھی۔

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اسی وجہ سے آپ کی پیشانی پر اب تک اس کے اثرات نظر آتے ہیں۔''

فائدہ: سبحان اللہ جن بزرگوں کو دیکھ کر لوگوں کے چہرے نورانی بن جائیں وہ بزرگ

❶ مجالس حکیم الامت: ربیع الاول ۱۳۵۸ھ، ص ۲۹۶، ۲۹۷

خود کس قدر نورانی ہوں گے۔ ❶

صحبت صالح کے اثرات طلب کے موافق ہوتے ہیں

مولانا علی میاں رحمہ اللہ، مولانا عبداللہ صاحب دھرم کوٹی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان کا آخری ہفتہ مولانا عبداللہ صاحب کا رائے پور میں گزرا۔ اسی موقع پر پنجاب کے ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، پہلے وہ کسی اور بزرگ کی خدمت میں گئے تھے، ان بزرگ نے فرما دیا تھا کہ تمہارا حصہ رائے پور ہے وہاں جاؤ، رائے پور کا نقشہ ایسا تھا کہ خاص طور پر رمضان شریف میں سب مہمان حضرات اکثر اوقات، ذکر، نماز، تلاوت، مراقبہ، بالخصوص ذکر بالجہر میں مشغول رہتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ صاحب کہنے لگے کہ ہم سے تو چکی نہ پیسی جائے گی، غالباً کسی نے حضرت سے ذکر کر دیا، شام کو کھانے کے بعد حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دوست آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے حصہ کی پڑیا بنی رکھی ہے مل جائے گی، جیب میں ڈال کر لے آئیں گے مگر یہاں بغیر محنت کے کچھ نہیں ہوتا، اِس راستہ میں محنت لازمی ہے، غالباً اس کے بعد یہ آیت ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت : ٦٩) پڑھ کر مزید روشنی ڈالی۔ مگر چند دنوں بعد حضرت کے کانوں میں پھر یہی الفاظ ڈالے گئے کہ فلاں صاحب یہاں دوستوں کی شب و روز محنت دیکھ کر گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی محنت کون کرے؟ دوبارہ بڑے جوش سے فرمایا: اگر کوئی گھر آپ لوگوں کو معلوم ہو یہاں دو روٹیاں پکی پکائی مل جاتی ہوں تو میں بھی ٹوکری پکڑ کر تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں تا کہ کچھ حاصل کر سکوں، دوست صرف چکی ہی پیسنے کی شکایت کرتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ چکی پیسنے کا ہنر تو بہت روز میں آتا

❶ حکایات الاسلاف: ص ۲۶۰، ۲۶۱/ تزکیہ نفس: ص ۴

ہے، پہلے تو زمین کو جوتنا ہے، اچھا بھلا بیج گھر سے نکال کر کھیت میں بکھیر کر پھر سینچنا ہے تا کہ کھیتی بڑھ کر پکنے کی حد تک پہنچے اور پک جائے، تو پھر کاٹنا اور گاہنا اور غلہ کو بھوسے سے علیحدہ کرنا پھر چکی پیسنا، آٹا بن جانے کے بعد پھر اسے مشقت سے گوندھنا بھی ہے اور آگ جلانے پکانے کا سامان مہیا کرنا ہے۔ پھر جیٹھ کی گرمی بھی برداشت کرنا ہے، پک کر تیار ہو جانے کے بعد مشقت سے توڑ کر منہ کے زور سے نگلنا ہے، اس ساری کوششوں کے بعد اگر ہضم ہو جائے تو محض میرے مولا کا فضل سمجھنا چاہیے، وگرنہ قے ہو کر باہر بھی نکل سکتا ہے۔

کسی دوست نے عرض کیا کہ حضرت ماں اپنے بچے پر کتنی شفیق ہوتی ہے کہ سوئے ہوئے بچہ کو اٹھا کر دودھ پلاتی ہے۔ اگر بچہ بھوکا ہو تو اس کی چھاتیوں میں ایک قسم کی تحریک سی پیدا ہو کر اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ بچہ بھوکا ہے، مگر بزرگ لوگ ماؤں سے زیادہ شفیق ہوتے ہیں اس لیے ان سے ایسی امیدیں باندھی جاسکتی ہیں۔

اس پر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھئی ماں کا کام تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ چھاتی بچہ کے منہ میں دے دے، لیکن اگر بچہ ہی مردہ ہو اور ہونٹ ہلا کر دودھ کو چوس نہ سکے اور اپنے پیٹ میں نہ پہنچا سکے تو اس میں ماں کا کیا قصور ہے؟ ❶

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی صحبت سے ایک فاحشہ عورت عابدہ اور مجاہدہ بن گئی

حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ ہفتے میں ایک دن جنگل میں سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے، تو بڑے بڑے لوگ یہ حسرت کرتے تھے کہ ہمیں بھی سید صاحب کے ساتھ جانے کا موقع مل جائے،

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۸، اکابر کے مجاہدات فی العلم والسلوک، ج ۲ ص ۱۶۲ تا ۱۶۴

حضرت میاں جی فرماتے ہیں ایک روز موقع مل گیا اور میں سید صاحب کے ساتھ چل پڑا، سید صاحب گھوڑے پر تشریف فرما تھے، خانم بازار دہلی سے گزرے۔

وہاں سے آگے ایک گلی سے گزرے، اس گلی میں ایک فاحشہ کا مکان تھا، وہ نہایت حسین اور پڑھی لکھی تھی، اور اس گلی میں سے معمولی آدمی کا گزرنا ناممکن تھا، گلی میں اس کا بڑا بنگلہ تھا، بڑے بڑے شہزادے اور امیرزادے اس کے بنگلے پر جاتے تھے۔ جب سید احمد شہید رحمہ اللہ اس کے بنگلے سے گزرے تو وہ حسن اتفاق سے اپنے دروازے پر کھڑی تھی، زرق برق لباس میں ملبوس تھی، سید صاحب نے اس کی طرف نظر اٹھائی۔ پھر کیا تھا وہ چیخ پڑی اور سید صاحب کے گھوڑے کے پیچھے دوڑ پڑی اور پیچھے یہ آواز بھی لگا رہی تھی۔ اے شاہسوار! خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے، آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

سید صاحب بار بار فرماتے تھے کہ بی بی سن تو سہی بات تو بتلاؤ تو کون ہے اور کیوں روتی ہے؟ گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب بتاؤ، وہ برابر روتی رہی اور گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے تھی، جب اسے رونے سے افاقہ ہوا تو اس نے کہا کہ جی میں توبہ کرنا چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی۔ سید صاحب نے فرمایا اس وقت تمہارے مکان میں بندے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! سید صاحب نے فرمایا توبہ کے بعد نکاح کرے گی؟ اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ جو آپ فرمائیں گے وہ کروں گی، اس وقت اس فاحشہ کے گھر میں کل دس آدمی تھے، فرمایا: سب کو بلاؤ، نو تو آگئے جس شان سے (رونے کے ساتھ) وہ فاحشہ آئی تھی اس شان سے یہ لوگ بھی آگئے اور رو رو کر سب توبہ تائب ہو گئے، سید صاحب نے فرمایا آپ سارے اکبری مسجد میں چلیں،

میں آ رہا ہوں، تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب پہنچ گئے اور نو بندوں میں سے ایک کے ساتھ اس کا نکاح ہو گیا، سید صاحب نے مسکرا کر پوچھا، بی بی اب کہاں جاؤ گی؟ بڑا پیارا جواب دیا، کہا کہ خاوند کے ساتھ ان کے گھر میں جاؤں گی۔ کسی نے کہا اپنے بنگلے پر نہیں جائے گی؟ کہا اس بنگلے پر لعنت بھیجتی ہوں، گناہ کے کاروبار سے اس کو بنایا تھا، اب اس سے نفرت ہو گئی ہے، یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ بالاکوٹ کے جہاد میں بھی گئی تھی۔ اکبری مسجد میں جو نو بندے سید صاحب سے بیعت ہوئے تھے وہ سارے شہید ہو گئے، اور وہ خود مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کرتی تھی، ان کے لئے چارہ وغیرہ بناتی حتی کہ اس کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے، ایک مجاہد نے ازراہِ تعجب پوچھا کہ بی بی اس وقت آپ خوش تھیں جب تمہاری خدمت کیلئے شہزادے موجود ہوتے تھے، یا اب اس حالت میں خوش ہو کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہو؟ وہ مسکرائی اور فرمایا سامنے جو پہاڑ کھڑا ہے، خدا کی قسم! اب میرے پاس ایمان و یقین الحمدللہ اتنا زیادہ ہے کہ اگر سامنے پہاڑ پر اپنا ایمان و یقین رکھ دوں تو ان شاء اللہ یہ پہاڑی بھی نیچے دب جائے گا، اور میرے ایمان و یقین کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گا۔ فرمایا: الحمدللہ! اب سکون ہی سکون ہے، پہلے تو میں مصیبت، بے چینی اور بے سکونی میں تھی۔ ❶

کثرت تصانیف کی وجہ بزرگوں کی صحبت ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے حضرت کی تصانیف جو ایک ہزار کے قریب ہیں ان کا ذکر کر کے عرض کیا کہ آپ نے اتنی تصنیفات فرمائی ہیں تو ہزاروں کتابیں دیکھی ہونگی۔

❶ ارواح ثلاثہ: حضرت سید احمد صاحب رحمہ اللہ کی حکایات، حکایت نمبر ۱۱۸، ص ۱۰۰ تا ۱۰۳/ ہمارے اسلاف: ص ۹۵ تا ۹۷

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں! چند کتابیں دیکھی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ۔ ان کتابوں نے مجھے سب دوسری کتابوں سے بے نیاز بنادیا۔ اسی بات کے دوران فرمایا کہ مجھے زیادہ کتب بینی کا ذوق نہیں ہوا کیونکہ نفس علم کو مقصود نہیں سمجھا۔ عمل کے لئے جتنے علم کی ضرورت ہے اس میں اپنے بزرگوں پر مکمل اعتماد و اعتقاد تھا، جو کچھ قرآن وسنت کی تعبیر میں اُنہوں نے فرمایا تھا اس پر دل مطمئن تھا۔ ❶

بزرگوں کی صحبت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

دیوبند میں ایک صاحب نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ آپ لوگ (مراد اس سے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور دوسرے اکابر دیوبند سب تھے) بڑے فضلاء ہیں اور آپ سب جا کر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مرید ہوئے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں کیا چیز تھی جس کے لئے آپ حضرات نے انکی خدمت اختیار کی، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں! ہماری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو سب اقسام کی مٹھائیوں کے نام اور فہرست پوری یاد ہو، مگر چکھا ایک کو بھی نہ ہو۔ اور دوسرا کوئی ایسا شخص ہے جس نے سب مٹھائیاں کھائی ہیں مگر نام کسی کا یاد نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ جو شخص مٹھائیاں کھا رہا ہے اس کو تو کوئی ضرورت نہیں کہ ان کے نام معلوم کرنے کے لئے کسی کے پاس جائے، مگر جس کو صرف نام اور الفاظ یاد ہوں وہ اس کا محتاج ہے کہ صاحب ذوق کی خدمت میں جائے اور ان مٹھائیوں کا ذوق حاصل کرے۔ ❷

❶ مجالس حکیم الامت: ملفوظات رمضان، ۱۳۴۸ھ، ص ۱۰۳، ۱۰۴

❷ مجالس حکیم الامت: جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۲۰۳، ۲۰۴

اہل روم اور چین کی صنعت اور تزکیہ باطن کے اثرات

مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رومیوں نے کہا کہ ہم اچھے صناع اور کاری گر ہیں، چینیوں نے کہا ہم ہیں، بادشاہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا، بادشاہ نے کہا: تم دونوں اپنی صفائی دکھلاؤ! اس وقت دونوں صناعوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا، اور اس کی صورت یہ تجویز کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کر دی، چینیوں سے کہا کہ نصف مکان میں تم اپنی کاری گری دکھلاؤ، اور رومیوں سے کہا کہ دوسرے نصف میں تم اپنی صناعی کا نمونہ پیش کرو۔ چینیوں نے تو دیوار پر پلاستر کر کے قسم قسم کے بیل بوٹے اور پھول پتے رنگ برنگ کے بنائے اور اپنے حصے کے کمرے کو مختلف نقش ونگار اور رنگارنگ بیل بوٹوں سے گل وگلزار بنا دیا۔ ادھر رومیوں نے دیوار پر پلاستر کر کے ایک بھی پھول پتہ نہیں بنایا، اور نہ ہی کوئی ایک بھی رنگ لگایا بلکہ دیوار کے پلاستر کو صیقل کرنا شروع کر دیا، اور اتنا شفاف اور چمک دار کر دیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی، جب دونوں نے اپنی اپنی کاریگری اور صناعی ختم کر لی تو بادشاہ کو اطلاع دی، بادشاہ آیا اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکال دی جائے، جونہی دیوار بیچ میں سے ہٹی چینیوں کی وہ تمام نقاشی اور گل کاری رومیوں کی دیوار میں نظر آنے لگی، اور وہ تمام بیل بوٹے رومیوں کی دیوار میں منعکس ہو گئے جسے رومیوں نے صیقل کر کے آئینہ بنا دیا تھا، بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے، کیونکہ ایک ہی قسم کے نقش ونگار دونوں طرف نظر آ رہے تھے، آخر کار اس نے رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صناعی اعلیٰ ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی صناعی بھی دکھلائی اور ساتھ ہی چینیوں کی کاری گری بھی چھین لی، مولانا رومی نے اس قصے کو نقل کر کے

آخر میں بطورِ نصیحت کے فرمایا ہے: اے عزیز! تو اپنے دل پر رومیوں کی صناعی جاری کر یعنی اپنے قلب کو ریاضت ومجاہدہ سے مانجھ کرا تنا صاف کرلے کہ تجھے گھر بیٹھے ہی دنیا کے سارے نقش ونگار اپنے دل میں نظر آنے لگیں۔

یعنی تو اپنے دل سے ہر قسم کا مادی میل کچیل نکال پھینک، اور اسے علم الٰہی کی روشنی سے منور کردے، تجھے دنیا وآخرت کے حقائق ومعارف گھر بیٹھے ہی نظر آنے لگیں گے، ایسے قلب صافی پر بے استاد وکتاب براہِ راست علوم خداوندی کا فیضان ہوتا ہے، اور وہ روشن سے روشن ہوجاتا ہے۔ ❶

اولیاءاللہ کے احوال اور باطنی کیفیات

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے اپنی بیعت کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں خدام الدین میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر کی تقریر پڑھ رہا تھا، جس میں آپ کا فرمان تھا کہ جسمانی آنکھیں تو اللہ تعالیٰ نے گدھوں اور کتوں کو بھی دی ہیں، آنکھیں تو اصل دل کی ہیں، اگر یہ روشن ہوجائیں تو انسان کو حرام حلال کا امتیاز ہوجاتا ہے اور اگر وہ قبر کے پاس سے گزرے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ قبر جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا ہے، یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ ایک ماسٹر صاحب جن کا نام رشید احمد تھا وہ ہال کے کمرے میں داخل ہوئے، ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور کہتے آرہے تھے کہ کسی نے حرام نوٹ لینا ہے تو یہ حرام ہے، میں نے کہا مجھے دے دو۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم کیا کروگے؟ میں نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر کی وہ تقریر سنائی اور کہا لاہور چلتے ہیں اور امتحان لیتے ہیں کہ خود حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو

❶ عجیب وغریب واقعات: ص۳۳، ۳۴

حلال حرام کی تمیز ہے یا نہیں؟ اس پر چار پانچ ٹیچر اور تیار ہو گئے۔

ہم سب نے ایک ایک روپیہ اپنے پاس سے لے لیا، ایک روپے کے سیب اپنے روپے سے لئے اور ایک کے حرام روپے سے خریدے، اس طرح پانچ پھل ہم نے خرید لئے اور ہر پھل پر کوئی ایک نشانی لگا دیا کہ یہ سیب حرام روپے کا ہے اور وہ حلال روپے کا ہے، یہ کینو حرام روپے کا ہے وہ حلال کا، غرضیکہ ہم پھل لے کر لاہور پہنچ گئے، اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے، حضرت رحمہ اللہ نے پھلوں کی طرف دیکھا پھر ہماری طرف دیکھا اور فرمایا بھئی یہ کیا لائے ہو، میں نے عرض کیا: حضرت زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں یہ کچھ ہدیہ ہے، فرمایا ہدیہ لائے ہو یا میرا امتحان لینے آئے ہو؟ یہ فرما کر آپ رحمہ اللہ نے ان مختلف پھلوں کو الگ الگ کر دیا اور فرمایا یہ حلال ہیں، یہ حرام ہیں، اب ہم نے بیعت کی درخواست کی، تو حضرت نے سختی سے فرمایا: چلے جاؤ! تم بیعت کیلئے تھوڑے آئے تھے، تم تو امتحان کیلئے آئے تھے اور ہمیں اٹھا دیا، ہم واپس اسٹیشن پر آئے، گاڑی آئی اور باقی چاروں ساتھی سوار ہو گئے مگر میرا دل سوار ہونے کو نہ چاہا، میں ٹکٹ واپس کر کے شاہدرہ اپنے ہم زلف کے ہاں چلا گیا اور اگلے دن فجر کی نماز مسجد شیرانوالہ میں حضرت کی اقتداء میں ادا کی، نماز کے بعد درس کی جگہ پر حضرت رحمہ اللہ نے درس قرآن ارشاد فرمایا، درس کے بعد چند ساتھی بیعت کیلئے بڑھے، میں بھی ساتھ بیٹھ گیا، حضرت دیکھ کر مسکرا گئے فرمایا: اچھا اب بیعت کیلئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضرت! حاضر ہو گیا ہوں، حضرت رحمہ اللہ نے بیعت فرمایا اور اسم ذات، استغفار اور درود شریف کی تسبیحات کی تعلیم فرمائی۔ ❶

---

❶ تجلیات صفدر: حالات مؤلف، ج ا ص ۵۳، ۵۴/ ہمارے اسلاف: ص ۲۱۶، ۲۱۷

بزرگوں کی صحبت مقناطیس کی مانند ہیں

جناب حکیم محمد حسن صاحب قرشی مرحوم جب حج کوتشریف لے گئے تو حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ علیہ نے نہایت مفید نصائح فرمائیں۔ اُن کو معلوم تھا کہ میں جہاں کہیں جاتا ہوں، وہاں مریضوں کا رجوع شروع ہو جاتا ہے، اس لئے حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وہاں اس طرف زیادہ توجہ نہ کریں بلکہ جس مقصد عزیز کے لئے جارہے ہیں اسکی تکمیل کو پیشِ نظر رکھیں۔''

اس کے بعد مزید فرمایا کہ مکہ معظّمہ میں دو خاص عبادتیں ہیں۔ بیت اللہ کا زیادہ سے زیادہ طواف اور نماز با جماعت کا اہتمام۔اسی طرح مدینہ منورہ میں دوخاص عبادتیں ہیں، روضۂ اقدس پر درود وسلام، اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز با جماعت کا التزام۔ ❶

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی نصیحت اور صحبت کا بادشاہ شاہ فیصل پر اثر

مفکر اسلام حضر مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ شاہ فیصل سے ملاقات کو جب ان کے محل تشریف لے گئے، تو محل کی خوبصورتی، اس کی سجاوٹ اور اس کی آرائش وزیبائش دیکھ کر شاہ فیصل سے یوں گویا ہوئے: میں سوچ رہا ہوں اور مجھے یاد آرہا ہے کہ ہمارے ہندوستان میں بھی ایک بادشاہ گزرا ہے، اس کی سلطنت آج کے پورے ہندوستان اور پاکستان پر نہیں بلکہ نیپال، سری لنکا اور افغانستان تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے ۵۲ سال اتنی بڑی سلطنت پر حکومت کی مگر اقتدار کے باون سالوں میں سے بیس سال گھوڑے کی پیٹھ پر گزارے۔

اس کے دور میں مسلمان آزاد تھے، خوشحال تھے، ان کے لیے ہر قسم کی آسانیاں تھیں لیکن بادشاہ کا حال یہ تھا کہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتا تھا، قرآن مجید کی کتابت کر کے

❶ حکایات الاسلاف: ص۲۹۳، ۲۹۴/ تذکرہ حسن: ص۳۷

اور ٹوپیاں سی کر اپنا خرچ چلاتا تھا، خزانے کو اللہ کی اور اس کی مخلوق کی امانت سمجھتا تھا، وہ خود روکھی سوکھی کھاتا مگر دوسروں کے لیے لنگر چلاتا تھا، وہ خود تنگ دست تھا مگر دوسروں کے لیے موتی لٹاتا تھا، وہ فقیر تھا مگر دل کھول کر غریبوں کی مدد کرتا تھا۔ عیاشی کے تمام سامان اس کے ایک اشارے پر فراہم ہو سکتے تھے مگر وہ آخرت کو یاد کر کے روتا تھا، راتوں کو پروردگار کے حضور میں کھڑا رہتا تھا اور اپنی کوتاہیوں پر رو رو کر معافی مانگتا تھا، اپنے دربار میں وہ بادشاہ تھا لیکن اللہ کے دربار میں فقیر بن کر کھڑا رہتا اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا، اس وقت مسلمان حکمران غریب اور سادہ تھے مگر عوام خوشحال اور آسودہ تھی۔

آج آپ کا یہ حال دیکھا تو خیال آیا کہ سب کچھ کتنا بدل گیا ہے، آج ہمارے بادشاہ خوشحال ہیں اور عوام غریب محتاج، بادشاہ شاندار محلوں میں رہتے ہیں مگر رعایا کو جھونپڑی بھی میسر نہیں۔ پہلے کے بادشاہ پوری قوم کے لیے دردمند تھے مگر اب بادشاہوں کو کسی کا کوئی خیال ہی نہیں، اپنی عیاشی میں مست ہیں۔ فلسطین کے عربوں کو دیکھئے کہ کیا حال کر دیا ہے ان کا یہودیوں اور نصرانیوں نے، فلسطین میں مسلمان بے گھر ہیں، کشمیر میں ان کا لہو اَرزاں ہے، وسط ایشیاء میں وہ اسلام کی شناخت سے محروم ہیں، آج میں نے آپ کے محل میں قدم رکھا تو اسلام کی پوری تاریخ میری نظر میں گھوم گئی اور پہلے کے اور اب کے بادشاہوں کے تقابل میں کھو گیا۔

جب مولانا خاموش ہوئے تو شاہ فیصل کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا، اب ان کی باری تھی لیکن وہ زار و قطار رو رہے تھے، رونے کی آواز سن کر محافظ دوڑتے ہوئے آئے، تو شاہ فیصل نے ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کو کہا اور مولانا سے مخاطب ہو کر بولے:

وہ بادشاہ اس لیے تھے کہ انہیں آپ کے جیسے بے باک اور مؤمنانہ شان رکھنے والے

ناصح میسر تھے، آپ تشریف لاتے رہیں تاکہ ہم کمزوروں کو نصیحت ملتی رہے۔ ❶

اس لئے دنیا میں انسان کوشش کرے کہ علماء اور صلحاء سے دوستی رکھے، آج جس گھر میں عموماً آپ کو دینداری نظر آئے گا ضرور اس گھر کے کسی نہ کسی فرد کا کسی عالم سے تعلق ہوگا، اگر کسی گھر میں کوئی حافظ ہے، کوئی عالم ہے، گھر میں دینداری ہے تو گھر کے کسی بڑے کا، گھر کے کسی فرد کا، کسی عالم یا کسی متبع سنت انسان سے تعلق ہوگا، اس وجہ سے گھر کے ماحول میں نمایاں تبدیلی ہوگی۔ آج اگر کسی گھر میں بے سکونی ہے، یا دینی ماحول نہیں ہے تو اس کی بنیادی وجہ نیک لوگوں کی صحبت میسر نہیں ہے، جس کے برے اثرات آئے دن ہمارے سامنے آرہے ہیں۔

۵......کاش میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا﴾ (الأحزاب: ٦٦)

ترجمہ: جس دن ان کے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا، وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کر لی ہوتی اور رسول کا کہنا مان لیا ہوتا۔

تو پانچواں آدمی جسے افسوس ہوگا اور وہ خواہش اور تمنا ظاہر کرے گا وہ انسان ہے جو کہے گا کاش میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا، قرآن وحدیث میں جگہ جگہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

❶ ہمارے اسلاف: ص ۲۸۰ تا ۲۸۲

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والوں! اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں ان کی بھی، پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالے کردو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا مقام و مرتبہ

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء: ۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

رسول کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جو رسول کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو (اطاعت

سے) منہ پھیر لے تو (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا (کہ تمہیں ان کے عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔)

اللہ اور رسول کی اطاعت میں ہی ہدایت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ (النور: ۵۴)

ترجمہ:۔ (ان سے) کہو کہ اللہ کا حکم مانو اور رسول کے فرمانبردار بنو، پھر بھی اگر تم نے منہ پھیرے رکھا تو رسول پر تو اتنا ہی بوجھ ہے جس کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے، اور جو بوجھ تم پر ڈالا گیا ہے، اس کے ذمہ داری تم خود ہو۔ اگر تم ان کی فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاجاؤ گے، اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچادیں۔

اطاعتِ رسول دخولِ جنت کا سبب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى.

ترجمہ: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جو انکار کرے۔

صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ!

وَمَنْ يَّأْبَى ؟

یہ انکار کرنے والا کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِی دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْ أَبَی. ❶

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔

خواہشات کو اطاعتِ رسول کے تابع کرو

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی یَکُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ. ❷

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اسکی خواہشات اس کے تابع نہ ہو جائے جسکو میں لیکر آیا ہوں۔

ہر ایک کے لئے اتباعِ رسول لازم ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب لے کر حاضر ہوئے جو انہیں کسی کتابی سے ہاتھ لگی تھی، تو انہوں نے اِسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا شروع کیا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے انور کا رنگ متغیر ہوگیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

أَمُتَهَوِّکُونَ فِیهَا یَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِهَا بَیْضَاءَ نَقِیَّةً، لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَیْءٍ فَیُخْبِرُوکُمْ بِحَقٍّ فَتُکَذِّبُوا بِهِ، أَوْ

❶ صحیح البخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، رقم الحدیث: ۷۲۸۰

❷ السنة لابن أبی عاصم: ج ۱ ص ۱۲، رقم الحدیث: ۱۵ / شرح السنة للبغوی: کتاب الإیمان: باب رد البدع والأهواء، ج ۱ ص ۲۱۳

بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوا بِهِ،وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ مُوسَى كَانَ حَيًّا،مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي. ❶

ترجمہ:اے ابن خطاب! کیا تم اس میں گھسنا چاہتے ہو،اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس ایک ایسی شریعت لے کر آیا ہوں جو روشن اور صاف ستھری ہے،تم ان اہل کتاب سے کس چیز کے متعلق سوال نہ کیا کرو اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں صحیح بات بتائیں اور تم اس کی تکذیب کرو اور غلط بتائیں تو تم اس کی تصدیق کرو،اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر موسیٰ (علیہ السلام) بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

اتباعِ رسول کی مثال

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ:يَا قَوْمِ،إِنِّي رَأَيْتُ الجَيْشَ بِعَيْنَيَّ،وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ العُرْيَانُ،فَالنَّجَاءَ،فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ،فَأَدْلَجُوا،فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا،وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ،فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ،وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الحَقِّ. ❷

---

❶مسند أحمد:مسند المكثرين من الصحابة،مسندجابربن عبداللّٰه،ج۲۳ ص ۳۴۹، رقم الحديث:۱۵۱۵۶

❷صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالسنة والكتاب،باب الإقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ،رقم الحديث:۷۲۸۳

ترجمہ: میری اور اس کی مثال جو اللہ نے مجھ کو دے کر بھیجا ہے، اس شخص کی مثال ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے کہ میری قوم! میں نے اپنی آنکھ سے فوج کو دیکھا ہے اور میں تمہیں ننگا ڈرانے والا ہوں، اس لئے نجات کی جگہ تلاش کرو، اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور راتوں رات نکل گئے اور اپنی پناہ کی جگہ چلے گئے، چنانچہ نجات پائی، ایک گروہ نے اسے جھوٹ سمجھا اور اپنی جگہ پر ہی رہے، صبح کو لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر دیا اور قتل و غارت کیا، یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔

اتباع سنت کے علاوہ گمراہی کے راستے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا:

هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ،ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ،ثُمَّ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ،عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ مختلف راستے ہیں، جن میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے اور ان راستوں پر چلنے کی دعوت دے رہا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ، فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله بن مسعود، ج۷ ص۲۰۷، ۲۰۸، رقم الحديث: ۴۱۴۲

سَبِیلِهِ﴾(الأنعام: ۱۵۳)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہذا اس کے پیچھے چلو اور دوسروں راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔

اسطرح کی متعدد آیات اور احادیث ہیں جن میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کی ترغیب دی گی ہے، حضرات صحابہ کرام اور سلف بھی ہر موقع پر اتباع رسول کا اہتمام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی محبت اور اتباع

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں میدان عرفات میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب وہ قیام گاہ سے چلے تو میں بھی ان کے ساتھ چلا، وہ امام حج کی جگہ پر پہنچے اور اس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کی، پھر انہوں نے جبل رحمت پر وقوف فرمایا، میں اور میرے ساتھی بھی ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ (غروب کے بعد) جب امام عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوا تو ہم بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں سے چل پڑے، جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مازمین مقام سے پہلے ایک تنگ جگہ پہنچے تو انہوں نے اپنی سواری بٹھائی تو ہم نے بھی اپنی سواریاں بٹھا دیں، ہمارا خیال تھا کہ یہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے جو سواری کو تھامے ہوئے تھے اس نے کہا نہیں یہ نماز نہیں پڑھنا چاہتے بلکہ انہیں یاد آ گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جگہ پہنچے تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے رکے تھے اس لیے یہ بھی یہاں قضائے حاجت کرنا چاہتے ہیں۔ (۱)

(۱) مسند احمد: عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه، ج ۱۰ ص ۲۹۴، رقم الحدیث: ۶۱۵۱/ الترغیب والترھیب: ج ۱ ص ۴۳، رقم الحدیث: ۷۶

ایک صحابی کا منشا رسول میں عمارت گرا دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے ایک بلند گنبد دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں انصاری صحابی کا ہے، آپ خاموش ہو رہے اور دل ہی میں یہ بات رکھی یہاں تک کہ اس گنبد کے مالک آپ کے پاس آئے اور آپ کو لوگوں کے درمیان سلام کیا، آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اس طرح کئی بار کیا حتی کہ وہ صاحب جان گئے آپ کی ناراضگی اور اعراض کو، تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی شکایت کی کہ اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں، صحابہ کرام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تھے تو آپ کے گنبد کو دیکھا تھا، پھر وہ صحابی واپس گئے اور اپنے گنبد کو گرا دیا اور بالکل زمین کے برابر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پھر نکلے اس گنبد کی طرف تو اسے نہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ گنبد کے ساتھ کیا گیا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم سے گنبد کے مالک نے آپ کے اعراض کی شکایت کی تھی تو ہم نے اسے بتلا دیا تھا چنانچہ اس نے اسے منہدم کر دیا، آپ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا، إِلَّا مَا لَا يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: یاد رکھو ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہے سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اپنا

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب ما جاء فی البناء، رقم الحدیث: ۵۲۳۷

دستورُ العمل رکھتے، ایک مرتبہ چند اعراب نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا نبی اللہ! آپ کے بعض صدقہ وصول کرنے والے ہم پر ظلم کرتے ہیں، فرمایا کہ ان کو راضی رکھو، اعراب نے کہا: اگر وہ ظلم کریں، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو:

قَالَ جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ، مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ. ❶

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے کوئی بھی صدقہ وصول کرنے والا جب لوٹتا تو حضرت جریر سے خوش ہو کر لوٹتا تھا، (یعنی اِن کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ اطاعت رسول کی وجہ سے انہیں راضی کر کے واپس لوٹائیں۔)

اطاعت رسول میں آدھا قرض معاف کر دیا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کی واپسی کا مسجد میں مطالبہ کیا جو ابن ابی حدرد کے ذمے لازم تھا، ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے گھر میں موجود تھے، آپ نے آواز سن لی، آپ ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور بلند آواز سے کہا: اے کعب! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا:

ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هَذَا وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ: أَيِ الشَّطْرَ. ❷

ترجمہ: تم اپنا اتنا قرض معاف کر دو، آپ نے اشارے کے ذریعے انہیں حکم دیا کہ نصف قرض معاف کر دو۔

---

❶ صحیح مسلم: كتاب الكسوف، باب إثم مانع الزكاة، رقم الحديث: ۹۸۹

❷ صحيح البخاری: كتاب الصلاة، باب التقاضی والملازمة فی المسجد، رقم الحديث: ۴۵۷

حضرت کعب نے عرض کیا: ”لَقَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ“ میں نے ایسا ہی کیا اے اللہ کے رسول! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے ارشاد فرمایا: اٹھو اور تم بقیہ قرض ادا کردو۔

حضرت خریم الاسدی رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول

حضرت خریم الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال بہت بڑے تھے کندھوں تک بال تھے اوران کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے لٹک رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَیْمٌ الْأَسَدِیُّ لَوْ قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهِ،وَشَمَّرَ إِزَارَهُ. ❶

ترجمہ: خریم الاسدی بڑا بہترین انسان ہے اگر بالوں کو چھوٹا کرے اور پائنچے کو اوپر اٹھائے۔

خریم الاسدی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا، اُسی وقت بال بھی کاٹ دیئے اور پائنچے آدھی پنڈلی تک اوپر کردیئے۔

اتباع سنت اور صحبت صالح نجات کا سبب ہے

حضرت ابوعبدالرحمٰن ساحلی رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے میسرہ بن سلیم رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ آپ ایک طویل عرصہ تک غائب رہے، فرمایا: سفر بہت لمبا ہے۔ پوچھا کیا معاملہ پیش آیا؟

فرمایا رخصت مل گئی کیونکہ ہم رخصتوں پر فتوی دیا کرتے تھے۔ میں نے کہا مجھے کیا حکم ہے؟ فرمایا: اتباع سنت اور اللہ والوں کی صحبت آگ سے نجات دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب کرتی ہے۔ ❷

❶ مسند احمد: مسند الشامیین، ج ۲۹ ص ۱۶۴، رقم الحدیث: ۱۷۶۲۴

❷ کتاب الروح: المسألة الثالثة، ص ۲۸

میت کا اتباع سنت کا درس دینا

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نیک شخص میرا ہم سفر ہوا، راستہ میں اس کا انتقال ہوگیا اور میں اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوا، میں نے جب اس کو غسل دینا شروع کیا تو خوف کے مارے میں نے بائیں ہاتھ سے غسل دینا شروع کردیا:

فَأَخَذَهَا مِنِّی، وَنَاوَلَنِی یَمِینَهُ،فَقُلْتُ: صَدَقْتَ یَا بُنَیَّ، أَنَا غَلَطْتُ. ❶

ترجمہ: اس مردہ نے مجھ سے بایاں ہاتھ چھڑا کر دایاں ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے کہا بیٹا! تو نے سچ کہا، میں ہی غلطی پر تھا کہ بائیں ہاتھ سے شروع کر رہا تھا۔

سب سے افضل اتباع سنت کو پایا

شیخ عبدالوہاب بن یزید کندی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعمر وضریر رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے کہا مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا تم نے کس چیز کو افضل اور کس چیز کو برا پایا؟ انہوں نے کہا سنت کو افضل پایا اور قدری، جبری معتزلہ کی بدعتوں کو بدتر پایا۔ ❷

اتباع سنت کی وجہ سے دیدارِ خداوندی

محمد بن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن مصفی حمصی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تم کس طرف گئے، انہوں نے جواب دیا کہ میں خیر اور بھلائی کی طرف گیا اور مزید برآں میں ہر روز اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر کہا: آپ سنت کے شیدائی دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی سنت

❶ الرسالة القشيرية: باب الزهد، ج۲ ص ۵۴۹

❷ المنامات لابن أبی الدنیا: ص۱۰۷، الرقم: ۲۱۷

آپ کے ساتھ ہے، یہ سن کر محمد بن مصفی حمصی رحمہ اللہ مسکرا دیئے۔ ❶

سنت کی پیروی کی وجہ سے جنت میں جہاں چاہو رہو

حضرت ابوالعباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابوزرعہ! میرے پاس ایک بچہ لایا جاتا ہے، میں اِسے جنت میں داخل کرتا ہوں، تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے میری مخلوق پر شریعت کی راہیں کھول دیں اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو یاد کیا، جاؤ جنت میں جہاں تمہارا دل چاہے ٹھکانہ بنالو۔ ❷

گرفتاری کے وارنٹ جاری ہونے کے باوجود اتباع سنت

انگریز کے خلاف جہاد ۱۸۵۷ء میں دیگر اکابر کی طرح حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بھی نفسِ نفیس خود جہاد شاملی وغیرہ میں شامل تھے اور زخمی بھی ہوئے تھے۔ جب ظالم انگریز کی طرف سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے اور گرفتار کنندہ کے لئے صلہ تجویز ہو چکا تو اس کے لئے لوگ تلاش میں مساعی اور حراست کی تگ ودو میں پھرتے رہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو کمال شجاعت، استقامت اور ہمتِ قلب عطا فرمائی تھی اس لئے وہ ہر قسم کے نتیجہ سے بے نیاز ہو کر کھلے بندوں پھرتے تھے۔ مگر اعزہ واقارب اور ہمدردوں کی طرف سے جب شدید اور بلیغ اصرار ہوا کہ حضرت وقت کی نزاکت کے

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمدبن مصفى بن بهلول، ج۵۵ ص ۴۱۴

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبدالله بن عبدالكريم بن يزيدبن فروخ، ج۳۸ ص ۳۹

پیشِ نظر ضرور روپوش ہو جائیں تو ان کے اصرار کی وجہ سے تین دن روپوش رہے اور لکھا ہے:

''تین دن پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے اور کھلے بندوں پھرنے چلنے لگے۔ لوگوں نے پھر اصرار کر کے روپوشی کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غارِ ثور میں تین ہی دن روپوش رہے۔''

فائدہ: ظالم انگریز مسلمانوں کے خلاف خصوصاً سفاکانہ اور قاتلانہ حربے استعمال کر رہا تھا اور نہایت بے دردی سے مظلوموں کے ناحق خون سے ہولی کھیلتا تھا، لیکن حجۃ الاسلام اپنی حیات سے بے نیاز ہو کر اس موقعہ پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اضطراری کو ترک کرنے پر باوجود شدت اصرار کے آمادہ نہ ہوئے۔ ❶

ہر لمحہ اتباع سنت کا معمول

حضرت مولانا عبدالحفی دائمی مظاہری ناظم مکتب خانہ دارالعلوم کراچی نے ایک واقعہ تحریر فرمایا کہ غالباً ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ میں ترمذی شریف کے سبق میں " باب الوضوء من المد" کا ذکر تھا۔ اس حدیث میں جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری رحمہ اللہ نے تقریر فرمائی کہ غالباً دو رطل تقریباً اڑسٹھ تولہ پانی سے وضو ہو سکتا ہے، تو میں نے عرض کیا کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا متقدمین میں تو ہو سکتا ہوگا مگر اب اگر کوئی کرے گا تو بہ تکلف ہی شاید صحیح کر سکے۔ فرمایا ہو سکتا ہے اللہ کے بندے اب بھی اسی طرح بے تکلف کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں ہو سکتا، اگر حضرت کر کے بتا دیں تو شاید مجھے شرح صدر ہو جائے۔ حضرت نے نہایت شفقت وخوشی سے فرمایا کہ اچھا

❶ حکایات الاسلاف: ص۲۹۴، ۲۹۵/ بانی دارالعلوم دیوبند: ص۵۰

جاؤ پانی وزن کر کے لاؤ۔ چنانچہ میں بغایتِ احتیاط پانی وزن کر کے لایا کہ زیادہ نہ ہو، حضرت رحمہ اللہ نے سبق میں سب کے سامنے اسی قدر پانی سے وضور کر کے دکھلایا اور کچھ بچا بھی رہا۔ اس کے بعد جب کبھی بھی غور کیا حضرت رحمہ اللہ کے وضو یا غسل میں اسرف فی الماء کا شائبہ نہیں ہوا۔ مقدارِ مسنونہ کے مطابق ہی ہمیشہ پانی استعمال ہوتا دیکھا۔ اکثر حضرت لوٹے ہی سے وضوفرماتے تھے اور حوض پر بھی وضوفرماتے تو پانی زیادہ صرف نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح ہر عمل میں اتباعِ سنت اور اعتدال حضرت رحمہ اللہ کی طبیعت ثانیہ تھی۔ غرض یہ کہ حضرت رحمہ اللہ وضو، غسل اور دیگر جزوی اُمور میں بھی سنت کی اتباع سختی سے کرتے تھے۔ ❶

حقیقی تصوف اتباع سنت ہے

ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند میں ایک جلسہ ہونے والا تھا جس کے انتظام میں مدرسہ کا پورا عملہ لگا ہوا تھا مگر مہتمم مدرسہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کو دیکھا گیا کہ نہایت اطمینان سے اپنے معمولات میں مشغول ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے عرض کیا:

حضرت پر اس وقتی انتظام اور اس کے متفرق معاملات کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا جو عام لوگوں کی عادت کے خلاف ہے۔‘‘

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ نے فرمایا:

’’یہ انتظام ہی کیا ہے، اگر سلطنت کا انتظام ہمارے سپرد کر دیا جائے تو اس کو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی شان سے اطمینان کے ساتھ انجام دیں گے۔‘‘

فائدہ: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ حقیقی

---

❶ تجلیاتِ رحمانی: باب ششم: خصوصی کمالات، اصول درس، ص ٤٦١، ٤٦٢

تصوف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا اتباع ہے کہ سب تعلقات کے حقوق ادا کئے جائیں، جیسا کہ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے تو عام لوگوں کی طرح گھر کے کام کاج میں لگے رہتے تھے، لیکن اذان کی آواز سنتے تو اس طرح سب کو چھوڑ کر اُٹھ جاتے تھے گویا آپ ہمیں پہچانتے بھی نہیں۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور اتباع سنت

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ چوں کہ بہت متبع سنت تھے، ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ مسجد سے بایاں پاؤں نکالنا اور جوتا سیدھے پاؤں میں پہننا سنت ہے، دیکھیں حضرت ان دونوں سنتوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں، لوگوں نے اس کا اندازہ کیا۔ جب مولانا مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے پہلے بایاں پاؤں نکال کر کھڑاؤں پر رکھا۔ جب سیدھا پاؤں نکالا تو کھڑاؤں کی کھنٹی انگوٹھے میں ڈالی، اس کے بعد بایاں پاؤں میں کھڑاؤں پہنی۔ سبحان اللہ کیسا دونوں سنتوں کو جمع فرمایا ہے۔ ❷

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی امیر شریعت کو اتباع شریعت کی نصیحت

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے آغازِ شباب میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف قدس سرہ العزیز (پیر صاحب متبع شریعت اور بدعات سے مجتنب تھے) کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے، تو کئی دن تک آستانے میں رکنا پڑا۔ لوگ آتے بیعت ہوتے اور چلے جاتے۔ حضرت پیر صاحب شاہ جی کی طرف راجع ہی نہ ہوئے، تو ایک دن حضرت پیر صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر

❶ مجالس حکیم الامت: ص ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ، ص ۳۴۳

❷ حکایات اولیاء: مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی حکایات، حکایت نمبر ۳۳۳، ص ۲۱۵

گاؤں سے باہر جارہے تھے۔ شاہ جی پیچھے پیچھے ہو گئے، حضرت نے مڑکر دیکھا تو شاہ جی پیچھے چلے آرہے تھے۔ پیر صاحب نے فرمایا:

آپ کہاں جارہے ہیں؟

حضرت شاہ جی نے عرض کیا: اتنے روز سے یہاں پڑا ہوں اس اثناء میں آپ نے سینکڑوں لوگ بیعت کئے مجھے یہ عزت نہ بخشی، بیعت فرمالیجئے۔

حضرت نے فرمایا: کچھ دن ٹھہرو، جاتے کہاں، ٹھہرے رہے حتی کہ حضرت نے بیعت فرمالیا اور بعض قرآنی وظائف پڑھنے کی ہدایت فرمادی۔

شاہ جی نے عرض کیا کہ:

''آپ اکثر قصیدہ غوثیہ پڑھنے کے لئے ہدایت فرماتے ہیں مجھے نہیں بتایا''

حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا:

''شاہ جی! میں نے آپ کو وہ چیز بتائی ہے جسے پڑھ کر غوث، غوث ہو گئے ہیں۔''

پھر فرمایا:

شاہ جی! قدرت نے آپ کو لسّان پیدا کیا ہے، اس میدان میں آپ کبھی پیچھے نہیں رہیں گے۔

حضرت پیر صاحب کا آخری وقت تھا، شاہ جی حاضر ہوئے عرض کیا:

کوئی نصیحت فرمایئے؟ عالمِ جذب میں تھے فرمایا:

''اتباعِ شریعت'' ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اتباع سنت کی فکر

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جمعہ کے روز نماز فجر میں مطابق

❶ شاہ جی کے علمی وتقریری جواہر پارے: ص ۱۱۹

سنت پہلی رکعت میں سورہ ''حم سجدہ'' اور دوسری رکعت میں سورہ ''دہر'' معمولاً تلاوت فرمایا کرتے تھے، جوشوافع کے نزدیک تو واجب ہے، لیکن احناف سنت کے قائل ہیں۔ ٹانڈہ میں فجر کی نماز عموماً قاری مہدی صاحب پڑھایا کرتے تھے، جوکلکتہ کی کسی بڑی مسجد کے پیش امام تھے اور رمضان المبارک کے سلسلہ میں ٹانڈہ آئے ہوئے تھے۔ ایک جمعہ کوموصوف نے دوسری سورتوں کی تلاوت کی۔ بعد نماز حضرت ان پر بے حد خفا ہوئے کہ مسنونہ سورتیں کیوں ترک کی گئیں۔ مولانا الحاج قاری اصغرعلی صاحب رحمہ اللہ نے جوحضرت کے مزاج میں بہت دخیل تھے، عرض کیا:

''اب تو عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت جمعہ کے دن ان سورتوں کی تلاوت کی فرضیت کے قائل ہیں۔''

فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے، چونکہ لوگوں نے اس سنت کوکلیتاً ترک کر دیا ہے اِس لئے میں اس مردہ سنت کو زندہ کرنا چاہتا ہوں۔

فائدہ: غورکرنے کا مقام ہے کہ صرف ایک سنت کے احیاء کا حضرت کوکس قدر خیال تھا۔ ❶

حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمہ اللہ اور اتباع سنت کی مشق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سالہا سال اس بات کی مشق ہے، مثلاً گھر میں داخل ہوا اور کھانے کا وقت آیا اور دسترخوان پر بیٹھے کھانا سامنے آیا اب بھوک شدید ہے اور کھانا بھی لذیذ ہے، دل چاہ رہا ہے کہ فوراً کھانا شروع کر دوں لیکن ایک لمحے کیلئے کھانے سے رک گیا اور دل سے کہا کہ یہ کھانا نہیں کھائیں گے، اس کے بعد دوسرے لمحے یہ سوچا کہ یہ کھانا اللہ کی عطا ہے اور

❶ حکایات الاسلاف: ص ۲۴۰، ۲۴۱/ روزنامہ نئی دنیا دہلی: ص ۲۰۵

جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے، یہ میرے قوت بازو کا کرشمہ نہیں ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کھانا سامنے آتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے اس کو کھا لیا کرتے تھے، اس لئے میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اس کھانے کو کھاؤں گا، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتا۔

گھر میں داخل ہوئے اور بچہ کھیلتا ہوا اچھا معلوم ہوا دل چاہا کہ اس کو گود میں اٹھا کر پیار کریں، لیکن ایک لمحے کیلئے رک گئے اور سوچا کہ محض دل کے چاہنے پر بچے کو گود میں نہیں لیں گے۔ پھر دوسرے لمحے یہ خیال لائے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت فرمایا کرتے تھے اور ان کو گود میں لے لیا کرتے تھے، اب میں بھی آپ کی سنت کی اتباع میں بچے کو گود میں اٹھاؤں گا، اس کے بعد بچے کو اٹھا لیا۔ حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سالہا سال تک اس عمل کی مشق کی ہے، سالہا سال کی مشق کے بعد یہ چیز حاصل ہوئی ہے، اب جب بھی اس قسم کی کوئی نعمت سامنے آتی ہے تو پہلے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور پھر اس پر شکر ادا کر کے بسم اللہ پڑھ کر اس کام کو کر لیتا ہوں اور اب عادت پڑ گئی ہے اور اسی کو زاویہ نگاہ کی تبدیلی کہتے ہیں، اس کے نتیجے میں دنیاوی چیز دین بن جاتی ہے۔ ❶

اس طرح کے اسلافِ امت کے متعدد واقعات ہیں کہ انہوں نے ساری زندگی اتباع اور اطاعت رسول میں گزاری، ایسے ہی لوگوں کو روزِ محشر آپ کی رفاقت اور شفاعت نصیب ہوگی، اور جنہوں نے اتباع رسول سے منہ موڑا انہیں افسوس ہوگا کہ کاش ہم دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔

❶ اصلاحی خطبات: کھانے کے آداب، ج۵ ص۱۴۹، ۱۵۰

۶......کاش مجھے نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں ملتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهُ﴾(الحاقة: ۲۵)

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔

تو انسان کو اُس وقت افسوس ہوگا جب قیامت کے دن اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جس کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ مل جائے، اس کی حالت کیا ہوگی؟ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهُ. وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهُ. يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ. مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهُ. هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهُ. خُذُوهُ فَغُلُّوهُ. ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ. ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ﴾(الحاقة: ۲۶ تا ۳۲)

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے کاش! مجھے میرا اعمال دیا ہی نہ جاتا، اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش کہ میری موت ہی پر میرا کام تمام ہو جاتا۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا سارا زور مجھ سے جاتا رہا، (ایسے شخص کے بارے میں حکم ہوگا) پکڑو اسے، اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو، پھر اسے دوزخ میں جھونک دو، پھر اسے ایسی زنجیر میں پرو دو جس کی پیمائش ستر ہاتھ کے برابر ہو۔

ایک اور مقام پر اِس کی حالت اور کیفیت اِن الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ. فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا. وَيَصْلَى سَعِيرًا. إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا. إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ. بَلَى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا﴾(الإنشقاق: ۱۰ تا ۱۵)

ترجمہ: لیکن وہ شخص جس کواس کا اعمال نامہ اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔ پہلے وہ اپنے گھر والوں کے درمیان بہت خوش رہتا تھا، اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر (اللہ کے سامنے) نہیں جائے گا، بھلا کیوں نہیں؟ اس کا پروردگار اسے یقینی طور پر دیکھ رہا تھا۔

اسکے برخلاف جن لوگوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا، تو اِن کی خوشی کی حالت قابل دید ہوگی، وہ سب دکھاتے پھریں گے کہ دیکھو کہ میں کامیاب ہوگیا، ایسا شخص جنت کے بلند و بالا درجات، اونچے مقامات اور نعمتوں میں ہوگا، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ. إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ. فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ. فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ. قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ. كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾(الحاقة: ۱۹ تا ۲۴)

ترجمہ: پھر جس کسی کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا کہ لوگو! لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو، میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا، چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا، اس اونچی جنت میں جس کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے، (کہا جائے گا کہ) اپنے ان اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ پیو، جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے تھے۔

تو جن لوگوں نے گناہوں میں زندگی گزاری، نہ نماز پڑھنے کا اہتمام کیا، نہ روزے رکھنے کا اہتمام کیا، نہ حج کیا، نہ زکوۃ ادا کی، غرض اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزاری تو

ایسے شخص کو اعمال نامہ قیامت کے دن بائیں ہاتھ میں ملے گا، جس پر انہیں نہایت افسوس ہوگا، اور اس وقت وہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی شریعت کے مطابق زندگی گزارتے، آج ہمیں بھی نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا، لیکن اُس وقت افسوس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

۷......کاش میں ایمان اور اعمال والی زندگی گزارتا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا﴾ (النبا: ۴۰)

ترجمہ: جس دن ہر شخص وہ اعمال آنکھوں سے دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھے ہیں، اور کافر یہ کہے گا کہ کاش میں مٹی ہو جاتا۔

یعنی تمام لوگ اپنے اعمال نامے دیکھ لیں گے تو کافر کے اعمال نامے چونکہ خراب ہونگے تو افسوس کرے گا کہ کاش میں مٹی ہو جاتا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جن جانوروں نے دنیا میں ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا، میدان حشر میں ان کو بھی جمع کر کے ان سے ان کے ظلم کا بدلہ دلوایا جائے گا، یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے کسی بے سینگ والی بکری کو سینگ مارا تھا تو حشر میں اس کا بھی بدلہ دلوایا جائے گا، اور جب یہ بدلہ پورا ہو جائے گا تو ان جانوروں کو مٹی میں تبدیل کر دیا جائے گا، اس وقت وہ کافر لوگ جنہیں دوزخ کا انجام نظر آ رہا ہوگا، وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مٹی ہو جاتے۔ ❶

کافر جسکا اعمال نامہ خراب ہوگا وہ افسوس کرے گا کہ کاش اعمال نامہ ٹھیک ہوتا، اسی طرح جو مسلمان گناہوں کی زندگی گزار رہے ہیں، اللہ اور رسول کی نافرمانی کر رہے

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۲۵۸

ہیں ،ان کے اعمال نامہ بھی خراب ہونگے ، وہ بھی افسوس کریں گے کہ کاش اعمال صالحہ میں زندگی گزارتے ،اب دوبارہ دنیامیں آنے کی خواہش کریں گے کہ ایک بار موقع مل جائے تواب نیک اعمال میں زندگی گزاریں گے،لیکن اب مہلت نہیں ملے گی۔

۸......کاش میں نیک اعمال کر کے آگے بھیجتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي﴾(الفجر:۲۴)

ترجمہ: وہ کہے گا کہ کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیج دیا ہوتا۔

تو آٹھواں آدمی کہ جسے کل قیامت میں افسوس ہوگا یہ وہ انسان ہوگا جو کہے گا کاش! میں نے نیک اعمال کرکے آگے کے لئے توشہ بھیجا ہوتا ،تو اس کے نیک اعمال نہیں ہوں گے تو اسے اپنے اوپر افسوس ہوگا، یعنی انسان کو اس پر افسوس ہوگا کہ میں نے آخرت کے لئے کوئی تیاری نہیں کی ،آج انسان دنیا کے لئے کتنی تیاری کرر ہا ہے؟ پچاس ساٹھ سالہ زندگی ہے،صبح وشام محنت کرر رہا ہے،اتنا کماتا ہے کہ نسلیں کھائے، توختم نہ ہولیکن آخرت کی لامتناہی کی زندگی کے لئے کوئی تیاری نہیں کی ،اس لئے اللہ رب العزت ہم سب کوفکرمند کرکے دعوت دے رہے ہیں اور یاددلارہے ہیں کہ دنیامیں اعمالِ خیر کرکے آگے کے لئے بھیج دو،اوریہی تمہیں روزِ محشر کام آئے گا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾(الحشر:۱۸)

ترجمہ:اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے؟ اور اللہ سے ڈرو، یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اعمالِ صالحہ کی ترغیب اوراس کی فضیلت وثمرات بیان کئے گئے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرة: ۲۵)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لیے ایسے باغات (تیار) ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جب کبھی ان کو ان (باغات) میں سے کوئی پھل رزق کے طور پر دیا جائے گا، تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا گیا تھا اور انہیں وہ رزق ایسا ہی دیا جائے گا جو دیکھنے میں ملتا جلتا ہوگا اور ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (المؤمن: ۴۰)

ترجمہ: اور جس شخص نے کوئی برائی کی ہوگی، اسے اسی کے برابر بدلہ دیا جائے گا، اور جس نے نیک کام کیا ہوگا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مؤمن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولٰئِکَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرة: ۸۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں تو وہ جنت کے باسی ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اسلافِ امت کی زندگی اعمالِ صالحہ میں گزری، ہمارے لئے فرائض پڑھنا مشکل ہوتے ہیں جب کہ اِن حضرات کی ساری زندگی نوافل، کثرتِ تلاوت اور کثرت سے حج وعمروں میں گزری ہے۔

رمضان میں ہر دو راتوں میں ختم قرآن

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۷۵ھ) رمضان المبارک میں دو راتوں میں قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔❶

ایک رکعت میں ختم قرآن

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) نے کعبۃ اللہ میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا، آپ کا معمول ہر دو راتوں میں ایک قرآن پاک ختم کرنے کا تھا۔❷

ہر شب ایک قرآنِ کریم کی تلاوت

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے چالیس سال میں اکثر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، آپ ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے، رمضان المبارک میں آپ ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے، روزانہ ایک دن میں اور ایک رات میں۔❸

❶حلية الأولياء: ترجمة: الأسود بن يزيد النخعي، ج۲ص ۱۰۲

❷معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار: ترجمه: سعيدبن جبير، ج ۱ ص۳۸

❸تهذيب الكمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت التيمي أبوحنيفة، ج ۲۹ ص ۳۴

روزانہ دو سو رکعت نوافل پڑھنا

امام ابن سماعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو يُوسُفَ يُصَلِّي بَعْدَ مَا وَلِيَ الْقَضَاءَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَتَيْ رَكْعَةٍ. ❶

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاضی بننے کے بعد بھی دن میں دو سو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

روزانہ چار سو رکعات نوافل پڑھنا

امام ابو قلابہ رحمہ اللہ جن کا نام عبدالملک بن محمد رقاشی ہے، ان کی والدہ نے حالتِ حمل میں ایک خواب دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک ہد ہد پرندہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کسی معبر سے خواب کی تعبیر پوچھی، تو اس نے خواب کی یہ تعبیر بتلائی کہ اگر تم اپنے خواب میں سچی ہو تو تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو بکثرت نمازیں پڑھے گا۔ پھر ان کے ہاں ابو قلابہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے، جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا، روزانہ چار سو رکعات نوافل پڑھتے تھے، امام ابو قلابہ رحمہ اللہ ساٹھ ہزار احادیث کے حافظ تھے، ان کی وفات سن ۲۷۶ھ میں ہوئی۔ ❷

امام اسود بن یزید رحمہ اللہ نے اسّی مرتبہ حج و عمرہ کیا

امام ابو اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْأَسْوَدَ طَافَ بِالْبَيْتِ ثَمَانِينَ مَا بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ. ❸

ترجمہ: اسود بن یزید نے بیت اللہ کا طواف اسّی مرتبہ حج اور عمرے کی صورت میں کیا۔

❶ تذكرة الحفاظ: الطبقة السادسة، ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ۱ ص ۲۱۴

❷ حياة الحيوان: الهدهد، ج ۲ ص ۵۱۸

❸ الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: الطبقة الأولى من أهل الكوفة بعد أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج ۶ ص ۱۳۵

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے ساٹھ مرتبہ حج کیا

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

حَجَجْتُ سِتِّيْنَ حَجَّةً. ❶

ترجمہ: میں نے ساٹھ مرتبہ حج کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پچپن مرتبہ حج کیا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پچپن (۵۵) مرتبہ زندگی میں حج کیا:

حَجَّ أَبُوْ حَنِيْفَةَ خَمْسًا وَّ خَمْسِيْنَ حَجَّةً. ❷

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے چالیس مرتبہ حج کیا

امام ابن حرملہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

لَقَدْ حَجَجْتُ أَرْبَعِيْنَ حَجَّةً. ❸

ترجمہ: میں نے چالیس مرتبہ حج کیا ہے۔

جونیک اعمال میں سبقت کرنے والے تھے، اِن حضرات نے اپنی زندگیاں اعمالِ خیر میں گزاریں، یہی نیک اعمال اِن کے لئے آخرت میں بہترین ذخیرہ ہوں گے جن کے ثمرات دیکھ کر اِن کی آنکھیں ٹھنڈیں ہوجائیں گی۔

۹......کاش میں فتنوں سے محفوظ رہتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: مكي بن إبراهيم، ج ۹ ص ۳۵۵

❷ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۲۵۳ / الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ج ۲ ص ۴۹۵

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ۴ ص ۲۲۲

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ:يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. ❶

ترجمہ: قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ ایک شخص دوسرے کے قبر پر گزرے اور یہ کہے گا کہ کاش !اسکی جگہ میں ہوتا۔

تو افسوس کرنے والا آخری انسان جس کا تذکرہ حدیث میں آیا ہے ،ایک انسان دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو یہ تمنا کرے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا، مجھے موت آجاتی ، میں یہاں دفن ہوتا،اسے اپنے اوپر افسوس ہوگا کہ میری زندگی اتنی گزرگئی اور میں نیک اعمال نہ کرسکا، میں فتنوں میں پڑگیا، انسان فتنوں کی وجہ سے گناہوں کی وجہ سے ،موت کی تمنا کرر ہا ہوگا، اس لئے آخری انسان وہ ہے کہ جو تمنا کرے گا کاش مجھے پہلے موت آجاتی اور میں فتنوں سے محفوظ رہتا۔

اس لئے ہر وقت یہ دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی فتنوں سے محفوظ رکھے،حضراتِ صحابہ کرام اور سلف کے ساتھ وابستگی عطا فرمائے ،زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آخرت میں آپ صلی اللہ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة،بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ،رقم الحديث:١٥٧

۵۸......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی اکیس علامات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبارَكَ وَتعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(آل عمران: ۳۱)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا﴾(الأحزاب: ۲۱)

دنیا میں ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ سے محبت کرنا اور آپ کی اتباع کرنا یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے یا نہیں؟ تو اس محبت کی کچھ علامات اور نشانیاں ہیں، اگر یہ نشانیاں ہماری زندگی میں موجود ہیں تو ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، اور اگر خدانخواستہ یہ علامتیں موجود نہیں ہیں تو ہمیں سوچ وفکر کرنی

چاہیے اوراس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ اسباب وعلامات میری زندگی میں آجائیں، ت
آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب ہوجائے۔

ا......آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

محبت کی پہلی علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ یہ محبت کی علامت کے ساتھ ساتھ ایک بنیادی عقیدہ ہے، جسکو ایمان بالرسالت کہتے ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننا اورآپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لانا۔

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ (النساء: ۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو، اوراس کے رسول پر اوراس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی، اور جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھا:

مَا الْإِيمَانُ؟

ایمان کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَبِلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ

بِالْبَعْثِ. ❶

ترجمہ: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، اسکے فرشتوں پر، اسکی کتابوں پر، اسکی ملاقات پر اور ان کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے۔

تو ایمان بالرسول ایک اہم عقیدہ ہے اور محبت کی علامت ہے، اب ایک شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، لیکن خدانخواستہ وہ حضور پر ایمان ہی نہیں لاتا، آپ کی رسالت کو تسلیم ہی نہیں کرتا، آپ کو آخری نبی ہی نہیں مانتا۔ تو یہ شخص اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔ تو سب سے پہلی علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے، اگر ایک شخص ایمان نہ لائے اس کی زندگی میں سینکڑوں اعمال موجود ہوں، تو یہ اعمال اُسے نجات نہیں دے سکتے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ ہو، اس لئے ایمان اصل الاصول اور بنیادی چیز ہے، اس کو ایک مثال سے سمجھیں کہ اگر ہندسہ موجود ہو اور ہندسے کے ایک طرف انسان صِفر لگاتا رہے تو جتنے صفر لگیں گے تو وہ عدد بڑھتا جائے گا، لیکن اگر ایک کا ہندسہ موجود نہ ہو اور انسان پورے صفحے کو صفروں سے بھر دے پھر بھی وہ صفر ہی رہے گا، ہندسہ ہوگا تو صفر بڑھنے سے اس عدد میں اضافہ ہوگا، یہ ہندسہ ایمان کا ہے، اگر یہ ایمان کا ہندسہ موجود ہے تو صفر بڑھتا جائے تو عدد میں اضافہ ہوتا جائے گا اور اگر یہ ایمان کا ہندسہ نہ ہو صفر کتنے ہی کیوں نہ ہوں زندگی بھر نیک اعمال ہوں ایمان کا ہندسہ نہ ہو تو وہ صفر ہی رہے گا، بہر حال محبت کی پہلی علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان، بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ......الخ، رقم الحدیث: ۵۰

2......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا

محبت کی دوسری علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ہے۔قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ساتھ جوڑا اور گناہوں کی معافی بھی اتباع رسول پر ہے، اس لئے اگر زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہوگی تو دو چیزیں نصیب ہوں گی (۱) اللہ کی محبت (۲) گناہوں کی معافی۔
بہر حال محبت کی علامت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہو، اگر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے کر آیا ہوں، آپ سے مجھے محبت ہے لیکن وہ آپ کی پیروی نہیں کرتا، آپ کی سنتوں پر نہیں چلتا، تو ایسا شخص دعویٰ میں جھوٹا ہوگا، محبت کہتے ہی اسے ہیں کہ ہر چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہو، نماز حضور کے طریقے کے مطابق پڑھ رہا ہو، روزہ رکھ رہا ہو، زکوۃ دے رہا ہو، شادی کا موقع آیا تو رسم و رواج سے، موسیقی سے، فحاشی، عریانی سے بچتا ہو، سادگی کے ساتھ نکاح کرتا ہو۔غم کا موقع آتا ہے تیجہ، چالیسویں اور اُن تمام رسموں سے جس کی شریعت میں اجازت نہیں بچتا ہے، یہ اتباعِ رسول ہے، خوشی کا موقع ہو یا غم کا موقع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو طریقے پر چلتا ہے وہ اتباع ہے، ایک آدمی مسجد کے حدود میں تو

اتباع کرے، لیکن مسجد سے باہر نکلا تو اتباع نہیں تو یہ دعوی میں جھوٹا ہے، دعوے میں سچا وہ ہوگا جس کی چوبیس گھنٹے کی زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں گزرے گی، صبح سے لے کر رات تک اس کی زندگی کا ہر لمحہ آپ کی سنتوں میں گزرے تو سمجھو یہ اپنے دعوی میں سچا ہے۔

محبت رسول میں مسنون اعمال کا خوب اہتمام

ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، فجر کی نماز کے وقت روشنی کافی پھیل گئی، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر امیر المؤمنین اس وقت منی کے لیے روانہ ہو جائیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اس سرعت سے چل پڑے کہ راوی کا بیان ہے:

فَمَاأَدْرِي أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعُ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ. ❶

ترجمہ: مجھے معلوم نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا حضرت عثمان رضی اللہ کی فوراً روانگی، مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ یوم نحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

سبحان اللہ، سنت رسول پر عمل پیرا ہونے کا اندازہ دیکھئے کیسے تیز جا رہے ہیں تا کہ سنت پر عمل ہو جائے، ہمیں بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر مرمٹنا چاہیے، پتہ چلے کہ فلاں کام سنت ہے تو فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرات صحابہ اور صحابیات غم کے موقع پر بھی اطاعت رسول کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الحج، باب متى يصلي الفجر بجمع، رقم الحديث: ۱۶۸۳

امہات المؤمنین کا شدتِ غم میں بھی اطاعت رسول

ازواجِ مطہرات احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں، شریعت نے شوہر کے علاوہ دیگر عزیز واقارب کے سوگ میں تین دن مقرر فرمائے تھے، صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں، انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا:

مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ،غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ،تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. ❶

ترجمہ: مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ کرنا جائز نہیں، شوہر کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

اسی حکم کی تعمیل تھی جب حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد کا انتقال ہوا، تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو لگائی اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور اتباع سنت

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ جن سے بیعت لیتے تھے اُن کو اتباع سنت کی بہت تاکید کرتے تھے، مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ سے ایک دفعہ کہا کہ اگر کوئی امر خلافِ

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، رقم الحديث: ۱۲۸۰، ۱۲۸۲

سنت مجھ سے ہوتا دیکھوتو مجھے اطلاع کردینا، مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی مخالف سنت فعل آپ سے عبدالحئی دیکھے گا تو عبدالحئی آپ کے ساتھ ہوگا ہی کہاں؟ یعنی ہمراہی چھوڑ دے گا۔ مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کے اتباع سنت کی نگرانی کا یہ عالم تھا کہ اپنے شیخ کو بھی خلاف سنت پر ٹوک دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سید صاحب کی نئی شادی ہوئی تھی، نماز میں اپنے معمول سے کچھ دیر سے تشریف لائے، پہلے دن تو مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے سکوت کیا، دوسرے دن بھی دیر ہوئی کہ تکبیر اولی فوت ہوگئی، مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے سلام پھیر کر فرمایا: عبادتِ الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت؟ سید صاحب رحمہ اللہ نے اپنی غلطی کا اعتراف فرمالیا۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا اتباع سنت کا نہایت اہتمام

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے وصیت نامہ میں بہت زور دے کر لکھا ہے کہ اپنی آل اولاد سب دوستوں کو تاکیدی وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں، معمولی مخالفت کو بھی اپنا بہت سخت دشمن جانیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا اتباع سنت میں وہ ثبات قدم جس کو استقامت کہتے ہیں، ایسا واضح اور عالم آشکارا ہے کہ محتاج دلیل بنانا بے ادبی کے علاوہ گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ سنت کے ساتھ محبت رکھنے والے دُنیا میں اور بھی ہیں، مگر اصل حبۃ القلب اور سودائے دل میں اس محبت کا وہ رُسوخ بہت ہی کم نظر آئے گا، جس کو محویت اور فنائیت کہہ سکیں، اور جس کا جسم پر یہ ثمرہ ظاہر ہو کہ کبھی بھول کر بھی بلاقصد امر خلاف شرع صدور نہ ہو۔ ❷

❶ ارواح ثلاثہ: حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی حکایات، حکایت نمبر: ۱۲۱، ص ۱۴۲

❷ تذکرۃ الرشید: معنوی کمالات، ج ۲ ص ۱۶۲

اسطرح کے متعدد واقعات ہیں کہ اسلاف امت نے اپنی زندگیاں اتباع رسول میں گزار دیں، اسلئے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت تھی ،اور یہی محبت کی واضح نشانی ہے کہ ہر قول وفعل میں اتباع رسول ہو۔

۳......احکامِ شریعت پر عمل کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تیسری علامت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا۔ اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے لیکن حضور کی لائی ہوئی شریعت پر چلتا نہیں ہے تو یہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے، دعوی میں سچا تب ہوگا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں پانچوں نمازیں فرض ہیں، اگر وہ اِن فرائض کا اہتمام کرر ہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں تلاوت ہے وہ اہتمام کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچار ہا ہے، اوامر کی ادائیگی کرر ہا ہے، نواہی سے بچتا ہے، ہر چیز میں پوچھ پوچھ کر عمل کرر ہا ہے، تو یہ دعوی میں سچا ہے، لیکن اگر کوئی صرف دین کو عبادت سمجھتا ہے اور اس کے معاملات دین کے مطابق نہیں ہیں تو یہ دعویٰ میں جھوٹا ہے، اصل عاشق رسول وہ ہے جس کے معاملات بالکل ٹھیک ہوں، معاملات میں سچائی، دیانتداری، ایمانداری ہو، وہ خیانت سے، جھوٹ سے اپنے آپ کو بچاتا ہوتو سمجھو وہ احکامِ شریعت پر عمل کرر ہا ہے۔

صحابیات کا اطاعت رسول میں محبوب زیورات صدقہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے اور دو رکعت اس طرح نماز پڑھی کہ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد نماز پڑھی، پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ

کے ساتھ تھے، چنانچہ آپ نے عورتوں کونصیحت کی اورانہیں حکم دیا کہ صدقہ کریں، تو (زبانِ نبوی سے یہ بات سننے کی دیر تھی کہ)

فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ. ❶

عورتیں اپنی بالیاں اور کنگن جھولی میں ڈالنے لگیں۔

۴......قرآن کریم سے محبت اور تلاوت ہو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی چوتھی علامت قرآن کریم سے محبت ہو اور اسکی تلاوت ہو۔ چونکہ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم جیسے عظیم الشان کتاب دی اور تلاوت کا حکم دیا ہے، اس لیے جو محبت کا دعوی کرے تو اس کو قرآن کریم سے بھی محبت ہوگی اور اس کے زندگی میں تلاوت ہوگی۔ اسلاف کی قرآن کریم سے بہت محبت تھی اور کثرت سے تلاوت اِن کا معمول تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ آج رات میں مقام ابراہیم پر غالب رہوں گا، چنانچہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم پر پہنچا، میں وہاں کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے میری کمر پر ہاتھ رکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے سورہ فاتحہ شروع کی پھر پڑھتے رہے یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کردیا پھر رکوع سجدہ کیا:

فَبَدَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنَ فَقَرَأَ حَتَّى خَتَمَ الْقُرْآنَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ. ❷

❶ صحيح البخاری: کتاب الزکوة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، رقم الحديث: ١٤٣١

❷ معرفة الصحابة: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ١ ص ٧١، رقم: ٢٧٧

ترجمہ: پس انہوں نے سورہ فاتحہ سے قرآن شروع کیا اور یہاں تک کہ قرآن مکمل کردیا، رکوع کیا اور سجدہ کیا (یعنی نماز مکمل کی اور چلے گئے۔)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت میں مکمل قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں مکمل قرآنِ کریم تلاوت کیا کرتے تھے:

عَنُ ابُنِ سِيرِينَ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ يَقُرَأُ الْقُرُآنَ فِي رَكُعَةٍ. ❶

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ایک رکعت میں پورا قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رات کو اس قدر روتے تھے کہ آپ کی بینائی میں فرق آ گیا تھا اور آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا، اور آپ نے اس آیت کو "وَاتَّقُوا يَوُمًا تُرُجَعُونَ فِيهِ اِلَى اللّٰهِ" کو بیس سے زائد مرتبہ دہرایا اور آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے:

أَنَّهُ قَامَ لَيُلَةً فِى جَوُفِ الْكَعُبَةِ فَقَرَأَالْقُرُآنَ فِي رَكُعَةٍ أَنَّهُ كَانَ يَخُتِمُ فِى كُلِّ لَيُلَتَيُنِ. ❷

ترجمہ: ایک رات آپ نے خانہ کعبہ کے اندر قیام کیا اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کیا۔ ویسے آپ کا معمول دو رات میں ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کرنے کا تھا۔

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کا ہر دن رات میں ایک قرآنِ کریم کی تلاوت

حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ ہر دن رات میں ایک قرآنِ کریم تلاوت کرتے تھے، اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے:

كَانَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ يَقُرَأُ الْقُرُآنَ فِي يَوُمٍ وَلَيُلَةٍ، وَيَصُومُ الدَّهُرَ. ❸

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: تميم الداري أبو رقية، ج۲ص ۴۴۵

❷تذكرة الحفاظ: ترجمة: سعيد بن جبير الكوفي، ج۱ ص ۶۱

❸شعب الإيمان: تعظيم القرآن، ج۳ص ۴۸۹، الرقم: ۱۹۹۵

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رمضان المبارک میں ساٹھ ختم قرآن

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے:

صَلَّى أَبُو حَنِيفَةَ فِيمَا حُفِظَ عَلَيْهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ بِوُضُوءِ الْعِشَاءِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَكَانَ عَامَّةَ اللَّيْلِ يَقْرَأُ جَمِيعَ الْقُرْآنِ فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ، وَكَانَ يُسْمَعُ بُكَاؤُهُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يَرْحَمَهُ جِيرَانُهُ، وَحُفِظَ عَلَيْهِ أَنَّهُ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ. ❶

ترجمہ: آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، آپ ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے، رمضان المبارک میں آپ ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے، (روزانہ ایک دن میں ایک رات میں،) مروی ہے کہ جہاں آپ کا انتقال ہوا وہاں آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا تھا۔

امام یحیی بن سعید قطان رحمہ اللہ کا ہر دن ایک قرآن کریم تلاوت کرنا

امام عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَحْيَى بْن سَعِيدِ الْقَطَّانِ يَخْتِمُ الْقُرْآن فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. ❷

ترجمہ: امام یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ ہر دن رات میں ایک قرآنِ کریم تلاوت کیا کرتے تھے۔

---

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۵۳/تهذيب الأسماء واللغات: ج ۲ ص ۲۲۰/وفيات الأعيان: ج۵ ص ۴۱۳/مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۴/تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ترجمة: النعمان بن ثابت التيمي أبو حنيفة، ج ۲۹ ص ۳۴

❷ الثقات لابن حبان: ج۷ ص ۶۱۱، رقم الترجمة: ۱۱۷۱۳/شعب الإيمان: ج۳ ص ۴۹۰، الرقم: ۱۹۹۸

اسطرح کے متعدد واقعات ہیں کہ اسلافِ امت کو قرآن کریم سے والہانہ محبت تھی اور کثرت سے تلاوت کیا کرتے تھے۔

آج بڑے افسوس کی بات ہے کہ مہینوں گزر جاتے ہیں ہمیں ایک مرتبہ بھی قرآن کریم تلاوت کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، قرآن کریم کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم روزانہ کم از کم ایک سپارہ پڑھیں، مہینے میں ایک دفعہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ قرآن کا مسلمان پر حق ہے، اگر مہینہ بھر وہ نہیں پڑھ سکا تو اسے ندامت وپشیمانی ہونی چاہیے کہ وہ عظیم نعمت سے محروم ہے۔اس لئے کوشش کریں کہ اذان ہوتے ہی مسجد پہنچیں، تحیۃ المسجد پڑھیں، اگروقت باقی ہوتو تلاوت میں صَرف کریں، افسوس کی بات جوساتھی پہلے آتے ہیں وہ بھی کوئی موبائل میں، کوئی باتوں میں، کوئی گپ شپ میں، کوئی دائیں بائیں دیکھنے میں وقت گزار دیتے ہیں، دس منٹ، پانچ منٹ کا وقت ہے قرآن اٹھائیں اگر ایک سطر بھی ہم نے پڑھ لی تو ہمارے نیک اعمال میں اضافہ ہوگیا، اگر صرف " بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِيۡمِ " بھی ہم نے پڑھا تو ہر لفظ پر دس نیکیاں ہیں، انیس (۱۹) حروف ہیں تو (۱۹۰) نیکیاں انسان کو مل گئیں، انسان کو قیامت کے دن صرف ایک چیز پر افسوس ہوگا کاش میں اپنے اس وقت کو قیمتی بناتا اور نیک عمل میں گزارتا، وہ اللہ سے کہے گا اے اللہ! مجھے دنیا میں لوٹا تا کہ میں نیک عمل کروں، اللہ رب العزت فرمائیں گے: نہیں اب تو دنیا میں نہیں لوٹ سکتا، گویا دنیا سے جانے کے بعد انسان کو اپنی دولت، منصب اور عہدے کی فکر نہیں ہوگی، صرف ایک چیز کی تمنا ہوگی کہ کاش میں دنیا میں دوبارہ لوٹ جاؤں اور نیک اعمال کروں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ المَوتُ قَالَ رَبِّ ارجِعُونِ لَعَلِّي أَعمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرزَخٌ إِلَى يَومِ

يُبۡعَثُونَ﴾(المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آ کھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ: میرے پروردگار! مجھے واپس دیجئے، تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ کر آیا ہوں، اس میں جا کر نیک عمل کروں۔ ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان (مرنے والوں) کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے۔ جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

۵......مسنون اعمال کا اہتمام کریں

محبت رسول کی پانچویں علامت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا محبت رسول کی نشانی ہے۔

دو چیزوں کو تھام لیں کبھی گمراہ نہ ہوں گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❶

ترجمہ: میں دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے جب تک تم ان دو چیزوں کو تھام کے رکھو، نمبر ۱: قرآن کریم اور نمبر ۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں۔

میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلیغ نصیحت کی اور فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا

❶ موطأ مالک: کتاب القدر، النهی عن القول بالقدر، ج۵ ص ۱۳۲۳، رقم الحدیث: ۳۳۳۸

بِالنَّوَاجِذِ. ❶

ترجمہ: تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل لازمی ہے، اس کو تھام لو اور اس پر مضبوطی اختیار کرو۔

سنت پر عمل اور سلام کے رواج کے لئے بازار جانا

مسلمان کو سلام کرنا بھی بڑی عظیم سنّت ہے اور صحابہ کرام اس پر عمل کا بھی بڑا عظیم جذبہ رکھتے تھے، چنانچہ حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاتا تو وہ مجھے ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے۔ جب ہم بازار پہنچ جاتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس ردی فروش، دکاندار اور مسکین یا کسی شخص کے پاس سے گزرتے تو سب کو سلام کرتے۔ حضرت طفیل کہتے ہیں ایک دن جب بازار جانے لگے تو میں نے پوچھا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں نہ تو خریداری کے لئے رُکتے ہیں، نہ سامان کے متعلق کچھ پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میری تو گزارش یہ ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ ہم باتیں کریں گے، فرمایا: ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں، ہم جس سے ملتے ہیں اُسے سلام کہتے ہیں۔ ❷

۶......حدیث کا ادب اور احترام کرنا

محبت رسول کی ایک علامت کہ حدیث کا ادب واحترام کریں۔ اگر ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث اس کے سامنے بیان ہوتی ہے تو وہ سن کر اِس سے اعراض کرتا ہے، حدیث سن کر عمل

❶ مسند أحمد: مسند الشاميين، ج۲۸ ص۳۷۳، رقم الحديث: ۱۷۱۴۴

❷ موطأ مالك: جامع السلام، ج۵ ص۱۴۰۰، رقم الحديث: ۳۵۳۳/الأدب المفرد: باب من خرج يُسَلِّمُ وَيُسَلَّمُ عليه، ج۱ ص۳۴۸، رقم الحديث: ۱۰۰۶

نہیں کرتا، حدیث سن کر اعتراض واستہزاء کرتے ہیں تو یہ دعوی میں جھوٹا ہے، اگر یہ دعوی میں سچا ہوتا ہے تو امام الانبیاء کا فرمان سن کر گردن جھک جاتی، بڑے سے بڑا نقصان سامنے آجائے، دین کی خاطر سب چھوڑ دے، نقصان برداشت کر دے، شریعت کے خلاف نہ چلے، ایسا آدمی محبت میں سچا ہے۔ہم تو دین پر وہاں چلتے ہیں جہاں ہماری اغراض وابستہ ہوتی ہیں، جہاں کہیں شرع کا حکم ہماری خواہشات کے خلاف ہوتو ہم دین کو چھوڑ دیتے ہیں، محبت میں سچا انسان وہ ہے جس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔

اسلافِ امت میں حدیث کا بڑاادب واحترام تھا، درس حدیث میں اپنی بڑی سے بڑی تکلیف کا بھی اظہار نہیں کرتے تھے کہ کہیں یہ بے ادبی میں نہ آجائے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور حدیث کا ادب واحترام

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) ہم لوگوں کو حدیث پڑھا رہے تھے، ایک بچھو نے (جوان کے کپڑے میں کسی طرح گھس گیا) سولہ دفعہ ڈسا، امام مالک رحمہ اللہ کا چہرہ ہر دفعہ ڈسنے پر متغیر ہوکر زرد پڑ جاتا تھا، لیکن حدیث جس طرح بیان کر رہے تھے کرتے رہے، درمیان میں اس سلسلہ کو نہ توڑا، جب درس ختم ہوگیا اور لوگ ادھر ادھر ہو گئے، تب میں نے عرض کیا، آج آپ کا یہ کیا حال ہورہا تھا؟ تب وجہ بیان کی اور فرمایا:

إِنَّمَا صَبَرْتُ إِجْلَالًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: میں نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں اپنی تکلیف کو برداشت کئے بیٹھا رہا۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ علم دین کی بے حد تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے تھے، جب کوئی

حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے وضو کرتے، مجلس درس کے صدر مقام پر تشریف رکھتے، ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے، پروقار بیٹھتے، پھر حدیث بیان فرماتے، لوگوں نے اس اہتمام کے متعلق استفسار کیا، تو فرمایا:

أُحِبُّ أَنْ أَعْظِمَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.❶

ترجمہ: میں پسند کرتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا حدیث کے اسباق کو باوضو پڑھنے کا اہتمام

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک رفیق درس محمد حسن مرحوم تھا۔ والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے دورہ حدیث میں میرے اور مرحوم کے دو اہتمام تھے۔ ایک یہ کہ کوئی حدیث ایسی نہ ہو کہ جو استاد کے سامنے پڑھنے سے رہ جائے، دوسرے یہ کہ بے وضو کوئی حدیث نہ پڑھی جائے۔ میرا اور مرحوم کا دستور یہ تھا کہ ہم میں سے جس کو وضو کی ضرورت پیش آجاتی (اس لئے کہ پانچ چھ گھنٹے مسلسل سبق ہوتا تھا) وہ دوسرے کو کہنی مار کر یکدم اُٹھ جاتا اور دوسرا ساتھی فوراً ابا جان پر کوئی اشکال کر دیتا۔ اگرچہ اس کی نوبت تو بہت کم آتی تھی، مہینے دو مہینے میں اس کی نوبت آتی تھی اس لئے کہ صحت اچھی تھی، اس سیہ کار کا تو اس زمانے میں ظہر کے وضو سے عشاء پڑھنے کا معمول سالہا سال رہا، پھر بھی کبھی نہ کبھی ضرورت پیش آجاتی تھی۔ والد صاحب پہلی مرتبہ ہی سمجھ گئے تھے کہ یکدم ایک ساتھی اٹھا ایک منٹ میں آستین اتارتا ہوا بھاگا آرہا ہے اس سے ان کو اندازہ بھی ہو گیا تھا اور اس چیز سے ان کو مسرت بھی تھی۔ ایک مرتبہ محمد حسن مرحوم اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی بلند درجے عطا فرمائے۔ میرے کہنی مار کر اُٹھا اور اس کے اُٹھتے ہی میں نے والد صاحب نور اللہ

❶ ترتيب المدارك: ترجمة: مالك بن أنس، باب صفة مجلس مالك للعلم، ج۲ ص۱۵

مرقدہ سے عرض کیا کہ حضرت فتح القدیر میں یوں لکھا ہے اور بالکل بے سوچ کہا۔ اس فقرہ پر والد صاحب رحمہ اللہ بے ساختہ ہنس پڑے اور کتاب میں نشان رکھ کر اس کو بند کر کے مجھ سے فرمایا کہ جب تک حسن آئے میں تمہیں ایک قصہ سنا دوں۔ میں تمہاری فتح القدیر سے کہاں لڑتا پھروں گا، چنانچہ ایک قصہ سنا دیا (اور وہ مرحوم واپس آ گئے) ہم دونوں کے وضو میں آدھے منٹ سے زائد وقت نہ لگتا تھا۔ ❶

یہ لوگ محبت میں سچے تھے، حدیث کی کتنی تعظیم اور احترام ہے کہ کوئی حدیث بغیر وضو کے نہ ہو۔ حضراتِ سلف درس حدیث میں بڑے اہتمام اور یکسوئی سے بیٹھے تھے، لیکن آج افسوس وہ ادب واحترام اور تعظیم نہیں ہے، آج حدیث کا درس ہو رہا ہے دس منٹ کے بعد اٹھ کے چلے جاتے ہیں، درس ہو رہا ہوتا ہے، کہیں موبائل میں لگے ہیں، دائیں بائیں متوجہ ہوتے ہیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لیکن ایمان کتنا کمزور ہے کہ متوجہ نہیں ہے، آج اگر کوئی سیاسی لیڈر بات کرنے آ جائے ہر ایک آگے جاتا ہے ملنے کے لیے، مصافحہ کے لیے، سلفیاں بنانے کے لیے، گھنٹوں کا سفر طے کر کے اس کے قریب پہنچتا ہے، میں اِن کی تقریر سننے آیا ہوں، حالانکہ ان کی زندگی شرع کے موافق نہیں ہوتی، لیکن اِن کی گفتگو بڑے احترام و تعظیم سے سنتے ہیں، لیکن حدیث کی طرف توجہ نہیں دیتے، یہ نہایت افسوس کی بات ہے، کہیں ایسا تو نہیں اللہ کی ناراضگی ہے، حضرات صحابہ کرام میں مجلس نبوی اور حدیث کی اتنی تعظیم تھی ایسا لگتا تھا کہ اُن کے سروں پر پرندے ہوں، کوئی حرکت بھی نہ کرتے تھے، کہیں بے ادبی میں شمار نہ ہو، بہر حال محبت رسول کی ایک اہم علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ادب واحترام کرنا۔

---

❶ اکابر کا تقوی: ص ۶۳/ آپ بیتی: باب دوم، ج ا ص ۹۰، ۹۱

۷......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرنا

محبت رسول کی ایک علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر وتعظیم کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرنا۔

قرآن کریم میں بھی اللہ رب العزت نے آپ کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ﴾ (الأعراف:۱۵۷)

ترجمہ: چنانچہ جولوگ اس (نبی) پر ایمان لائیں گے اس کی تعظیم کریں گے، اس کی مدد کریں گے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کی نچلی منزل میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات بیدار ہوا اور کہنے لگا کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چلتے ہیں (جو کہ ادب کے خلاف ہے) تو ہم رات کو ہٹ کر ایک کونے کی طرف ہوگئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اوپر والے حصے میں قیام فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیچے والے گھر میں زیادہ آسانی ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو اس چھت پر نہیں رہ سکتا کہ جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی یہ عرض سن کر) اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والے گھر میں آ گئے۔ ❶

❶ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم، رقم الحديث: ۲۰۵۳

تو ایمان والے وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور تعظیم کریں۔تو تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی جب بھی انسان لے تو محبت وعقیدت اور تعظیم کے ساتھ لے۔

آپ کا تذکرہ ادب واحترام،توقیر وتعظیم کے ساتھ کرے،شروع میں تعظیمی القابات اورآخر میں درودشریف کا اہتمام ہو،لہجے میں مٹھاس اوراپنائیت ہو۔

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی محبت وتعظیم

آپ نعت گوئی کا پاکیزہ ذوق رکھتے تھےاور بسااوقات حاضرین اور خاص متعلقین کو ترنم سے سنا بھی دیا کرتے اورساتھ ہی ساتھ آنکھوں سے آنسوبھی رواں رہتے ،ان نعتوں میں ان کی محبت ،سوز ، بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشقانہ تعلق ، بغیرکسی وضاحت کے ظاہر ہوگیا تھا، ہندی کے میٹھے بول مولانا کا ترنم ،اورنعت کا موضوع ،ان سب نے مل کراس میں عجیب دلکشی اور دلآویزی پیدا کردی تھا،مولانا خودبھی اپنی آنکھوں کوقابو میں نہ رکھ سکتے اور سننے والے بھی متاثر اورآبدیدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ایسا معلوم ہوتا کہ مولانا گیلانی رحمہ اللہ سراپا محبت اورعشق رسول میں غرق تھے۔

راقم فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پراپنی نعتوں کا تذکرہ فرمایا کہ فلاں موقع سے ایک نعت کہی تھی جو مجھے خود بہت پسند ہے۔ یہ کہہ کرترنم کے ساتھ پڑھنا شروع کیا،مولانا کی آواز میں بڑا سوز اور درد تھا، اورکوئی شک نہیں کہ ان کی آواز میں بڑی جاذبیت کی شان ہوا کرتی تھی ،میری آنکھیں تو اشک آلود تھیں ہی،لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا کی آنکھ سے سیل رواں جاری ہے۔ پڑھتے جارہے ہیں اورروتے جارہے ہیں، سکیاں بندھ گئی ہیں اورایک وجد کا عالم طاری ہے، آنکھیں سرخ ہورہی تھیں،کوئی آدھ گھنٹہ تک ذرا ذرا ٹھہر کر یہ سلسلہ جاری رہا،اس وقت ہم دو کے سوا کوئی تیسرا نہیں

تھا، دوپہر کا وقت تھا۔ اس کیفیت اور لذت کو میں زندگی بھر بھول نہیں سکتا۔ میں بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ مجھے کچھ خبر نہیں رہی کہ کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں، مولانا کا حال تو اور بھی عجیب وغریب تھا، کوئی شبہ نہیں کہ مولانا کی نعتوں میں آج بھی وہی اثر ہے، کوئی بھی مسلمان اسے پڑھ کر اپنے آنسو نہیں روک سکتا ہے۔ ❶

جوش ودیوانگی کا عالم یہ تھا کہ بقول خود مولانا مرحوم جو کچھ پڑھا لکھا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا سب فراموش ہو گئے، اب تو معلم سے جو ہدایتیں مل رہی تھیں ان پر عمل ہو رہا تھا، چوبیس گھنٹے تک مستی وجذب کا عالم رہا، اپنے آپے میں تھا ہی نہیں، اس کے بعد ہوش وحواس نے کچھ انگڑائی لی اور تاریخ میں کچھ پڑھا تھا ذہن میں آنے لگا۔

حواس درست ہونے کے بعد مولانا کا حال یہ ہوا کہ جن مقامات اور احوال کے متعلق کتابوں میں پڑھا تھا ایک ایک چیز اور ایک ایک مقام کو تلاش کرنے لگے اور وہاں پہنچ کر سنت کے مطابق زیارت کرنے کا جذبہ انگڑائی لیتا رہا تھا، مثلاً قباء کی مسجد میں بار بار حاضری دی، اور بار بار دوگانہ ادا کیا۔

مولانا نے لکھا ہے: ایک ہفتہ کے بعد دل کی کیفیت یہ ہوگئی کہ مدینہ کے سوا کچھ یاد نہ رہا، ہندوستان کے اعزہ، اقرباء جامعہ عثمانیہ کی پروفیسری، ہر چیز دماغ سے نکل گئی، یہ قطعی فیصلہ دل کا ہوا، زبان کا ہوا، ذائقہ کا ہوا کہ جو پانی یہاں پینے کو مل رہا ہے، نہ پہلے کبھی کسی ملک میں ملا تھا اور نہ آئندہ ملے گا۔ مولانا مرحوم کی ان تحریروں سے اندازہ لگائیں کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کا یہ عالم تھا، اورنگی اور دیوانگی کیسی تھی کہ وہاں پہنچ کر روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ساری دنیا کو بھول گئے۔ ساری باتیں ذہن سے نکل گئیں، محبوب اور محبوب کے دیارِ پاک کی

❶ حیات گیلانی: تزکیہ باطن وتصفیہ قلب، ص ۲۵۳، ۲۵۴

ایک ایک چیز پر جان نچھاور کرنے کو جی چاہتا تھا، واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگ ہی لذتِ ایمان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ❶

۸......مدینہ منورہ سے عقیدت ومحبت ہو

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ مسجد نبوی اور مدینہ منورہ سے محبت ہو، اور اِس کا تذکرہ عقیدت کے ساتھ کرے، اور اس کی طلب وتمنا میں لگا رہے، مدینہ منورہ سے جن چیزوں کا تعلق ہو اس سے بھی محبت ہو، اِن چیزوں کی نسبت امام الانبیاء سے ہے، حضراتِ سلف کو مدینہ منورہ اور اس کے متعلقات سے نہایت عقیدت تھی۔

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا مدینہ منورہ میں برہنہ پاؤں چلنا

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور ہی سے پا برہنہ چلتے رہے، آپ کے دل اور ضمیر نے یہ اجازت نہ دی کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں جوتا پہن کر چلیں، حالانکہ وہاں سخت نوکیلے سنگریزے اور چبھنے والے پتھروں کی بھرمار ہے، چنانچہ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ جناب مولانا حکیم منصور علی خان صاحب حیدری آبادی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں جو اس سفر حج میں حجۃ الاسلام کے رفیق سفر تھے:

مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخر شب تاریک میں اسی طرح چل کر پا برہنہ پہنچ گئے۔اور نیز حکیم موصوف کے حوالہ ہی سے ارقام فرماتے ہیں:

جب منزل بہ منزل مدینہ طیبہ کے قریب ہمارا قافلہ پہنچا، جہاں روضہ پاک صاحب لولاک نظر آتا تھا، فوراً جناب مولانا (محمد قاسم صاحب) مرحوم نے اپنے نعلین اتار کر بغل میں دبالیں اور پا برہنہ چلنا شروع کیا۔ ❷

---

❶ حیات گیلانی: زیارت حرمین شریفین، ص ۲۶۵، ۲۶۶

❷ سوانح قاسمی: ج ۳ ص ۶۰، ۶۱

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ساری عمر سبز رنگ کا جوتا استعمال نہ کرنا

ہندوستان میں بعض حضرات کیمخت (سبز رنگ) کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے، اور اب بھی پہنتے ہیں، لیکن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ایسا جوتا مدت العمر کبھی نہیں پہنا اور اگر کوئی تحفتاً لا دیتا تو اس کے پہننے سے اجتناب وگریز کرتے اور آگے کسی کو ہدیہ دے دیتے اور سبز رنگ کا جوتا پہننے سے محض اس لیے گریز کرتے کہ سرورِ کائنات آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضراء کا رنگ سبز ہے۔ پھر بھلا ایسے رنگ کے جوتے پاؤں پر کیسے اور کیوں کر استعمال کیے جا سکتے ہیں؟ چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

''تمام عمر کیمخت کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے نہ پہنا، اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی دوسرے کو دے دیا۔''

اندازہ کیجیے اس نظر بصیرت اور فریفتگی کا کہ گنبد خضراء کے ظاہری رنگ کے ساتھ کس قدر عقیدت والفت ہے، جس کے اندر عظیم المرتبت مکین آرام فرما ہیں، جن کی نظر، جن کی مثال اور جن کا ثانی خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں نہ آج تک وجود میں آیا اور نہ تا قیامت آ سکتا ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے شاید اسی کی ترجمانی کی ہے:

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں ❶

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی مدینہ منورہ سے محبت

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے سات حج کیے، مگر اس لحاظ سے کہ آپ کا دل ہر

❶ بیس بڑے مسلمان: مولانا محمد قاسم نانوتوی، عشق محمد پر چند واقعات، ص ۱۳۶

سال حاضری حرمین شریفین کا متمنی ومشتاق رہتا اور زندگی کا ہر لمحہ اس تمنا وشوق میں گزرتا تھا گویا کہ آپ کا بدن بھی دل کی طرح بیت اللہ اور بیت الرسول ہی میں پڑا رہتا تھا، جب آپ کے واقفین میں سے کوئی حج کو جاتا تو آپ اسے حج کی اجازت دیتے اور حسرت فرماتے کہ ''کاش مجھے بھی یہ دن نصیب ہوتا'' عمر شریف کے آخر میں جبکہ حضرت قدس سرہ ''بذل المجھود '' سے فارغ ہوکر ''بلدۃ الرسول'' میں مقیم ہوئے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حق تعالیٰ سے تین دعائیں مانگی تھیں جن میں دو کی قبولیت دیکھ چکا ہوں اور تیسری کا متوقع ومنتظر ہوں، ایک دعا یہ مانگی تھی کہ عرب میں امن وامان کی حکومت اسلامیہ دیکھ لوں، سوالحمدللہ وہ امن وامان آنکھوں سے دیکھ لیا، دوسری ''بذل المجھود'' زندگی میں مکمل کرلوں ہوالحمدللہ فارغ ہوگیا، تیسری دعا یہ تھی کہ جوارِ رسول میں اس سرزمین میں دفن ہونا نصیب ہو، توقع ضرور ہے کہ ان شاءاللہ ایسا ہی ہوگا، چنانچہ دو ہی ماہ بعد اس بے تاب انتظار بھی ختم ہوا، جوارِ رسول نصیب ہوا اور قبہ اہل بیت کے متصل مدفون ہوئے۔ ❶

مولانا احمد الدین صاحب جو تاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد ثم مدنی رحمہ اللہ علیہ کے ایک پرانے شاگرد تھے، وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حدیث کا سبق ہو رہا تھا کہ ہمارے استاد حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ پر غنودگی طاری ہوگئی جو دیر تک رہی، طلبہ کی خاصی تعداد تھی اور سب کو بے وقت نیند پر تعجب ہوا۔ نیند سے بیدار ہوکر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: الحمدللہ! اس وقت دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا، دیر تک باتیں ہوئیں اور مسائل حدیث شریف پیش تھے۔ ❷

❶ الشہاب الثاقب: ۵۲، ۵۳/عشق رسول اور علمائے حق: ص۱۶۲

❷ الشہاب الثاقب: ص۵۳/عشق رسول اور علمائے حق: ص۱۶۷

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ اور مدینہ منورہ سے محبت

شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ شریف سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے آخری منزل پر بدو سے کہہ دیا کہ: جب وہ جگہ آئے جہاں سے سبز گنبد خضریٰ نظر آتا ہے تو فوراً بتادے۔ اس نے بتادیا، وہاں سے اتر کر پیدل چلتے رہے، رفقاء کو پہلے ہی تاکید فرمادی تھی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں، خاموش رہیں اور بہت ادب واحترام کے ساتھ حاضری دیں۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک نور و معرفت کا گنجینہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت محبت کے ساتھ کی۔ اس محبت کی خاصیت ظاہر ہوئی اور جس قدر جس کسی کی محبت تھی، اس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کی دولت اس محبت کے سینہ میں آ گئی۔ پھر صحابہ کی صحبت تابعین نے اٹھائی اور تابعین کی تبع تابعین نے، اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی نورِ یقین و معرفت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا، پھر اس سے آگے مشائخ کے سلسلے چلے۔ ❶

مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اور مدینہ منورہ کا ادب واحترام

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ ایک بار حج کے سلسلہ میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں اپنے شاگرد مولانا محمد حسن جان صاحب کے اصرار پر مدینہ یونیورسٹی بھی تشریف لے گئے۔ اس وقت کے الامین العام الشیخ عبودی صاحب نے باتوں باتوں میں مولانا سے پوچھا: حضرت! مدینہ منورہ کی آب وہوا کیسی ہے؟

---

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۲۲۱، ۲۲۲/ سوانح حضرت رائے پوری: ص ۳۰۰

حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مدینہ منورہ کی ہوا کے بارے میں کیوں دریافت کرتے ہو؟ مدینہ منورہ کی ہوا تو اس وقت سے مبارک ہوگئی ہے جس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ سلم یہاں ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں، میری طبیعت کے متعلق پوچھو کہ تم یہاں آ کر کیسے ہو؟ اگر میں ٹھیک رہا تو یہ میری طبیعت کی صحت کی علامت ہوگی اور اگر میں بیمار رہا تو یہ میری طبیعت کا نقصان ہوگا۔ مدینہ منورہ کی ہوا تو مبارک ہی مبارک ہے۔''

شیخ عبودی صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا: میرا مقصد بھی یہی تھا۔

فائدہ: بلد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احترام ملحوظ تھا، جو اشخاص مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس غایت درجہ احترام کریں وہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب و احترام کرتے ہوں گے۔ ❶

ایک یتیم بچے کی روضہ رسول سے عقیدت ومحبت

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں حج کے بعد مدینہ منورہ گیا، ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دستر خوان کو لے کر ایک ڈھیر پر جھاڑ دیا تا کہ روٹی کے بچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جانور کھا جائیں، تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک خوبصورت نو سال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے، مجھے سخت افسوس ہوا، بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ میں آیا اور اسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا، کیونکہ میں ایسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولی تھا، میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا، میں نے چلتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے! تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا:

❶ ماہنامہ الحق: ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء، ص ۴۵

میں یتیم ہوں، میں نے کہا: بیٹے میرے ساتھ ہندوستان چلو گے؟ وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا، عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا، اپنے مدرسے میں تعلیم دوں گا، جب تم عالم فاضل ہو جاؤ گے تو میں خود تم کو یہاں لے کر آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کردوں گا، تم جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لے کر آؤ۔

لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس واپس گیا، وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی، اس نے فوراً اجازت دے دی، یہ فوراً آیا اور مولانا کو بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا، میری ماں نے اجازت دے دی ہے، پھر پوچھنے لگا کہ آپ کے شہر میں چنے ملتے ہیں؟ مولانا عثمانی نے بتایا: یہ ساری چیزیں وافر مقدار میں تمہیں ملیں گی، مولانا کا بیان ہے کہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی میں وہ میرے ساتھ آیا اور ٹھٹک کر رہ گیا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو دیکھا اور مسجد کے دروازے کو اور پوچھا کیا یہ دروازہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں ملے گا؟

میں نے اس سے کہا کہ بیٹا! اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا؟ لڑکے کے چہرے کا رنگ بدل گیا، میری انگلی چھوڑ دی بابا تم جاؤ، اگر یہ نہیں ملے گا تو میں ہرگز ہرگز اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، بھوکا رہوں گا، پیاسا رہوں گا، اس دروازہ کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس بجھاتا رہوں گا، جس طرح آج تک بجھاتا رہا ہوں۔

یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا۔ (1)

تو اسلافِ امت کو شہر مدینہ اور اس کے متعلقات سے بڑی محبت تھی، اور یہی ایک بڑی تمنا تھی کہ موت مدینہ میں آئے اور تدفین جنت البقیع میں ہو۔

---

(1) عجیب وغریب واقعات: ص ۱۱۰، ۱۱۱

۹......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کثرت کے ساتھ کیا جائے

محبت رسول کی ایک علامت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کثرت کے ساتھ کرے۔

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ.

انسان کو دنیا میں جس سے محبت ہوتی ہے انسان کثرت سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ دیکھیں! دنیا میں ایک آدمی کو اگر کسی سے محبت ہے، عشق ہے، تو بات بات میں اپنے معشوق ومحبوب کا ذکر کرتا ہے، کھانے پینے میں، عادات واخلاق میں اُس کا تذکرہ کرتا ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اس کی زبان پر ہمیشہ امام الانبیاء کا تذکرہ ہوگا، اگر زبان پر آپ کا تذکرہ نہیں ہے، تو گویا یہ دعوی میں سچا نہیں ہے، سچا ہوتا تو یہ زیادہ تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا، جہاں جاتا حضور کی حدیثیں سناتا، آپ کے اوصاف ومناقب، آپ کا حسن و جمال، آپ کے اخلاق وکردار، آپ کا بچوں کے ساتھ، عورتوں کے ساتھ سلوک، آپ کی سیرت کے واقعات لوگوں کو سناتا، تو اگر یہ اوصاف اُس میں نہیں ہے تو یہ محض ایک دعوی ہے جو بلا دلیل ہے۔

۱۰......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیزوں سے محبت ہو

محبت رسول کی ایک علامت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن چیزوں سے محبت تھی انسان بھی ان چیزوں سے محبت کرے۔ آپ نے جن چیزوں کو پسند فرمایا اور جن باتوں سے منع فرمایا وہ ہماری زندگیوں میں آجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو لباس پسند تھا وہ ہم بھی پسند کریں، آپ کو کھانے میں جو چیزیں پسند تھیں وہ ہماری بھی پسند بن جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک دن) ایک درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تیار کیے ہوئے کھانے پر مدعو کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں بھی گیا، اس نے جو کی روٹی اور شوربا لاکر (دسترخوان پر) رکھا جس میں کدو اور گوشت کی

بوٹیاں تھیں، چنانچہ میں نے دیکھا:

يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ ،قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ. ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کو کدو چونکہ بہت مرغوب تھا) اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے کناروں میں کدو کو تلاش کر کر کے کھاتے تھے، اسی لئے اس دن کے بعد سے میں کدو کو بہت پسند کرتا ہوں (اسلئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھے۔)

دیکھیں! کھانے پینے، سبزیوں اور پھلوں میں ہر انسان کی پسند الگ الگ ہے، ہر انسان کی طبیعت وفطرت الگ ہے لیکن سچی محبت یہ ہوتی ہے محبوب کو جو پسند ہو وہ مجھے بھی پسند ہو، حضور کو کدو پسند تھے تو ہمیں بھی پسند ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اِس دن کے بعد سے کدو سے محبت ہوگئی کہ یہ حضور کو پسند ہے تو ہمیں بھی پسند ہے، اِس لیے جب کبھی کھانا پکتا تو اکثر ایسا ہوتا کہ کھانے میں کدو ضرور ڈلواتے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے تو مجھے بھی پسند ہے۔

حضرت اسامہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا وظیفہ کم مقرر کیا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ وظیفہ حضرت اسامہ کا مقرر کیا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابا جان! آپ نے اسامہ بن زید کے چار ہزار اور میرے لئے تین ہزار پانچ سو وظیفہ مقرر کیا ہے، جبکہ ان کے والد کا مقام آپ سے کچھ زیادہ نہیں ہے اور مجھ سے زیادہ ان کا مرتبہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالکل نہیں:

❶ صحيح البخاری: كتاب البيوع، باب ذكر الخياط، رقم الحديث: ۲۰۹۲

لِأَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَلِذٰلِکَ فَعَلْتُ. ❶

ترجمہ: انکے والد زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے والد سے زیادہ محبوب تھے اور یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے، اسی وجہ سے میں نے ان کا زیادہ وظیفہ مقرر کیا۔ جب یہ بات سنی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وظیفہ پر خوش ہو گئے جو ان کے لئے مقرر ہوا۔

دیکھیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت فرماتے تھے کہ جو لوگ حضور کو محبوب ہیں ان کا وظیفہ اپنی اولاد سے زیادہ کر دیا۔ ایک مسلمان کی یہی شان ہے کہ کائنات کی ہر چیز سے زیادہ اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، اور حضور کی پسند اور محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی خاطر ہر صدقہ وصول کرنے والے کو خوش کر کے لوٹاتے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اپنا دستورُ العمل رکھتے، ایک مرتبہ چند اعراب نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا نبی اللہ! آپ کے بعض صدقہ وصول کرنے والے ہم پر ظلم کرتے ہیں، فرمایا کہ ان کو راضی رکھو، اعراب نے کہا: اگر وہ ظلم کریں، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو:

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: اُسامة بن زید، ج۴ ص ۵۲/تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: أسامة بن زید، ج۸ ص ۷۱

قَالَ جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ، مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ. ❶

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے کوئی بھی صدقہ وصول کرنے والا جب لوٹتا تو حضرت جریر سے خوش ہو کر لوٹتا تھا، (یعنی اِن کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ اطاعت رسول کی وجہ سے انہیں راضی کر کے واپس لوٹائیں۔)

حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا کا منشا رسول میں عمر بھر پردے کی جگہ میں نماز پڑھنا

حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی معیت میں نماز پڑھنا محبوب رکھتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہو لیکن تمہارا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے:

فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: چنانچہ ان کے حکم پر ان کے گھر کے سب سے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا ہوتا تھا نماز پڑھنے کے لئے جگہ بنادی گئی اور وہ آخری دم تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الكسوف، باب إثم مانع الزكاة، رقم الحديث: ٩٨٩

❷ مسند أحمد: مسند النساء، ج٤٥ ص٣٧، رقم الحديث: ٢٧٠٩٠

دیکھیں اِس صحابیہ نے حضور کی منشا پر کیسے عمل کیا کہ آپ کو یہ پسند تھا کہ عورت پردے میں نماز پڑھے، جس قدر پردے میں ہو اِس قدر آپ کو پسند تھی، تو اِس صحابیہ کی اطاعت دیکھیں کہ ساری زندگی ایک بلند کمرے میں نماز پڑھی، جنہیں اندھیرا ہوتا اور کسی غیر محرم کی نگاہ نہیں پڑھتی تھی، یہ ہے اصل اطاعتِ رسول۔

تو محبت کی ایک علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں جو چیزیں پسند تھیں ہمیں چاہیے کہ ہم وہ اپنی زندگی میں لائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کو پسند تھی، قرآن کی تلاوت پسند تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعمال وعبادات محبوب تھیں تو وہ ہماری زندگیوں میں بھی آجائیں، پس حضور کی پسند ہماری پسند بن جائے اور آپ کی ناپسند ہماری مبغوض بن جائے یہی محبت رسول ہے۔

۱۱......درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔یعنی چلتے پھرتے محبوب کے تذکرے پر عقیدت کے ساتھ آپ پر درود پڑھتے رہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

درود شریف پڑھنے والوں پر رحمتوں کا نزول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا. ❶

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، رقم الحديث: ۴۰۸

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةً صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَمَلائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلاةً فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ. ❶

ترجمہ: جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کہ درود کی کثرت کرے یا کمی۔

درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. ❷

ترجمہ: مؤذن کی اذان کا جواب دو، جیسے کلمات وہ کہتا ہے، تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا

❶مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج ١١ ص ١٧٨، رقم الحديث: ٦٦٠٥/ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (مجمع الزوائد ومنبع الفوئد: كتاب الأدعية، باب الصلاة على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى الدعاء وغيره، ج ١٠ ص ١٦٠، رقم الحديث: ١٧٢٨٣

❷صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب قول مثل قول المؤذن لمن سمعه، رقم الحديث: ٣٨٤

ہے، پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وہ جنت کی ایک منزل ہے جو تمام مخلوق الهیہ میں سے ایک ہی شخص کو ملے گی، مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی عنایت ہوگی، جو شخص میرے لئے اللہ سے اس وسیلے کی طلب کرے اس کیلئے میری شفاعت روز قیامت حلال ہوگئی۔

درود شریف پڑھنے والے کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ،فَإِنَّ اللهَ وَكَّلَ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي،فَإِذَا صَلَّى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي،قَالَ لِي ذَلِكَ الْمَلَكُ:يَا مُحَمَّدُ،إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلَّى عَلَيْكَ السَّاعَةَ. ❶

ترجمہ: مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو، اس لیے اللہ تعالی نے میرے قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب امت میں سے کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود پڑھا ہے۔

درود شریف جنت کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ،خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ. ❷

ترجمہ: جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو جنت کا راستہ بھٹک جائے گا۔

قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والا حضور کے قریب ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ الجامع الصحيح للسنن والمسانيد: ج ١ ص ٤٠٥/سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج٤ص ٤٣،الرقم: ١٥٣٠/صحيح الجامع الصغير: ج ١ ص ٢٦٣،الرقم:١٢٠٧

❷ سنن ابن ماجة: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها،باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ،رقم الحديث:٩٠٨

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو میرے اوپر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہو۔

اِن احادیث مبارکہ سے اندازہ لگائیں کہ درود شریف کی کس قدر فضیلت ہے، درود شریف کے جہاں اخروی فوائد ہیں وہیں دنیاوی بھی کثرت کے ساتھ ہیں، آنے والے چند واقعات سے درود شریف کے فوائد وثمرات اور برکات کا اندازہ ہوگا۔

درود شریف غیبی نصرت اور مدد کا سبب ہے

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ میں حج کے موقع پر ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود وسلام پڑھتے دیکھا، میں نے اس سے کہا: یہ اللہ تعالی کی حمد وثناء کا مقام ہے۔ وہ کہنے لگا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں؟

میں اپنے شہر میں تھا کہ میرے بھائی پر آخری وقت آگیا، میں نے دیکھا کہ اسکا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے، یوں نظر آتا تھا کہ گھر تاریکی میں ڈوب گیا ہے، اس منظر کو دیکھ کر میں مغموم ہوگیا، اسی اثناء میں ایک شخص گھر میں داخل ہوا، میرے بھائی کے پاس آیا، اس شخص کا چہرہ چراغ کی طرح چمک رہا تھا، اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور چہرے پر ہاتھ پھیرا، پس وہ سیاہی جاتی رہی اور بھائی کا چہرہ اسطرح چمکنے لگا جیسے کہ چاند۔ یہ دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، میں نے اس شخص نے کہا:

''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا'' آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی، فرمایا:

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الوتر، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ۴۸۴/صحیح ابن حبان: ج۳ ص ۱۹۲، رقم الحدیث: ۹۱۱/ صحیح الترغیب والترهیب: ج۲ ص ۲۹۴، رقم الحدیث: ۱۶۶۸

میں وہ فرشتہ ہوں جسکو اسی کام پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اسی طرح اسکے کام آؤں، تمہارا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرتا تھا، اسکو گناہوں کی وجہ سے سیاہ رو ہونے کی سزا دی گئی، پھر اللہ تعالی نے درود وسلام کے طفیل اسکی دستگیری فرمائی، پس اسکی روسیاہی ختم فرما کر اُسے چمکا دیا۔ ❶

درود شریف قرض سے نجات کا سبب ہے

بغداد کا ایک بہت مالدار، امیر کبیر شخص خشکی اور سمندر میں تجارتی سفر کرتا تھا، یہاں تک کہ گردش دوراں نے اس کے احوال درہم برہم کر دیئے، اس کا تمام مال و دولت تباہ ہو گیا اور وہ لوگوں کے قرض کے بوجھ تلے دب گیا، اس کے ہاتھ زمین سے لگ گئے اور نہایت مجبور اور بے بس ہو گیا ایک قرض خواہ کا اس سے آمنا سامنا ہو گیا اس کا اس پر پانچ سو روپے قرض تھا، اس نے مانگا مگر کچھ نہ پایا، اس پر وہ کہنے لگا: ہم نے تم سے وفا کی لیکن تمہاری طرف سے وفا نہ دیکھی۔

اس پر مقروض نے کہا: میں تجھ سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ کرنا میں مقروض ہوں اور مجھ پر تیرے علاوہ دوسروں کا بھی قرض ہے، لوگ مجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں مگر میرے پاس کچھ نہیں، میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں، اس نے اسے قاضی کے سامنے جا کھڑا کیا، اس نے وہاں بھی اقرار کیا، قاضی نے کہا: اس کا مال دو، وہ کہنے لگا: میرے پاس کچھ نہیں، قاضی نے کہا: کوئی معتبر ضامن لازمی ہے یا تجھے قید خانے میں ڈال دیا جائے گا، یہ اسکے ہمراہ باہر آیا کہ کوئی قابل اعتبار ضامن نہ ملا، سرکاری ملازم نے کہا: قاضی کے فیصلے کے مطابق تجھے قید میں ڈالنا ضروری ہو گیا ہے، اس شخص

❶ القول البدیع: ص ۲۳۸

نے قرض خواہ سے رعایت مانگی اور خدائے بزرگ کے نام پر سوال کیا کہ اسے اس رات چھوڑ دے تا کہ وہ اپنے بچوں کے ہمراہ آخری رات گزار سکے اور یہ کہ صبح سویرے وہ خود اس کے پاس حاضر ہو جائے گا اور قید خانے میں چلا جائے گا اور وہیں اِس کی قبر بنے گی الا یہ کہ اللہ رب العزت اس پر کرم کر دے اور مصیبت دور فرمادے اور یہ بھی کہا کہ اس رات کے میرے ضامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، اس پر قرض خواہ نے کہا: مجھے منظور ہے۔

وہ شخص قیدی مغموم، پریشان اور دل برداشتہ ہوکر اپنے گھر کو چلا گیا، بیوی نے پوچھا کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اور آج دن بھر کہاں رہے ہو؟ اس نے سارا ماجرا سنایا، قرض خواہ کی سختی، قید کا حکم، اس نے یہ بھی بتایا کہ میں نے قرضخواہ سے اللہ کا واسطہ دیکر آج رات گھر بسر کرنے اور الوداع کہہ کر صبح سویرے واپس آنے کا وعدہ کر کے آیا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو اس پر ضامن بنایا ہے، تب کہیں اس نے مجھے چھوڑا اور میں آیا، بیوی بولی فکر نہ کریں، جس کے ضامن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں وہ کیوں مغموم رہے۔

اب سوتے وقت اس نے نبی کریم علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا یہاں تک کہ اس کی آنکھ لگ گئی، خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا، آپ نے فرمایا: صبح سویرے بادشاہ کے وزیر کے پاس جا کر کہو: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام فرماتے ہیں اور تجھے حکم دیتے ہیں کہ میری طرف سے قرضہ جو کہ پانچ سو دینار ہے ادا کرو، جس کے سبب سے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم سنایا ہے اور میں تو صرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی ضمانت پر نکلا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک نشانی بھی بتائی ہے وہ یہ کہ تم ہر رات حضور علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود وسلام بھیجتے ہوں،

گذشتہ رات تم گنتی میں بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ نہ جانے گنتی پوری ہوئی یا نہیں حالانکہ فی الواقع گنتی پوری تھی۔

اس پر وہ آدمی خوشی خوشی بیدار ہوگیا، پھر جب وہ نماز فجر سے فارغ ہو کہ وزیر کی طرف چلا، دیکھتا کیا ہے کہ وزیر اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہے اور سواری کا جانور سامنے ہے، اس نے وزیر کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، اس نے کہا: تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری طرف سے قرض ادا کرو، جو اتنا اتنا ہے، نشانی یہ ہے کہ تم ہرات مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہو، گذشتہ رات تم بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ تعداد مکمل ہوئی ہے یا نہیں تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری تعداد مکمل ہے۔

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس پر اس کی سچائی ظاہر ہوگئی، وزیر اندر گیا اور اس کو بھی گھر کے اندر آنے کو کہا، وزیر نے کہا: ذرا اپنی بات پھر دہراؤ، اس نے اس کے روبرو پھر وہی بات دہرائی۔

وزیر بہت خوش ہوا اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، یہ سب عظمتِ رسول کے لئے تھا اور کہا: مرحبا اے قاصدِ رسول! اور اسے پانچ سو دینار ادائیگی قرض کے لئے، پانچ سو دینار اہل وعیال کے لئے، پانچ سو دینار گھریلو اخراجات کے لئے، پانچ سو دینار خوشخبری سنانے کے، پانچ سو دینار سچا خواب بیان کرنے کے۔ اب خواب دیکھنے والا شخص خوشی خوشی گھر لوٹا، پانچ سو دینار گنے اور قرض خواہ کی طرف چل پڑا اور اس کو قاضی کے پاس چلنے کو کہا، وہاں پہنچا تو قاضی نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب میں حکم دیا ہے کہ یہ قرض یہ ہماری طرف سے خود ادا کروں، علاوہ ازیں میرے مال سے اتنی ہی مزید رقم تمہیں دیجائے گی، اس پر

قرض خواہ نے کہا میں تمہیں گواہ بنا کر سارا قرض بھی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے مزید اتنی ہی رقم دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے یہی وصیت فرمائی ہے۔

اب یہ شخص اس حال میں لوٹا کہ چار ہزار دینار کا مالک تھا، یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی برکت کا ثمرہ ہے۔ ❶

درود شریف غیبی رزق اور حفاظت کا سبب ہے

مولانا مرحوم نشتر کالج میں خطیب رہے ہیں، کئی دفعہ انہوں نے بتایا کہ جب پاکستان بنا تو انہوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ جب ان کا قافلہ امرتسر کے قریب پہنچا تو سکھوں نے حملہ کر کے تقریباً تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ مولانا صاحب اور ان کے تین ساتھی وہاں سے بھاگ کر ایک مکان کے غسل خانہ میں پناہ لینے میں کامیاب ہو گئے، اس غسل خانہ میں انہوں نے تیرہ دن گزارے۔ ہر وقت بھوک پیاس ستاتی تھی، مگر جب اللہ کا ذکر اور درود شریف پڑھتے تو بھوک پیاس ختم ہو جاتی۔ ہر وقت موت کا خطرہ تھا، سکھوں نے کئی دفعہ اس مکان کی تلاشی لی، مگر ذکر کی برکت سے وہ غسل خانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

تیرہ دن بعد جب ہر طرف لاشوں کے گلنے سڑنے سے بدبو پھیل گئی تو چاروں ساتھی وہاں سے نکل کر پاکستان میں بڑی دقت کے ساتھ داخل ہوئے۔ اس طرح تیرہ دن انہوں نے بغیر کھائے پیئے گزار دیئے۔ درود شریف اور ذکر کی برکت پر اللہ تعالیٰ ہمیں یقین نصیب فرمائے۔ ❷

❶ سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سیدالکونین: الباب الرابع، اللطیفة العشرون بعد المائة، ص ۱۶۱، ۱۶۲

❷ نا قابل یقین سچے واقعات: ص ۵۱۲، ۵۱۳

۱۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ جماعت صحابہ سے محبت کرنا

محبت رسول کی ایک علامت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت یعنی جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت حضور سے محبت ہے، صحابہ سے نفرت معاذ اللہ حضور سے نفرت ہے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بڑا مقام بیان ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اسلام اور شریعتِ اسلام میں خاص مقام ہے۔ یہ ایک ایسی مقدس جماعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام اُمت کے درمیان اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک واسطہ ہے، اس واسطہ کے بغیر نہ اُمت کو قرآن کریم ہاتھ آسکتا ہے، نہ قرآن کریم کے وہ مضامین جن کو قرآن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر یہ کہہ کر چھوڑا ہے:

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

آپ بیان کریں لوگوں کے لیے وہ چیز جو آپ کی طرف نازل کی گئی، اور نہ ہی رسالت اور اس کی تعلیمات کا کسی کو اس واسطہ کے بغیر علم ہوسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنی آل اولاد اور اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو اپنی جانیں قربان کر کے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ارشاد فرمایا:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَزَيَّنَهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ، اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ. (الحجرات: ۷)

ترجمہ: لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں پرکشش بنا دیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک راستے پر آچکے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿لا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَ هُمْ أَوْ أَبْنَاءَ هُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلة: ۲۲)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چاہے وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے، اور اپنی روح سے ان کی مدد کی ہے، اور انہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ کا گروہ ہے، یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا کہ اللہ صحابہ کرام سے راضی ہو چکا ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

ایک اور مقام پر صحابہ کرام کے اعمال واوصاف کا تذکرہ ہوئے ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَه اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ.﴾ (الفتح: ٢٩)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کیلئے رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔

یہ چند آیات تھے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام بتلاتی ہے، اسکے علاوہ احادیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے مقام کو بیان کیا۔

اللہ نے صحابہ کرام کا انتخاب کیا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ،

فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ،فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا،فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ،وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّءٌ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو ان سب قلوب میں بہتر پایا، پس انکو اپنے لیے منتخب کیا، پس ان کو اپنی رسالت دیکر بھیجا، پھر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے قلوب پر نظر فرمائی تو اصحابِ محمد کے قلوب کو دوسرے سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا، ان کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے پسند کرلیا۔ پس جسکو مسلمان اچھا سمجھے وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے، اور جسکو مسلمان بُرا سمجھے وہ اللہ کے ہاں بھی بُرا ہے۔

صحابہ کو تکلیف پہنچانے والے درحقیقت حضور کو تکلیف پہنچاتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَصْحَابِي،لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي،فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ،وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي،وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ،وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. ❷

ترجمہ: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملے میں، میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة،مسند عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، ج٦ ص ٨٤،رقم الحديث: ٣٦٠٠

❷ سنن الترمذى: أبواب المناقب،باب فيمن سبّ أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم،رقم الحديث: ٣٨٦٢

بغض رکھا، اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی، اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی، اور جو اللہ کو ایذاء پہنچانا چاہتا ہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑ لے گا۔

صحابہ کرام امت کا بہترین طبقہ ہیں

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ❶

ترجمہ: میری امت کا بہترین طبقہ وہ لوگ ہیں جو کہ میرے زمانے والے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے (تابعین) ہیں، اور پھر وہ جو ان کے بعد والے (تبع تابعین) ہیں۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین کا۔

صحابہ کرام نہایت پاکیزہ قلوب اور عمیق علم والے تھے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اِخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَقْلِ دِينِهِ، فَتَشَبَّهُوا بِأَخْلَاقِهِمْ وَطَرَائِقِهِمْ، فَهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى

❶ صحيح البخاري: كتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، رقم الحديث: ٢٦٥١

الْمُسْتَقِيمِ. ❶

ترجمہ: جوشخص اقتداء کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اصحابِ رسول اللہ کی اقتداء کرے، کیونکہ یہ حضرات ساری اُمت سے زیادہ اپنے قلوب کے اعتبار سے پاک، اور علم کے اعتبار سے گہرے اور تکلف و بناوٹ سے دور اور عادات کے اعتبار سے معتدل، اور حالات کے اعتبار سے بہتر ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے پسند فرمایا ہے۔ تو تم ان کی قدر پہچانو اور اُن کے آثار کی اتباع کرو، کیونکہ یہی لوگ مستقیم طریق پر ہیں۔

ان احادیث سے اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کس قدر بڑا مقام ہے، اس لئے صحابہ کرام کو بُرا بھلا مت کہیے، ان سے راضی ہونے کا اعلان اللہ نے کردیا تو ہم کون ہوتے ہیں جو ان پر لعن طعن کریں، بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہے۔ صحابہ کرام سے بغض وعداوت درحقیقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت ہے۔

۱۳......اہلِ بیت سے محبت ہو

محبت رسول کی ایک علامت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت ہو، مطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل، آپ کی ازواج مطہرات، آپ کی اولاد، آپ کی صاحبزادیاں، آپ کے نواسے اور نواسیں اور آپ کے خاندان واقارب سے محبت ہو۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مقامِ (غدیرِ) خم پر جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، خطبہ دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا

❶ شرح السنة: كتاب الإيمان، باب رد البدع والأهواء، ج ۱ ص ۲۴۱، رقم الحديث: ۱۰۵/ جامع بيان العلم وفضله: ج ۲ ص ۹۴۷، الرقم: ۱۸۱۰

کی، اور وعظ ونصیحت فرمائی، پھر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي. ❶

ترجمہ: امابعد! آگاہ رہو اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں، ممکن ہے کہ میرے رب کا پیغام رساں (موت کا فرشتہ) میرے پاس آئے تو میں اسے لبیک کہوں، اور میں تم میں دو بہت اہم (اور بھاری چیزیں) چھوڑ رہا ہوں: پہلی چیز کتاب اللہ ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، لہٰذا اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور مضبوطی سے تھام لو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے حوالے سے کافی شافی ترغیب ارشاد فرمائی۔ پھر فرمایا: (اور دوسری چیز) میرے اہلِ بیت، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے لحاظ (یادرکھنے) کی تاکید کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے لحاظ (یادرکھنے) کی تاکید کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے لحاظ (یادرکھنے) کی تاکید کرتا ہوں۔

(یہ سن کر) راوی حدیث حصین رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم سے کہا: اہلِ بیت سے مراد کون ہیں؟ اے زید! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں سے نہیں ہیں؟ (کیوں کہ بنیادی طور پر مذکورہ خطبہ غدیرِ خم کے مقام پر درحقیقت

---

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضى اللّٰه عنهم، باب من فضائل على بن أبى طالب رضى اللّٰه عنه، رقم الحديث: ۲۴۰۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ارشاد فرمایا تھا، اس پس منظر کی وجہ سے راوی نے مذکورہ سوال کیا) تو حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: (ہاں!) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں ہیں، لیکن (یہاں مراد) اہلِ بیت (سے) وہ ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدقہ حرام ہے۔ راوی نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ راوی نے کہا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں!

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللَّهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ بِذَلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللَّهُ، وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللَّهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرُمِ اللَّهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللَّهُ. ❶

ترجمہ: چھ شخص ایسے ہیں جس پر میں نے بھی لعنت کی اور اللہ نے بھی لعنت کی اور ہر نبی نے لعنت کی، پہلا شخص اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا، دوسرا اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، تیسرا اُس شخص پر جو زبردستی غلبہ حاصل کرے، اور ذلیل کرے ان کو جن کو اللہ نے عزت دی اور جن کو اللہ نے ذلیل کیا وہ ان کو عزت دے، چوتھا حدودِ حرم میں ممنوع کام کا ارتکاب کرنے والا، پانچواں میری آل کے متعلق وہ باتیں حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب القدر، باب، رقم الحدیث: ۲۱۵۴

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے بہت زیادہ محبت تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے رشتہ داروں اور عزیز واقارب سے زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز واقارب اور آپ کے اہل وعیال سے تھی، چنانچہ خود قسم کھا کر فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت (رشتہ داری) اپنی قرابت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

آپ کی ہر موقعے پر کوشش ہوتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز واقارب اور آپ کے اہل بیت کو حتی الامکان ہر موقع پر خوش رکھا جائے، اور آپ اس کے لیے جہاں تک ممکن ہو کوشش کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے خاندان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے عزیز واقارب سے محبت تھی، اور آپ اہل بیت اور خاندان نبوت کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے، اگر راستے میں حضرت حسن یا حسین رضی اللہ تعالی عنہما جاتے تو آپ انہیں اٹھاتے، بوسہ دیتے، اور اپنے کندھوں پر بٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے عراق سے مال غنیمت بھیجا، اس میں ایک بہت قیمتی چادر تھی جو آپ کے لیے تحفہ میں بھیجی گئی تھی، آپ نے خوشی سے اپنے ہدیہ کی چیز

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر، رقم الحدیث: ۴۰۳۵

حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو بلا کر انہیں تحفے میں دے دی۔ ❶

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اہل بیت کے گستاخوں کے لئے قانون کا اجراء

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بہت سے نئے قانون بنائے ان میں سے ایک قانون یہ تھا کہ ایک آدمی نے ایک جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ کیا، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی پٹائی کی، کسی نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

أَيُفَخِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّهُ وَأُرَخِّصُ فِي الْاِسْتِخْفَافِ بِهِ لَقَدْ خَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَرَضِيَ بِهِ فَرَضِيَ بِهِ عَنْهُمْ. ❷

ترجمہ: کیا یہ ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم فرمائیں اور میں ان کی تحقیر کی اجازت دے دوں؟ اس آدمی کی اس گستاخی کو جو اچھا سمجھ رہا ہے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نئے قانون کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت پسند کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گستاخ کی پٹائی کی جائے گی اور اُسے سزا دی جائے گی تا کہ آئندہ کوئی ایسی نازیبا حرکت نہ کرے۔)

بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے محبت، اہلِ بیت سے محبت، حضور کی اولاد سے محبت، آپ کے اعزاء واقارب سے محبت، محبت رسول کی علامت ہے۔

❶ فتوح البلدان: فتوح سواد العراق، ص ۲۴۲

❷ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عباس بن عبد المطلب بن هاشم، ج ۲۶ ص ۳۷۲/الكامل فی التاریخ: ذکر بعض سیرة عثمان، ج ۲ ص ۵۴۷

۱۴......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسند اور ممنوع چیزوں سے بچنا

محبت کی ایک علامت کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھی ہمیں بھی ناپسند ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ہم اُس سے باز رہیں، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا ہم بھی اس سے اعراض کریں، آپ نے جس سے روکا ہم بھی اُس سے بچیں، یہ محبت کی علامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جو چیز ناپسند تھی وہ اللہ کی نافرمانی تھی، اس لئے کوشش ہو کہ کسی لمحہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو، آپ کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو اختیار کرنا اور جن سے روکا ہے اُن سے بچنا یہ محبت رسول کی علامت ہے، حضراتِ صحابہ کرام حضور کی پسند ناپسند کا ہر موقع پر خیال کرتے تھے اور اسی کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔

مجھے وہ چیز ناپسند ہے جو آپ کا ناپسند ہے

ایک دن حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن زیادہ تھا، تو جب یہ کھانا لوٹ کر واپس حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف لایا گیا تو انہوں نے معمول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے بارے میں پوچھا، تو آپ سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا نہیں کھایا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اوپر چڑھ کر عرض کیا: ''أَحَرَامٌ هُوَ؟'' کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ'' حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ'' مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ کو ناپسند ہے۔ ❶

❶ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ الثُّومِ، وَأَنَّهُ يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ خِطَابَ الْكِبَارِ تَرْكُهُ، وَكَذَا مَا فِي مَعْنَاهُ، رقم الحديث: ٢٠٥٣

اطاعت رسول میں گلیوں میں شراب بہادی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، (اس وقت تک شراب کی حرمت نہیں آئی تھی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے، "أَلا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ"، سن لو شراب حرام کردی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأَهْرِقْهَا، فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا، فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ.

ترجمہ: باہر جاؤ اور اس شراب کو بہادو، چنانچہ میں باہر نکلا اور اس کو بہادیا، اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔

یعنی لوگوں نے اتنی کثرت سے بہائی کہ ایسا لگتا تھا کہ گلیوں میں پانی بہہ رہا ہے، دیکھیں فروخت نہیں کی بلکہ بہادی، چاہتے تو کسی غیر مسلم کو دے دیتے کہ کچھ رقم مل جاتی لیکن صحابہ میں اطاعت کا بڑا جذبہ تھا۔ باوجود یہ کہ شراب کی محبت عرب کی گھٹی میں تھی، لیکن ایک اعلان سن کر گلیوں میں شراب بہادی، جو آپ کو ناپسند وہ صحابہ کو بھی ناپسند، اطاعت اور اتباع کی ایسی مثال نہیں ملتی۔ ❶

اطاعت رسول میں چاندی کے برتن میں پانی نہ پینا

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ علاقہ مدائن میں تھے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا، اس علاقہ کا ایک آدمی چاندی کے برتن میں پانی لے آیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ پانی پھینک دیا اور فرمایا:

❶ صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب، باب فی صب الخمر فی الطریق، رقم الحدیث: ۲۴۶۴

إِنِّى أُخْبِرُكُمْ أَنِّى قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا يَسْقِيَنِى فِيهِ،فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ:لَا تَشْرَبُوا فِى إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ،وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَالْحَرِيرَ،فَإِنَّهُ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا وَهُوَ لَكُمْ فِى الْآخِرَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.❶

ترجمہ: میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں تمہیں حکم دے چکا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلانا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی باریک اور موٹا ریشم کا کپڑا پہنو، کیونکہ یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے قیامت کے دن آخرت میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری پر انگوٹھی پھینک دی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے آیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

مَا لِى أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ.

ترجمہ: مجھے کیا ہوا کہ میں تیرے اندر سے بتوں کی بومحسوس کرتا ہوں۔

تو اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر ایک مرتبہ وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے آیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا لِى أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ.❷

ترجمہ: مجھے کیا ہوا کہ میں تجھ پر اہل دوزخ کا زیور دیکھ رہا ہوں۔

اس نے اسے بھی پھینک دیا اور کہا کہ یارسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں، فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بنواؤ اور مثقال (ایک خاص وزن ہے) پورا مت کرنا۔

---

❶صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة،بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ،رقم الحديث:٢٠٦٧

❷سنن أبى داود: كتاب الخاتم،باب ما جاء فى خاتم الحديد،رقم الحديث:٤٢٢٣

۱۵......حضور کا تذکرہ محبت اور ادب سے کریں

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو تو عقیدت اور محبت سے کریں، آپ کے نام کے شروع میں تعظیمی القابات لگا کر اور آخر میں درود شریف پڑھ کر عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کا ذکر خیر ہو، شیریں زبان کے ساتھ، محبت کے لہجے میں آپ کا تذکرہ کریں، جیسا کہ حضراتِ صحابہ کرام اور سلف کی زندگی میں تھا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتیں میرے والد آپ پر قربان ہوں

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں، جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ان کی زبان پر آتا تو کہتیں ''بَـاَبِیْ'' (میرے والد آپ پر قربان ہوں) اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت کا کیا عالم تھا، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے: ''وَكَانَتْ لَاتَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا إِلَّا قَالَتْ: بِأَبِیْ'' ''یعنی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کبھی بھی فرماتیں تو فرماتی میرے والد آپ پر قربان ہوں۔ ❶

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ باوضو کرتے تھے

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے ایک خادم خاص کا نام ''محمد'' تھا، بادشاہ اسے ہمیشہ اسی نام سے پکارا کرتا تھا، ایک روز سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے اس کو تاج الدین کہہ کر آواز دی، خادم نے اس وقت تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں اپنے گھر چلا گیا اور تین روز تک بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، سلطان محمود رحمہ اللہ نے اس مصاحب

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الحج، باب تقضی الحائض المناسک کلھا......الخ، رقم الحدیث: ۱۶۵۲

کوطلب کیااوراسکی غیر حاضری کا سبب دریافت کیا، خادم نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ مجھے محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے، لیکن اس دن آپ نے خلافِ معمول تاج الدین کہہ کر پکارا میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی بدگمانی پیدا ہوگئی ہےاس وجہ سے میں تین روز تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا، اور یہ سارا وقت انتہائی پریشانی اور بے چینی کے عالم میں بسر کیا، بادشاہ نے قسم کھا کر کہا، میں ہرگز ہرگز تم سے بدگمان نہیں ہوں، لیکن میں نے جس وقت تم کو تاج الدین کے نام سے پکارا تھا اس وقت میں باوضو نہ تھا، مجھے یہ نہ مناسب معلوم ہوا کہ بغیر وضو کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام اپنی زبان پر لاؤں۔ ❶

۱۶......محبوب کے دشمن سے عداوت ہو

محبت رسول کی ایک علامت یہ ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہے ہمیں اس سے عداوت ہونی چاہیے، اس سے بے تعلقی ہونی چاہیے، یہی ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ رب العزت نے اسی کو بیان فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَومًا يُؤمِنُونَ بِاللَّهِ وَاليَومِ الآخِرِ يُوَادُّونَ مَن حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَو كَانُوا آبَائَهُم أَو أَبنَائَهُم أَو إِخوَانَهُم أَو عَشِيرَتَهُم أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنهُ﴾ (المجادلة: ۲۲)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتی ہوں، جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چاہے وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا ہے اور اپنے روح سے ان

❶ تاریخ فرشتہ: ج اص ۲۷۶

کی مدد کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیٹے سے زیادہ حضور سے محبت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند عبدالرحمٰن جنگِ بدر میں حالت کفر پر تھے، اور میں جنگ کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزند کی تلوار کی زد میں آئے تو بیٹے نے والد ہونے کی وجہ سے اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائی، تو مسلمان ہونے کے بعد ایک موقع پر اپنے والد سے کہنے لگے کہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے تھے لیکن میں نے والد سمجھ کر آپ پر وار نہیں کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لٰکِنَّکَ لَوْ أَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ.❶

بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں تمہیں قتل کئے بغیر نہ لوٹتا، (اس لیے کہ اس وقت تم محمد کے دشمن اور دین کے مخالف ہونے کی حیثیت سے آئے تھے۔)

۱۷...... بدعت سے اجتناب کرنے والا ہو

محبت رسول کی ایک علامت کہ بدعت سے بچنے والا ہو، ایک آدمی اگر بدعت اختیار کر رہا ہے تو سمجھو کہ اس کو حضور سے محبت نہیں، محبت ہوتی تو آقا کی سنتوں پر جان دیتا، اور ہر لمحہ بدعت سے بچتا۔

بدعت کا معنی ومفہوم

بدعت کا ایک لغوی معنی ہے اور ایک اصطلاحی معنی ہے، لغوی معنی کے اعتبار سے ہر نئی ایجاد اور ہر نئے کام کو بدعت کہتے ہیں، خواہ عادت ہو یا عبادت۔

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبد اللّٰه ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة، ج ۳۰ ص ۱۲۷، ۱۲۸

اورشریعت کی اصطلاح میں بدعت کہتے ہیں: دین میں کسی کام کا زیادہ یا کم کرنا، جس کی اصل کتاب وسنت سے نہ ہو، اور جو صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے دور کے بعد ہوا ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کرنے کی اجازت منقول نہ ہو، نہ قولاً، نہ فعلاً، نہ صراحتاً، نہ اشارتاً، اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے، یہ بدعت ہے۔

فقہاء کرام بھی جب مطلق بدعت کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے یہی مصطلح معنی مراد ہوتا ہے۔ احادیث میں بدعت کی نہایت مذمت بیان کی گئی ہے، اور آپ نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے۔

سب سے بری چیز بدعات ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. ❶

ترجمہ: اما بعد! بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور سارے کاموں میں بدترین کام نئے نئے طریقے ہیں (یعنی دین کے نام سے نئے طریقے جاری کرنا) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعتی کے ساتھ تعاون کرنے والا ملعون ہے

حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمیں

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، رقم الحدیث: ۸٦۷

اس چیز کی خبر دیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خفیہ طور پر بتائی ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی کہ جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو، لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لئے ذبح کرے، اور ایسے آدمی پر بھی اللہ کی لعنت ہو کہ جو کسی بدعتی آدمی کو ٹھکانہ دے، اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہو، اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے کہ جو آدمی زمین کے نشانات بدل ڈالے۔

بدعت کے سبب مسنون اعمال اٹھا لیے جاتے ہیں

حضرت حسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: کوئی قوم اپنے دین میں بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اللہ تعالی ان سے اس کے بقدر سنتیں چھین لیتا ہے، پھر وہ مسنون اعمال اُن کی طرف قیامت تک نہیں لوٹتے، (مگر یہ کہ توبہ کرلیں)

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الصید والذبائح وما یؤکل من الحیوان، باب تحریم الذبح لغیر اللّٰه تعالی ولعن فاعله، رقم الحدیث: ۱۹۷۸

❷ سنن الدارمی: کتاب العلم، باب إتباع السنة، ج ۱ ص ۲۳۱، الرقم: ۹۹

متبع سنت اور بدعتی کی مثال

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ فَكَأَنَّمَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ فَكَأَنَّمَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ. ❶

ترجمہ: جب میں کسی سنت پر عمل کرنے والے کو دیکھتا ہوں تو گویا میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں، اور جب میں کسی بدعتی کو دیکھتا ہوں تو گویا میں منافقین میں سے کسی کو دیکھتا ہوں۔

امام ابن عون رحمہ اللہ کی آخری نصیحت بدعت سے بچو

امام ابن عون رحمہ اللہ نے وفات کے وقت فرمایا:

اَلسُّنَّةَ السُّنَّةَ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِدَعَ، حَتَّى مَاتَ. ❷

ترجمہ: سنت کو لازم پکڑو، سنت کو لازم پکڑو، اور بدعت سے بچو، یہ کہہ کر وفات پا گئے۔

ان احادیث واقوال سے معلوم ہوا کہ بدعت کس قدر قبیح چیز ہے، اسکو اختیار کرنے والا کبھی محبّ رسول نہیں ہوسکتا، محبت رسول کی علامت یہ ہے کہ وہ ہر لمحہ بدعت سے اجتناب کرے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کو حرزِ جان بنائے۔

۱۸......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہونا

محبت رسول کی ایک علامت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق ہو۔ انسان کی زندگی میں یہ شوق ہونا چاہیے کہ اُسے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

---

❶ طبقات الحنابلة: ترجمة: الحسن بن علی بن خلف، ج ۲ ص ۴۲

❷ طبقات الحنابلة: ترجمة: الحسن بن علی بن حلف، ج ۲ ص ۴۲

ہوجائے، ''فَکُلُّ حَبِیبٍ یُحِبُّ لِقَاءَ حَبِیبِہِ'' ہرمحبّ چاہتا ہے کہ محبوب کی ملاقات ہو، زیارت ہو، کچھ لمحے اُن کی مجلس اور صحبت میں گزر جائیں، یہ تمنا ناجائز نہیں ہے بلکہ ہر مؤمن کے دل کی آرزو ہے، اگر زیارتِ نبوی سے فیضیاب ہوجائے تو یہ سعادت ہے، اور اگر نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، شریعت کا دارومدار اختیاری امور پر ہے غیر اختیاری امور پر نہیں۔

محبت رسول میں روضہ اطہر پر جان دیدی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرادو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ مبارک کھولا، وہ عورت عشق نبوی میں اس قدر مغلوب تھی کہ زیارت کرکے روتی رہی اور روتے روتے ہی انتقال کرگئی۔ (۱)

بہرحال اگر وسعت ہو وہاں جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضری دیں، لیکن آج اول تو جانے کی توفیق نہیں ہوتی اور اگر کسی کو توفیق ہوجائے تو سارا وقت بازاروں، ہوٹلوں، شاپنگ سینٹروں میں گزر جاتا ہے، کھانا کھانے میں، سلفیاں بنانے میں، فضول گپ شپ اور لایعنی کاموں میں گزر جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضری، مسجد نبوی کی نمازیں، مسجد قباء کی حاضری، اور درود شریف پڑھتے ہوئے اپنے اوقات کو قیمتی بنائیں۔

۱۹......امت مسلمہ کی خیرخواہی کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان کے دل میں امت مسلمہ کہ خیرخواہی ہو، چونکہ یہ ساری امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے، اور اللہ

(۱) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: القسم الثاني، الباب الثاني، ج ۲ ص ۲۳

نے اس امت کوبہترین امت بنایا، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللَّهِ﴾(آل عمران: ۱۱۰)

ترجمہ: (مسلمانو) تم وہ بہترین امت ہو جولوگوں کے فائدے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہواور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس امت کوبہترین امت قرار دیا وجہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو سرانجام دیا کرتے ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(آل عمران: ۱۰۴)

ترجمہ: اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں، اور برائی سے روکیں، ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

اس لئے اس امت کی خیرخواہی کریں، جسے بھی دین سے دور دیکھیں، سنتوں سے دور دیکھیں اُسے دعوت دیں، مسنون اعمال پر لانے کی کوشش کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کریں، لوگوں کو گناہوں سے بچانے کی فکر کریں، نیکی کی دعوت دیں، ہر ایک کے بارے میں حسن ظن رکھیں، نہ کسی سے مایوس ہوں اور نہ کسی کے متعلق بدگمانی کریں، ہماری دعوت سے اگر کوئی ایک دین سے جڑ جاتے یہ ہمارے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

۲۰......محبوب کو ہر عیب سے بری سمجھیں

محبت رسول کی ایک علامت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے بری اور منزہ سمجھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال، اعمال واوصاف میں سب سے بالاتر تھے، کائنات میں کوئی آپ جیسا نہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ حسن کو بڑے ہی دِلپذیر انداز میں بیان کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ أَحْسَنُ مِنکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ وَ أَجْمَلُ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین تر میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور نہ کبھی کسی ماں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمیل تر کو جنم دیا ہے۔ آپ کی تخلیق بے عیب (ہر نقص سے پاک) ہے، (یوں دِکھائی دیتا ہے) جیسے آپ کے ربّ نے آپ کی خواہش کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت بنائی ہے۔

جیسے آدمی آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہتا ہے چہرہ ایسا ہوتا میری وضع قطع یوں ہوتی، میری شکل وصورت یہ ہوتی، اللہ نے آپ کو ایسا بنایا جیسا آپ نے چاہا اور اللہ نے آپ کو ہر عیب سے بری بنایا، آپ سے زیادہ حسین دنیا میں کوئی نہیں ہے، آپ کے حسن و جمال اور جلال کی وجہ سے کوئی آپ کے چہرے کو جی بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَمَا کَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَیَّ مِن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّم،وَلَا أَجَلَّ فِي عَينِي مِنهُ،وَمَا كُنتُ أُطِيقُ أَن أَملَأَ عَينَيَّ مِنهُ إِجلَالًا لَهُ ،وَلَو سُئِلتُ

أَن أَصِفَهُ مَا أَطَقتُ، لِأَنِّی لَم أَكُن أَملَأُ عَینَیَّ مِنهُ. ❶

ترجمہ: میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین تر تھا، میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اگر کوئی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد ومحاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کرسکتا تھا کیونکہ (حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ جہاں آرا کی چمک دمک کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔

بہرحال محبت کی ایک علامت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے بری ماننا، اللہ نے آپ کو کامل اور مکمل بنایا، آپ جیسا نہ آپ سے پہلے کوئی تھا، اور نہ قیامت تک کوئی آپ جیسا ہوسکتا ہے، پس اعتقاد ومحبت کے یہی جزبات ایمان ومحبت کی علامت ہے۔

۲۱...... دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا

محبت رسول کی ایک علامت ہے کہ انسان کا دنیا سے تعلق کم سے کم ہو، دل میں دنیا کی محبت نہ ہو۔ اس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہو، آخرت کے اعمال کی طرف متوجہ ہو، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزاری، آپ نے دنیا کی طرف ذرہ برابر التفات نہیں کیا، آخرت کی طرف آپ کی ساری توجہ تھی۔ تو محبت رسول کرنے والا بھی فکر آخرت میں زندگی گزارے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، رقم الحديث: ۱۲۱

بھانجے! ہم چاند دیکھتے یہاں تک کہ دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے (تیسرے چاند سے مراد تیسرے مہینے کا چاند ہے جو دو ماہ پورے ہونے کے وقت دیکھتے تھے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت نہ آئی ہوتی۔ میں (عروہ بن زبیر) عرض گزار ہوا کہ پھر آپ کی گزر اوقات کس چیز پر ہوتا تھا؟ فرمایا:

اَلْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ. ❶

ترجمہ: دو سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی پر، ماسوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند انصاری ہمسائے تھے جن کے ریوڑ تھے، وہ اپنے گھروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔

مجھے دنیا سے کیا تعلق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے لیکن اندر نہیں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے حضرت فاطمہ نے بیان کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”**إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا، فَقَالَ: مَا لِي وَلِلدُّنْيَا**“ میں نے فاطمہ کے دروازے پر دھاری دار پردہ دیکھا مجھے دنیا کی زیب وزینت سے کیا کام؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب: كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه وتخليهم من الدنيا، رقم الحديث: ٦٤٥٩

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اوران سے یہ حال بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ چاہیں اس بارے میں مجھے کہہ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تُرْسِلُ بِهِ إِلَى فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ“ فلاں گھر والے کے پاس بھیج دو کہ وہ ضرورت مند ہیں۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نرم بچھونے پر بیٹھنے سے گریز کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بچھونا تھا جو پرانا اور کھردرا ہو چکا تھا، میں نے جب یہ دیکھا تو میں اسکے اوپر دوسرا بچھونا بچھا دیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نرم ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو فرمایا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا کہ آپ کا بچھونا پرانا اور کھردرا ہو چکا ہے تو میں نے اسپر دوسرا بچھونا بچھا دیا تا کہ آپ کے لیے نرم ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”أَخِّرِيهِ عَنِّي، وَاللَّهِ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ حَتَّى تَرْفَعِيهِ قَالَتْ: فَرَفَعْتُ الْأَعْلَى الَّذِي صَنَعْتُ“ اس دوسرے کو ہٹا دو، اللہ کی قسم! میں اس پر تب تک نہ بیٹھوں گا جب تک آپ اسکو اٹھا نہ لو، چنانچہ میں نے اوپر والا بچھونا اٹھا لیا۔ ❷

کئی کئی راتیں بھوک میں گزر جاتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ اللَّيَالِي الْمُتَتَابِعَاتِ

---

❶ صحيح البخارى: كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هدية ما يكره لبسها، رقم الحديث: ٢٦١٣

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج١٣ ص ٤٩، رقم الحديث: ٩٩٣٣ / شرح السنة للبغوى: كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبى صلى الله عليه وسلم وعيش أصحابه رضى الله عنهم، ج١٤ ص٢٧٧، رقم الحديث: ٤٠٨٢

طَاوِيًا، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً،وَكَانَ خُبْزُهُمْ خُبْزُ الشَّعِيرِ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خود بھی بھوکے رہتے تھے اور آپ کے اہل کے ساتھ رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا ،(جبکہ انکا کھانا پر تکلف نہیں ہوتا تھا بلکہ) جو کی روٹی ہوتی تھی۔

دن میں کبھی دو مرتبہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا

ایک دفعہ مروان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کی ،تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بہت کم وقت ایسا ہوتا کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاتی ، جب بھی کھالوں تو مجھے رونا آتا ہے تو میں روتی ہوں ،مروان نے پوچھا: کیوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، فَوَاللَّهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ کر گئے تھے،اللہ کی قسم ! کبھی گندم کی روٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں دو مرتبہ پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک اللہ سے جا ملے۔

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے کس قدر بے رغبتی تھی ،اس لیے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویدار ہوگا وہ بھی دنیا سے بے رغبتی کرے گا ،اُس کی زندگی زہد واستغناء اور فکر آخرت میں گزرے گی۔

تو یہ وہ بیس علامات ہیں ،اگر یہ ہماری زندگی میں آ گئیں تو گویا ہم اپنے دعوے میں سچے

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۴۹، رقم الحديث: ۹۹۳۴

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۵۱، رقم الحديث: ۹۹۳۶

ہیں، اور اگر یہ نہیں ہیں تو گویا یہ ہمارا زبانی دعوی ہے اور ہمارا عمل اُس کے مطابق نہیں ہے، پس ہر لمحے کوشش ہو کہ ہماری زندگی اتباع اور اطاعت رسول کے مطابق گزرے، اور یہ علامت واسباب ہماری زندگی میں آجائیں۔ اللہ رب العزت دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۵۹......قرآن کریم کی روشنی میں انسان کی تیرہ کمزوریاں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿ يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾(النساء:۲۸)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَاَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى ضُرٍّ مَسَّهُ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(یونس:۱۲)

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تیرہ خامیوں کو بیان کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے تو انسان میں جو خامیاں اور نقص ہے اس سے سب سے زیادہ واقف رب العالمین کی ذات ہے، جیسے انسان جب کوئی چیز بناتا ہے تو اس کا ایجاد کرنے والا اس چیز کی خوبیوں سے بھی واقف ہوتا ہے اور اس کی خامیوں کا بھی علم رکھتا ہے، اس کے نقائص کا بھی اسے پتہ ہوتا ہے اور اس کے فوائد کا بھی، تو انسان کو اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا تو پورے قرآن کریم میں میری ناقص تلاش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے لفظِ انسان کے ساتھ انسان کی تیرہ کمزوریوں کو بیان کیا ہے۔

ا......انسان فطرتی طور پر کمزور ہے

انسان کی سب سے پہلی کمزوری کہ انسان فطرتی طور پر کمزور ہے، اللہ تعالی قرآن کریم میں بیان فرماتے ہیں:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ۲۸)

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرے اور انسان کمزور پیدا ہوا ہے۔

تو گویا انسان کی پہلی خامی ہے کہ انسان تخلیق کے اعتبار سے کمزور ہے، اس لئے جب انسان پر کوئی تکلیف آتی ہے فوراً ہی جزع فزع کرنا شروع کر دیتا ہے، جب کوئی راحت پہنچتی ہے تو انسان اللہ کو بھول جاتا ہے، اور جب کوئی مصیبت اور آزمائش آجائے تو انسان بے صبری کے کلمات کہنا شروع کر دیتا ہے، تو انسان فطرتی طور پر بڑا کمزور ہے۔ انسان بڑا صحت مند ہوتا ہے لیکن ذرا سا بخار آجائے تو طبیعت خراب ہو جاتی ہے، پھر انسان اپنی اصل حالت میں باقی نہیں رہتا، انسان کی کمزوری کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اگر انسان کا فطرتی نظام چند دن کے لئے متأثر ہو جائے تو انسان بے صبر اور جذباتی ہو جاتا ہے، انسان اِس قدر کمزور ہے کہ اس کی سلطنت اور بادشاہت کی قیمت ایک گلاس پانی کا پینا اور اس کا اخراج ہے۔

سلطنت کی قیمت ایک گلاس پانی اور اُس کا اخراج ہے

امام ابن سماک رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور محدث تھے، انہوں نے ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کو دیکھا کہ وہ سخت پیاس کی حالت میں پینے کے لیے پانی ہاتھ میں اُٹھائے ہوئے ہے اور پانی کا گلاس منہ سے لگانے ہی والا ہیں۔ امام ابن سماک رحمہ اللہ نے آواز دی: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تھوڑی دیر پانی پینے سے رک جائیں؟

جب ہارون رشید نے پانی کا پیالہ زمین پر رکھ دیا تو ابن سماک رحمہ اللہ نے عرض کیا:

اَسۡتَحۡلِفُکَ بِاللّٰهِ تَعَالَی، لَوۡ اَنَّکَ مُنِعۡتَ هٰذِهِ الشُّرۡبَةَ مِنَ الۡمَاءِ فَبِکَمۡ کُنۡتَ تَشۡتَرِيۡهَا؟

ترجمہ: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کو پانی کے اس گھونٹ سے روک دیا جائے تو آپ کتنی قیمت دے کر اسے خرید لیں گے؟

ہارون رشید نے جواب دیا: اپنی سلطنت کی آدھی دولت سے خرید لوں گا۔ امام ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و مسرت کے ساتھ رکھے! پانی پی لیجیے۔

جب ہارون رشید نے پانی نوش کر لیا تو امام ابن سماک رحمہ اللہ نے عرض کیا:

اَسۡتَحۡلِفُکَ بِاللّٰهِ تَعَالَی، لَوۡ اَنَّکَ مُنِعۡتَ خُرُوۡجَهَا مِنۡ جَوۡفِکَ بَعۡدَ هٰذَا، فَبِکَمۡ کُنۡتَ تَشۡتَرِيۡهَا؟

ترجمہ: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پیٹ سے یہ پانی نہ نکلے (پیشاب نہ ہو) تو کتنی قیمت کے عوض اس کو نکالنے کا علاج کرائیں گے؟

ہارون رشید نے کہا: اپنی پوری سلطنت کی دولت اس کے علاج میں لگا دوں گا۔

امام ابن سماک رحمہ اللہ نے فرمایا:

يَا اَمِيۡرَ الۡمُوۡمِنِيۡنَ، إِنَّ مُلۡکًا تَرۡبُوۡ عَلَيۡهِ شُرۡبَةُ مَاءٍ لَخَلِيۡقٌ اَنۡ لَّا يُنَافَسَ فِيۡهِ.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! ایسی بادشاہی جو ایک گھونٹ پانی سے کم تر قیمت رکھتی ہے، بہتر یہی ہے کہ ایسی سلطنت کی طلب میں جان توڑ کوشش نہ کی جائے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابن سماک رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

يَا اَمِيۡرَ الۡمُوۡمِنِيۡنَ، فَمَا تَصۡنَعُ بِشَيۡءٍ؟ شُرۡبَةُ مَاءٍ خَيۡرٌ مِنۡهُ.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! پھر اس سلطنت کو آپ کیا کریں گے کہ پانی کا ایک گھونٹ

اس سے زیادہ قیمتی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید امام ابن سماک رحمہ اللہ کی بات سننے کے بعد اس قدر زار وقطار رونے لگا کہ اس کی داڑھی کے بال آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

امام ابن سماک رحمہ اللہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے ہارون رشید سے کہا:

يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ اَحَدًا فَوْقَکَ، فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ اَطْوَعَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْکَ. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے (آپ کے عہد میں) آپ سے زیادہ مرتبہ کسی اور کو عطا نہیں کیا، اس لیے کوئی بھی شخص آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرماں بردار نہیں ہونا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ بندے پر جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول زیادہ ہو، اُسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کا مطیع وفرمان بردار ہونا چاہیے، اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے اور پوری سلطنت کے آپ اکیلے بادشاہ ہیں، آپ سے بڑا کوئی نہیں، کوئی آپ پر حکمران نہیں اور آپ سب پر حکمران ہیں، اس لیے آپ پر واجب ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمان بردار بنیں اور اس کے آگے جھکیں، کیوں کہ زیادہ پھل دار درخت زیادہ جھکا ہوتا ہے۔

واقعہ سنانے کا مقصد کہ انسان بڑا کمزور ہے، تو اللہ تعالی نے انسان کی پہلی خامی بیان کی ہے کہ انسان بہت کمزور ہے۔

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: هارون الرشيد بن محمد المهدي، ج۷۳ ص ۲۹۱، رقم الترجمة: ۱۰۰۱۳

۲......تکلیف اور راحت میں انسان کی حالت بدل جاتی ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دغلے پن اور دغلی پالسی کو بیان کیا کہ یہ انسان ایسا ہے کہ جب میں اس پر راحت کرتا ہوں اور میں راحت کے دروازے کھول دیتا ہوں تو یہ فوراً مجھے بھول جاتا ہے اور جب ذراسی پریشانی آتی ہے تو پھر یہ میری طرف رجوع کرتا ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(یونس: ۱۲)

ترجمہ:اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے بیٹھے اور کھڑے ہوئے (ہر حالت میں) ہمیں پکارتے ہیں۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو اس طرح چل کھڑا ہوتا ہے جیسے کبھی اپنے آپ کو پہنچنے والی کسی تکلیف میں ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔ جو لوگ حد سے گزر جاتے ہیں، انہیں اپنے کرتوت اسی طرح خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ جب انسان پر ہم کشائش کے، خوشحالی کے دروازے کھول دیتے ہیں تو وہ ہمیں بھول جاتا ہے۔عموماً ایسا ہی ہوتا ہے جب اللہ کسی کو دولت دیتا ہے، راحت دیتا ہے، صحت دیتا ہے تو انسان اللہ کو بھول جاتا ہے، اور جب تنگی اور فقر آزمائش، بیماری آئے تب انسان کو اللہ یاد کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی یہ حالت بیان کی۔

اگر دنیا میں فقر نہ ہوتا، بیماری نہ ہوتی اور موت نہ ہوتی تو انسان دنیا میں اللہ کو بھول جاتا، آج انسان کو اللہ یاد آتا ہے تو بیماری کی وجہ سے، فقر کی وجہ سے، موت کی وجہ سے، اگر یہ تین چیزیں زندگی میں نہ ہوتیں تو بسا اوقات انسان اپنے رب کو بھول جاتا، تو گویا

اس آیت میں ہم سب کے لئے سبق یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھے، چاہے تکلیف کی حالت ہو یا راحت کی، اپنے پروردگار کو ایک لمحہ کے لئے انسان فراموش نہ کرے۔

۳...... انسان ناشکرا اور ظالم ہے

انسان کی تیسری کمزوری اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اور ظالم ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾ (إبراهيم: ۳۴)

ترجمہ: اورتم نے جو کچھ مانگا، اس نے اس میں سے (جو تمہارے لیے مناسب تھا) تمہیں دیا۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار (بھی) نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت بے انصاف، بڑا ناشکرا ہے۔

اس آیت میں ایک خامی یہ بتائی کہ انسان بڑا بے انصاف ہے اور ظالم ہے، اس کا مطلب ہے جس انسان کا جتنا اختیار چلتا ہے وہ دوسرے کو دبانے کی، تکلیف پہنچانے کی اور اس کے مال پر قابض ہونے کی پوری کوشش کرتا ہے، انسان اپنے ماتحت کے ساتھ بے انصافی کرتا ہے، انسان جب کسی منصب پر ہوتا ہے تو اپنے ماتحتوں اور نوکروں کی حق تلفی کرتا ہے۔ دنیا میں شریف وہ ہے جس کو موقع نہیں ملا، جس کو جہاں موقع ملتا ہے الّا ماشاء اللہ ہر آدمی اپنے موقع سے فائدہ لیتے ہوئے دوسرے پر ظلم کرتا نظر آتا ہے، تو یہ انسان کی ایک خامی ہے۔ ہمارے اسلاف جس منصب پر بھی ہوں تو عدل وانصاف سے کام لیتے تھے، اپنے آپ کو ظلم اور ناشکری سے بچاتے تھے، خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کس قدر عدل وانصاف اور احتیاط تھی، اِس کا اندازہ

آنے والے واقعہ سے لگائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو بدلے کے لئے پیش کرنا

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو انصاری صحابی ہے، راوی فرماتے ہیں کہ ایک دن اسید بن حضیر لوگوں سے باتیں کرر ہا تھا اور انکے درمیان مزاح چل رہا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ مذاق انکے پہلو میں ایک لکڑی سے ٹھوکا، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

اَصْبِرْنِی.

مجھے اسکا بدلہ دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِصْطَبِرْ.

بدلہ لے لو۔

انہوں نے کہا:

إِنَّ عَلَيْکَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ.

آپ کے جسم پر کپڑا ہے اور میرے جسم پر کپڑا نہیں تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا ہٹایا، تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر مبارک کے ساتھ چمٹ گیا اور کہا:

إِنَّمَا اَرَدْتُّ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. (۱)

میں یہی چاہتا تھا کہ میرا جسم آپ کے جسم کے ساتھ مس ہو جائے۔

سب سے بڑا مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن پھر بھی اپنے آپ کو بدلہ کے لئے

(۱) سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی قبلة الجسد، رقم الحديث: ۵۲۲۴

پیش کیا کہ کسی کو آپ سے معمولی تکلیف بھی نہ پہنچے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کھڑے ہوکر فرمایا: جب صبح ہو تو تم صدقہ کے اونٹ ہمارے پاس لے آؤ ہم انھیں تقسیم کریں گے اور ہمارے پاس اجازت کے بغیر کوئی نہ آئے، ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا: یہ نکیل لے جاؤ، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کوئی اُونٹ دے دے، چنانچہ وہ آدمی گیا، اس نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اونٹوں میں داخل ہورہے ہیں، یہ بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ داخل ہوگیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا: تم ہمارے پاس کیوں آگئے؟ پھر اس کے ہاتھ سے نکیل لے کر اسے ماری، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے، تو اس آدمی کو بلایا اور اسے نکیل دی اور فرمایا: تم اپنا بدلہ لے لو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! یہ آپ سے بدلہ بالکل نہیں لے گا، آپ اسے مستقل عادت نہ بنائیں (کہ امیر تنبیہ کرنے کے لیے کسی کو سزا دے تو اس سے بدلہ لیا جائے،) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قیامت کے دن اللہ سے کون بچائے گا؟ (ان حضرات میں اللہ کا خوف بہت زیادہ تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ (اسے کچھ دے کر) راضی کرلیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا: تم میرے پاس ایک اُونٹ، اس کا کجاوہ اور ایک کمبل اور پانچ دینار لاؤ، چنانچہ یہ سب کچھ اس آدمی کو دے کر اسے راضی کیا۔ ❶

❶ السنن الکبری للبیھقی: کتاب النفقات، باب ما جاء فی قتل الإمام وجرحه، رقم الحدیث: ۱۶۰۲۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گورنر وقت کے بیٹے کو سرعام سزا دینا

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لے کر آیا، اس کی آنکھوں سے آنسو سیلاب کی طرح رواں تھے، اپنے ظلم پر دادرسی کے لئے کہنے لگا، اے امیر المؤمنین! میں ظلم سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے غصہ ظاہر ہوا، فرمایا کہ تم مطمئن رہو، تجھے پناہ مل گئی ہے، یعنی تو نے ایسے آدمی سے التجاء کی ہے جو تیری حفاظت کرے گا، اس آدمی نے روتے ہوئے کہا کہ میرا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے دوڑ کا مقابلہ ہوا، میں دوڑ میں اس پر غالب آیا، تو وہ مجھے کوڑے سے مارنے لگا اور مجھے کہنے لگا کہ میں ابن الاکرمین (دو معزز آدمیوں کا بیٹا) ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہو، چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے، ان کے پیچھے پیچھے ان کے بیٹے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ مصری شخص کہاں ہے؟ وہ آدمی کانپتے ہوئے آیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کوڑا لو اور اس کو مارو، اس آدمی نے وہ کوڑا پکڑا، اس کو گھمایا پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی کمر پر مارنا شروع کیا، جس کو کھجور کے ایک تنہ کے ساتھ باندھا گیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مصری آدمی کے برابر کھڑے اس کو فرما رہے تھے کہ مارو اس ابن الاکرمین کو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے، اس آدمی نے اس کو مارا اور ہم اس کے مارنے کو پسند کر رہے تھے، وہ مسلسل مارتا رہا یہاں تک ہم نے تمنا کی اب یہ اس کو چھوڑ دے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب عمرو کے سر پر بھی کوڑے لگاؤ، وہ آدمی کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے صرف اس کے بیٹے نے مارا تھا اور میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت

عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

مُذْكَمْ تَعَبَّدْتُّمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ اُمَّهَاتُهُمْ اَحْرَارًا. ❶

ترجمہ: تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا ہے، ان کی ماوں نے توان کو آزاد جنا تھا؟

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے سر جھکاتے ہوئے عرض کیا: اے امیر المومنین! مجھے تو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں تھی اور نہ یہ میرے پاس آیا۔

اس آیت میں انسان کی ایک اور کمزوری کا بیان بھی ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے، یہ تقریباً آپ دیکھیں گے ہر تیسرے چوتھے آدمی میں یہ خامی موجود ہے، شکر گزار لوگ بہت کم ہیں، جس کسی سے پوچھو اس کی زبان پر ناشکری کے کلمات ہیں کہ بھائی کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، حالات اس طرح ہیں، اتنی تکلیفیں، اتنے مصائب، اتنی پریشانیاں ہیں۔ چاہیے کہ انسان ہر معاملے میں شکر کرے، انسان جتنا شکر کرتا ہے تو اتنا ہی نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور ناشکری سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔

بنی اسرائیل کے دو ناشکروں کا انجام اور شکر کرنے والے کا صلہ اور انعام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص، دوسرا نابینا اور تیسرے گنجے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص کی بیماری میں مبتلا شخص کے پاس آکر کہنے لگا کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت چمڑی مل جائے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں۔ فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور

---

❶ فتوح مصر والمغرب لابن عبد الحکم: ج ۱ ص ۱۹۵ / حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة: ج ۱ ص ۵۷۸

خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی، پھر اس سے دریافت کیا تجھ کو کون سا مال محبوب ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے) تو ایک گابھن اونٹنی اس کو عطا کی، فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ برکت دے، پھر گنجے کے پاس آیا آ کر کہا کہ تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا: میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، تو فرشتے نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور اچھے بال نکل آئے، پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے، ایک گابھن گائے اس کو دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے، پھر اندھے کے پاس آ کر پوچھا تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ کہا میری آنکھوں کو درست کر دو کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی، پھر دریافت کیا تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری، تو اس کو ایک گابھن بکری عطا کر دی، تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے، تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں، گائے اور بکریوں سے جنگل بھر گیا۔ پھر بحکم الٰہی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے، آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگ اور عمدہ کھال عنایت کی تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں، وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ، دور ہو، مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں، میرے پاس تیرے دینے کی گنجائش نہیں ہے، فرشتہ نے کہا شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو برص کی بیماری میں مبتلا نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا، اس نے کہا: واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا رہا

ہے،فرشتہ نے کہا اگرتو جھوٹا ہےتو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کردے جیسے تو پہلی حالت میں تھا، پھرفرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اوراسی طرح اس سے بھی سوال کیا،اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا،فرشتہ نے جواب دیا اگرتو جھوٹا ہےتو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے جس طرح تو پہلے تھا۔ پھراندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں، بے سامان ہو گیا ہوں، آج اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے، میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کاروائی کر کے سفر پورا کروں،اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی، جتنا تیرا دل چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا، واللہ میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا،فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھے کچھ نہیں چاہیے، مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش کے لئے بھیجا گیا تھا،سو وہ ہو چکی،اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اوران دونوں سے ناراض ہو گیا۔ ❶

دیکھیں پہلے دوآدمیوں نے نعمت کی ناشکری کی، اللہ نے برص والے کو بیماری سے صحت دی اور مال میں خوب برکت دی اوراونٹوں کا ریوڑ بن گیا،لیکن اُس نے ناشکری کی۔اسی طرح اللہ رب العزت نے گنجے کوخوبصورت بال دیئے اور گائیوں اور بیل کی صورت میں مال میں برکت دی لیکن اُس نے بھی ناشکری کی،تو دونوں پہلی حالت کی طرف لوٹ گئے اور نابینا نے قدردانی کی اوراللہ کی نعمت کا شکرادا کیا،اللہ تعالیٰ نے نعمت میں اضافہ کردیا۔ بینائی بھی برقرار رکھی اور مال بھی بڑھ گیا۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء ،باب ما ذکر عن بنی إسرائیل، رقم الحدیث: ۳۴۶۴

جب رزق ملے تو ایثار کرتا ہوں اور نہ ملے تو شکر کرتا ہوں

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس حالت میں ہیں؟ میں نے کہا: ''إِذَارُزِقْتُ اَكَلْتُ وَإِذَامُنِعْتُ صَبَرْتُ '' جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں کھاتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں صبر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہمارے ہاں بلخ کے کتے بھی یہی کرتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''إِذَارُزِقْتُ آثَرْتُ وَإِذَامُنِعْتُ شَكَرْتُ '' جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں ایثار کرتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں شکر کرتا ہوں۔ ❶

کھانے پینے کا حلق سے اتر جانا اور ہضم ہو جانا بڑی نعمت ہے

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک روز ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے، تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اتر جانا اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہوگئی ہیں۔ ❷

تکلیف میں بھی شکر کا پہلو تلاش کرنے والے

حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا ہوا دیکھا، وہ مجھے چیں بہ جبیں دیکھ کر فرمانے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ اس پھوڑے میں میرے اوپر کیا انعام ہوا؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ پہلے قدرے خاموش ہوگئے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ پھوڑا میری آنکھ کی سیاہی پر نہیں

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: إبراهيم بن أدهم، ج ١ ص ٣٢

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: وهب بن منبة، ج ٤ ص ٦٨

نکالا، نہ میری زبان پر اور نہ میرے آلہ تناسل پر نکالا، بلکہ اللہ نے یہ پھوڑا ہاتھ پر نکال کراس کو میرے لیے ہلکا کردیا۔❶

دیکھیں شکر کرنے والے تکلیف میں بھی راحت کا پہلو ڈھونڈ کر شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ پھوڑا میری آنکھ، چہرے یا شرمگاہ پر نہیں نکلا، بلکہ ہاتھ پر نکلا، تکلیف میں بھی تکلیف کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ رضا بالقضاء کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

بہر حال انسان کی خامیوں میں سے ایک یہ ہے کہ بے انصافی اور ناشکری کرتا ہے، اس لئے اِس بات کی کوشش ہو کہ ہمہ وقت زندگی عدل وانصاف اور شکر گزاری میں گزرے۔

۴......انسان بڑا جلد باز ہے

انسان کی چوتھی کمزوری یہ ہے کہ انسان بڑا جلد باز ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾ (الإسراء: ١١)

ترجمہ: اور انسان برائی اسطرح مانگتا ہے جیسے اسے بھلائی مانگنی چاہیے، اور انسان بڑا جلد باز واقع ہوا ہے۔

اور (بعض) انسان (جیسے کفار ہیں) برائی (یعنی عذاب) کی ایسی دعا کرتے ہیں جس طرح بھلائی کی دعا (کی جاتی ہے) اور انسان کچھ (طبعًا ہی) جلد باز (ہوتا) ہے۔

تو انسان جلد باز ہے، بسا اوقات تکلیف میں اللہ سے بیماریوں کو، پریشانیوں کو مانگ لیتا ہے، اور ہر کام کو وقت سے پہلے کرنا چاہتا ہے، اتنا جلد باز ہے گاڑی ابھی دور ہے، ادھر سے یہ بٹن دبا رہا ہے کہ پہنچنے سے پہلے دروازے کھل جائیں، صبح آتی نہیں ہے تو رات سے صبح کے ناشتے انتظام کردیتا ہے، سردی آتی نہیں ہے سردی کے کپڑے

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: محمد بن واسع، ج٢ ص ٣٥١

لباس اس سے پہلے خرید لیتا ہے، تو انسان ہر کام میں جلد بازی کرتا ہے۔ ہر ایک کی چاہت ہوتی ہے سب سے پہلے اس کا کام ہو، اگر وہ کہیں کھڑا ہے تو وہ چاہے گا سب سے آگے ہو جائے، ہوٹل پہ لائن میں سب سے پہلے اس کو روٹی سالن مل جائے یعنی انتظار کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں، ٹریفک میں کھڑا ہے تو پوری کوشش ہوگی سب سے پہلے وہ آگے نکل جائے، تو انسان کی ایک خامی یہ ہے کہ ہر کام میں جلد بازی کرتا ہے، پھر بسا اوقات اس کا خمیازہ عمر بھر بھگتا رہتا ہے۔

۵......انسان تکلیف میں مایوس ہو جاتا ہے

انسان کی پانچویں کمزوری کہ اگر کوئی تکلیف آئے تو یہ اپنے رب سے پہلو تہی کرتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا﴾ (الإسراء: ۸۳)

ترجمہ: اور جب ہم انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے، اور پہلو بدل لیتا ہے، اور اگر اس کو کوئی برائی چھو جائے تو مایوس ہو بیٹھتا ہے۔

تو گویا اللہ نے انسان کی ایک خامی یہ بیان کی کہ یہ اپنے رب سے جلد مایوس ہو جاتا ہے، جب اِسے کوئی تکلیف پہنچے۔ اس لئے انسان پر جب بھی کوئی حالات آئیں اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس نہ ہو، جو اللہ بیماری کو لے کر آیا وہ اس کے دور کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو اللہ تنگدستی کو لے کر آیا وہ اِس کے ہٹا دینے پر بھی قادر ہے، صرف انسان رب العالمین کی طرف رجوع کرے، یہ آزمائش اور امتحانات انسان کے گناہوں کی معافی اور رفع درجات کے لئے ہوتے ہیں، پس صدقِ دل سے رجوع کریں اللہ کی مدد فوراً شاملِ حال ہوگی۔

حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ کی اہلیہ بداخلاق تھیں، ایک دن شوہر سے کہنے لگی اگر خدا تعالیٰ تمہارے پاس کوئی فتوحات نہیں بھیجتا ہے تو مزدوری کرو اور کسی مزدوری دینے والے کی خدمت کرو، حضرت جنگل میں تشریف لے گئے اور دن بھر عبادت میں مشغول رہے، پھر گھر لوٹے اور اہلیہ کی بے اکرامی سے شرمندہ اور رنجیدہ خاطر تھے، آتے ہی گھر والی نے پوچھا کہ مزدوری کہاں ہے؟ فرمایا جس کی میں نے مزدوری کی ہے وہ بہت سخی ہے، میں نے مزدوری مانگنے میں جلدی نہ کی اور مجھے شرم آئی، اسی طرح کئی دن گزرے کہ جنگل میں جا کر عبادت کرتے اور رات کو گھر آتے، جب گھر والی دریافت کرتیں تو کہتے مجھے اجرت میں جلدی کرتے ہوئے شرم آتی ہے، جب بہت دن گزرے تو گھر والی نے کہا یا تو ان سے اجرت اپنی لے آؤ یا اور کسی کی مزدوری کرو، چنانچہ ان سے وعدہ کیا کہ آج ضرور اجرت طلب کروں گا اور موافق عادت کے جنگل کی طرف چلے، جب شام ہوئی تو گھر آئے لیکن گھر والی کی بدمزاجی سے ڈرے ہوئے تھے، جب دروازہ پر پہنچے تو دیکھا دھواں اٹھ رہا تھا اور دسترخوان بھرا ہوا تھا اور بی بی خوش خوش پھر رہی تھی، دیکھتے ہی کہنے لگی تمہارے مستاجر (مزدوری پر لینے والا) نے بادشاہوں کی سی اجرت روانہ کی اور اس کے قاصد نے مجھ سے کہا:

قُوْلِی لِحَبِیْبٍ یَجِدُّ فِی العَمَلِ، وَلِیَعْلَمْ أَنَّا لَمْ نُؤَخِّرْ أَجْرَهُ بُخْلًا وَلا عَدَمًا، فَیَقَرَّ عَیْنًا وَیَطِیبَ نَفْسًا، ثُمَّ أَرَیْتُهُ أَکْیَاسًا مَمْلُوءَةً دَنَانِیرَ، فَبَکَی حَبِیبٌ وَقَالَ لِزَوْجَتِهِ: هَذِهِ الْأُجْرَةُ مِنْ کَرِیمٍ بِیَدِهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، فَلَمَّا سَمِعَتْ ذَلِکَ تَابَتْ إِلَی اللَّهِ تَعَالَی، وَأَقْسَمَتْ أَنَّهَا لا تَعُودُ إِلَی مَا کَانَتْ عَلَیْهِ. ❶

❶ روض الریاحین: الحکایة الخامسة والخمسون بعد المئتین، ص ۲۲۹

ترجمہ: حبیب سے کہو کہ عمل میں زیادہ کوشش کرے اور یہ سمجھ لے کہ ہم نہ ہونے کی وجہ سے اجرت میں تاخیر نہیں کرتے ہیں نہ بخیلی کی وجہ سے، اپنی آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش رکھے، پھر انہیں چند بورے دیناروں کے بھرے ہوئے دکھائے، یہ دیکھ کر حضرت بہت روئے اور فرمانے لگے یہ اجرت اس نے بھیجی ہے جس کے ہاتھ میں آسمان وزمین کے خزانے ہیں، یہ سن کر گھر والی نے بھی توبہ کی اور قسم کھائی پھر کبھی انہیں ایسی تکلیف نہ دیں گی۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کی کیسی مدد آئی کہ رب العالمین نے اتنا نوازا کہ نسلوں کے لئے کافی ہوگیا۔ آزمائشوں اور مصائب میں گلے شکوے ناشکری اور مایوسی سے بچیں، صدقِ دل سے رجوع کریں، رب العالمین بادشاہ وقت کو خدمت میں لگالیں گے۔

قید میں بھی اللہ سے مایوس نہ ہوں

خلیفہ مہدی نے ایک رات خواب دیکھا تو خوف زدہ ہوکر جاگ گیا، اپنے سپاہی کو بلایا اوران سے کہا: تم اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر اس بات کی قسم کھاو کہ ابھی جو حکم میں تمہیں دوں گا اس کی تعمیل کروگے، وہ سپاہی کہتا ہے: میں نے کہا: کہاں میرا ہاتھ اور کہاں امیر المؤمنین کا سر مبارک؟ لیکن میں ضرور اس کو پورا کروں گا اور میں نے عہدو پیمان کیا کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

خلیفہ مہدی نے کہا: یہ دستخط نامہ لو، قید خانے جاو اور فلاں علوی حسینی کو ڈھونڈو اور جب وہ تمہیں مل جائے تو اسے قید سے نکال کر دو باتوں کا اختیار دو، یا تو وہ ہمارے پاس آزاد ہوکر عزت وعیش کے ساتھ رہے یا پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جائے۔

اگر وہ جانا پسند کرے تو تم اسے فلاں فلاں چیز اور اتنا اتنا سامان دے دینا اور اگر وہ یہاں رہنا پسند کرے تو اسے اتنا، اتنا مال دے دینا۔

سپاہی نے وہ دستخط نامہ اٹھایا اور جیل کی طرف چل پڑا، چنانچہ میں نے جیل میں داخل ہوکر اس نوجوان کو ڈھونڈا تو وہ مجھے مل گیا، وہ نکل کر میرے پاس آیا، وہ ایک بوسیدہ کپڑے کی طرح نظر آرہا تھا، میں نے اسے امیر المؤمنین کا پیغام سنایا اور اس کو دونوں صورتوں سے آگاہ کیا۔اس نے پیغام سن کر مدینہ منورہ اپنے گھر والوں کے پاس جانے کو اختیار کیا، تو میں نے تحفے اور سواریاں اس کے حوالے کیں، جب وہ سوار ہوکر جانے کے لیے آیا تو میں نے کہا:

اس ذات کی قسم! جس نے تم پر سے مشقت کو دور کیا، کیا تم جانتے ہو کہ امیر المؤمنین نے تمہیں کس وجہ سے رہا کیا؟ قیدی کہنے لگا: جی ہاں! میں رات کو سویا تھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، مجھے جگایا اور کہا: اے وہ شخص جس پر ظلم کیا گیا، میں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قُمْ، فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَقُلْ بَعْدَ الْفَرَاغِ، يَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَيَاسَامِعَ الصَّوْتِ وَيَانَاشِزَ الْعِظَامِ بَعْدَالْمَوْتِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجاً وَمَخْرَجاً اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ يَاارْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. ❶

ترجمہ: اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ کہو: اے پکار کو سننے والے، اے موت کے بعد ہڈیوں کو ترتیب دے کر زندہ کرنے والے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والوں پر سلامتی اور برکت نازل کیجئے، اور میرے اس معاملہ میں آسانی کر دیجئے اور نکلنے کا کوئی ذریعہ بنا دیجئے۔آپ کو پورا علم ہے اور مجھے علم نہیں اور آپ ہی قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں کوئی قدرت نہیں، اور اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ

❶ الفرج بعد الشدۃ للتنوخی: الباب السادس، ج ۲ ص ۲۴۰، ۲۴۱

رحم کرنے والے! آپ تو غیب کی باتوں کو بھی خوب جاننے والے ہیں۔

وہ قیدی کہتا ہے: میں اٹھا، نماز پڑھی اوران کلمات کو مسلسل دہراتا رہا یہاں تک کہ مہدی نے مجھے بلالیا۔

سپاہی کہتا ہے: میں نے اللہ کا شکرادا کیا کہ جس نے مجھے اس نوجوان سے اس بات کی پوچھنے کی توفیق دی، میں مہدی کے پاس گیااوران کوساراقصہ سنادیا۔انہوں نے کہا: خدا کی قسم! اس نے سچ کہا، مجھے خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے اسے رہا کرنے کا حکم فرمایا۔

مایوس کن حالات میں رجوع الی اللہ اور رب العالمین کی غیبی نصرت ومدد

امام اسحاق بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ’’ اَغِثِ الْمَلْهُوْفَ ‘‘ مصیبت زدہ کی فریادرسی کیجئے۔ میں بیدار ہوا اور میں نے کہا: ہمارے پڑوس میں دیکھو کوئی ضرورت مند ہے؟ لوگوں نے کہا: کوئی نہیں ہے۔ میں دوبارہ سوگیا، پھر کہنے والے نے کہا: ’’تَنَامُ وَلَمْ تُغِثِ الْمَلْهُوْفَ‘‘ سورہے ہو اور تم نے ضرورت مند کی فریادرسی نہیں کی ۔ میں بیدار ہوا اور غلام سے کہا: خچر پر زین کس دے اور میں نے اپنے ساتھ تین سو درہم لیے اور خچر پرسوار ہوا اور اسکی لگام کو یونہی چھوڑ دیا، (اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ جہاں وہ مصیبت زدہ ہے یا اللہ مجھے وہ پہنچا دے تاکہ میں اِس کی مدد کرسکوں) خچر چلتے چلتے ایک مسجد کے پاس آکر خود رک گیا، میں نے نظر دوڑائی تو ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، میں اسکے قریب گیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! اس وقت یہاں آپ کو کونسی مجبوری لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا: میں ایک ضرورت مند ہوں، میرے پاس سو درہم تھے جو میرے ہاتھ سے چلے گئے اور میں دوسو درہم کا مقروض بھی ہوں ۔(یعنی مجھے تین

سودرہم کی ضرورت ہے) میں نے تین سو درہم نکالے اور کہا: یہ پورے تین سو درہم ہیں، اسکو لیجئے، اس نے لے لیے۔ میں نے پھر اس سے کہا: کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے کہا: میرا نام اسحاق بن عباد ہے، اگر آپ کو کوئی مصیبت یا پریشانی آئے تو میرے پاس آنا، میرا گھر فلاں فلاں جگہ ہے، اس نے کہا:

رَحِمَکَ اللّٰهُ إِنْ نَابَتْنَانَائِبَةٌ فَزِعْنَاإِلَى مَنْ اَخْرَجَکَ فِي هَذَاالْوَقْتِ حَتَّى جَاءَ بِکَ إِلَيْنَا. ❶

ترجمہ: اللہ آپ پر رحم کرے، اگر ہمارے اوپر کوئی مصیبت آئی تو ہم گھبرا کر اُس ذات کے پاس جائیں گے جو ذات آپ کو گھر سے ابھی نکال کر یہاں لائی ہے۔

یعنی جب مصیبت آئی گئی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے اور اللہ تعالی ہماری تکلیف کو دور کرنے کے لئے تمہیں نیند سے جگا کر جتنے دراہم کی ہمیں ضرورت ہوگی اتنے دراہم تم خود لے کر ہمیں تلاش کر کے دونوں ہاتھ باندھ کے دو گے، یعنی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے تمہارے دروازے پر نہیں آئیں گے۔

بہرحال انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے، جب کبھی مصیبت یا پریشانی آئے تو اللہ کی طرف رجوع کرے، تو اللہ تعالی بندے کی غیبی نصرت ومدد فرماتے ہیں۔

۶......انسان بڑا تنگ دل اور بخیل ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا﴾ (الإسراء: ۱۰۰)

❶ شعب الإيمان: الرجاء من اللّٰه تعالى، ج ۲ ص ۳۵۷، الرقم: ۱۰۵۷/البر والصلة لابن الجوزي: الباب الثاني والخمسون، ص ۲۵۶، ۲۵۷

ترجمہ:(اے پیغمبر!ان کافروں سے) کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے کہیں تمہارے اختیار میں ہوتے تو تم خرچ ہوجانے سے ضرور ہاتھ روک لیتے،اور انسان ہے ہی بڑا تنگ دل۔

اللہ تعالی نے اس آیت میں انسان کی خامی بیان کی کہ انسان مال کے خرچ کرنے میں بڑا بخیل ہے اور تنگ دل ہے،یعنی خوشی اور نشاط کے ساتھ خرچ نہیں کرتا،،مال خرچ کرتے وقت اس کی طبیعت پر بہت گراں ہوتا ہے،باقی کام انسان کرلیتا ہے،عبادت واعمال بھی کرلیتا ہے،لیکن مال کا خرچ کرنا یہ انسان پہ بہت گراں ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی دیگر آیات میں بھی بخل سے منع کیا گیا ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِوَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(آل عمران: ۱۸۰)

ترجمہ:اور جو لوگ اس (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے،وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہے،اس کے برعکس یہ ان کے حق میں بہت بری بات ہے،جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا،قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔اور سارے آسمان اور زمین کی میراث صرف اللہ ہی کے لیے ہے،اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

ایک مقام پر انسان کو افراط وتفریط سے روک کر اعتدال کا حکم دیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾(الإسراء: ۲۹)

ترجمہ: اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہوکر بیٹھنا پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا خصوصی وصف تھا کہ وہ راہِ خدا میں بے دھڑک خرچ کرتے تھے، اور اِس خرچ کرنے پر انہیں خوشی ہوئی تھی، رب العالمین بھی اِن کے اخلاص وتقوی کی وجہ سے انہیں خوب عطا فرماتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالخَيْرِ، وَاَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، لِاَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ. [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام دنوں سے زیادہ رمضان المبارک میں سخی ہو جاتے تھے، جبکہ جبرائیل علیہ السلام علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر ملتے اور رمضان المبارک میں ہر رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام ملا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کا دور کرتے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ رسانی میں بادِ نسیم سے بھی زیادہ بڑھے ہوئے ہوتے تھے۔

[1] صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب كان جبرائيل عليه السلام يعرض القرآن على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۴۹۹۷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا، تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان (جتنی بکریاں آتی تھیں) اس کے برابر بکریاں اسے عنایت فرمادیں، جب وہ شخص واپس اپنی قوم میں گیا، تو انہیں پکار کر کہنے لگا:

اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا، فَوَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ. ❶

ترجمہ: اے قوم! سب کے سب مسلمان ہو جاؤ! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ کبھی بھی فاقہ کا خوف نہیں رہتا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میرے پاس کچھ نہیں لیکن تم میرے نام پر خریدلو، جب میرے پاس مال آئے گا تو میں ادا کردوں گا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا مکلّف و ذمہ دار نہیں بنایا جس پر آپ قادر نہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سن کر ناپسند کیا، انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ خرچ کرتے جائیے اور عرش کے مالک رب سے کسی کمی کا خوف نہ کیجئے، یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے کہ اس بات کی خوشی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر نمودار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ ❷

❶ صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب ما سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا و کثرۃ إعطائہ، رقم الحدیث: ۲۳۱۲

❷ الشمائل للترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ج ۱ ص ۲۰۱، رقم الحدیث: ۳۳۸

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا، میں نے کہا اگر میں کبھی حضرت ابوبکر سے سبقت حاصل کرسکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کر کے رہوں گا۔

لہٰذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ سو میں نے عرض کیا: اتنا ہی اور ہے یعنی نصف مال۔ جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا مال ومتاع لے کر حاضر خدمت ہوگئے:

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا۔ ①

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے دریافت فرمایا اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے لیے میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں کبھی بھی آپ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کرسکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمین اللہ کی راہ میں دینا

اس آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ" (آل عمران: ۹۲)

① سنن أبی داود: کتاب الزکاۃ، باب الرخصة فی ذلک، رقم الحدیث: ۱۶۷۸/ حلیة الأولیاء: ترجمة: أبوبکر صدیق، ج ۱ ص ۳۲

(ترجمہ: جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہرگز بھلائی نہیں پاؤ گے۔) کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

يَارَسُولَ اللّٰهِ!إِنِّي اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ، لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ اَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَاْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا، وَتَصَدَّقْتَ بِهَا. ❶

ترجمہ: مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے، میں اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وقف کردو، اصل روک لو، اور پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا ساز وسامان صدقہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مخاطبین سے فرمایا: تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کردیں گے، تو صبح ہی ایک قاصد نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے، صبح کو غلہ کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے، تاجروں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ، گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے، آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کردیں تاکہ فقرائے مدینہ کی تنگی رفع ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا، جب وہ لوگ اندر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلہ کا بڑا

❶ صحیح مسلم: کتاب الهبات، باب الوقف، رقم الحدیث: ۱۶۳۲

ڈھیر رکھا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ میرے ملک شام سے آئے غلہ پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو، ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور زیادہ دو، تو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ، حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ، ان لوگوں نے کہا:

مَن زَادَكُمْ وَنَحْنُ تُجَّارُ الْمَدِينَةِ؟ قَالَ: زَادَنِي اثْنَانِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشَرَةً، أَعِنْدَكُمْ زِيَادَةٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَأَشْهَدُكُمْ مَعْشَرَ التُّجَّارِ أَنَّهَا صَدَقَةٌ عَلَى فُقَرَاءِ الْمَدِينَةِ. ①

ترجمہ: ہم لوگ تجارِ مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں دو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ تجار! تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ صدقہ میں دے دیا۔ (یعنی رب العالمین مجھے ایک درہم کے بدلے دس عطا فرمائیں گے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا راہِ خدا میں سونا چاندی خرچ کرنا

ابن التیاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! بیت المال زرد اور سفید مال سے بھر گیا ہے، (یعنی سونے اور چاندی سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور ابن التیاح کا سہارا لیے اور بیت المال پہنچے، یہاں پہنچ کر آپ نے سونے چاندی کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّي غَيْرِي هَاوَهَا، حَتَّى مَا بَقِيَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا

① الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۴۴

دِرْهَمٌ،ثُمَّ اَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❶

ترجمہ: اے زرد مال! اے سفید مال! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے، اس کے بعد آپ نے وہ مال مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا حتی کہ بیت المال میں ایک درہم یا ایک دینار بھی باقی نہ رہا، پھر آپ نے اس جگہ کو صاف کرنے اور پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اللہ کی راہ میں ہر طرح سے مال خرچ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا: اے ابن عباس! یہ آیت کریمہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً﴾ (البقرة: ۲۷۴) تو آپ نے فرمایا:

نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ كَانَتْ عِنْدَهُ اَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ،فَاَنْفَقَ بِاللَّيْلِ وَاحِدًا،وَبِالنَّهَارِ وَاحِدًا،وَفِي السِّرِّ وَاحِدًا، وَفِي الْعَلَانِيَةِ وَاحِدًا. ❷

ترجمہ: یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، ان کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم رات کے وقت خرچ کیا، ایک درہم دن کے وقت خرچ کیا، اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک اعلانیہ طور پر (اللہ کی راہ) میں خرچ کیا۔

حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ کا چھ سو درختوں پر مشتمل باغ صدقہ کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرضِ حسن سے متعلق آیت قرآن کریم میں نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ (انصاری) آپ کی

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: أخبار أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج ١ ص ۵۳، رقم الحديث: ۸۸۴

❷ المعجم الكبير للطبراني: ج ۱۱ ص ۹۷، رقم الحديث: ۱۱۱۶۴

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ عرض کرنے لگے: اپنا دست مبارک مجھے پکڑا دیجیے (تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایک عہد کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا، حضرت ابوالدحداح (انصاری) رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کے طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! ''فَاِنِّی قَدْ اَقْرَضْتُ رَبِّی حَائِطِیْ'' میں نے اپنا باغ اپنے اللہ کو قرض دے دیا، ان کے باغ میں کھجور کے (۶۰۰) درخت تھے، اور اسی باغ میں ان کے بیوی بچے رہتے تھے، یہاں سے اٹھ کر اپنے باغ گئے اور اپنی بیوی ام الدحداح رضی اللہ عنہ سے آواز دے کر کہا: ''اُخْرُجِی فَقَدْ اَقْرَضْتُهُ رَبِّی'' کہ چلو اس باغ سے، یہ باغ میں نے اپنے رب کو قرض دیدیا۔ ❶

یہ ہے وہ قیمتی سودا جو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کیا، یہ باغ تھا جس کو وہ خود بھی بہت پسند کرتے تھے اور اسی میں وہ اور ان کے بچے رہتے تھے، لیکن مذکورہ آیت کے نزول کے بعد یہ قیمتی باغ ضرورت مند لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا۔

ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

ترجمہ: اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود ان کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔

بہرحال اسطرح کے متعدد واقعات ہیں کہ صحابہ کرام اور سلف نے اللہ کی راہ میں خوب مال خرچ کیا، یہ لوگ بخل بالکل نہیں کیا کرتے تھے، راہِ خدا میں بے دھڑک خرچ کرتے

❶ مسند البزار: باب عبد اللّٰه بن حارث، ج۵ ص ۴۰۲، رقم الحديث: ۲۰۳۳ / المعجم الكبير للطبراني: ج ۲۲ ص ۳۰۱/ شعب الإيمان: ج۵ ص ۱۲۵، رقم الحديث: ۳۱۷۸

تھے، رب العالمین بھی انہیں اسی طرح خوب عطا فرماتا تھا۔

۷......انسان نہایت جھگڑالو ہے

انسان کی ساتویں خامی یہ ہے کہ انسان سب سے زیادہ جھگڑنے والا ہے، بات بات پر لڑتا جھگڑتا ہے، اور بسا اوقات لڑائی جھگڑے میں تمام حدود پامال کر دیتا ہے، قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (الکھف: ۵۴)

ترجمہ: اور ہم نے لوگوں کے فائدے کے لیے اس طرح قرآن میں طرح طرح سے ہر قسم کے مضامین بیان کیے ہیں، اور انسان ہے کہ جھگڑا کرنے میں ہر چیز سے بڑھ گیا ہے۔

انسانی طبیعت جھگڑے کی طرف جلد سرایت کرتی ہے، انسان میں تحمل مزاجی بہت کم ہے، ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتا ہے، اور تمام اخلاقی حدود پامال کر دیتا ہے اور وحشیوں کی طرح حملہ آور ہو کر نہایت نقصان پہنچا دیتا ہے، اس لئے شریعت میں بڑی تاکید کے ساتھ اِس سے روکا ہے، حدیث میں ایسے شخص کو مبغوض ترین انسان کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ترین انسان جھگڑالو ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الاَلَدُّ الخَصِمُ۔ ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو نہایت جھگڑالو ہو۔

❶ صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب، باب قول اللّٰہ تعالی (وَهُوَ اَلَدُّ الخِصَامِ)، رقم الحدیث: ۲۴۵۷

گناہ گار ہونے کے لئے جھگڑالو ہونا کافی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَفَى بِكَ إِثْمًا اَنْ لَّا تَزَالَ مُخَاصِمًا. ❶

ترجمہ: تجھ کو یہ گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے۔

جھگڑے سے بچنے والے کے لئے جنت کے وسط میں محل کی بشارت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ. ❷

ترجمہ: میں ذمہ دار ہوں ایک محل کا جنت کی ایک جانب میں اس شخص کے لیے جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو، اور ایک محل کا جنت کے درمیان میں اس شخص کے لیے جو جھوٹ چھوڑ دے اگرچہ مزاح ہی میں ہو، اور جنت کی اعلی منازل میں ایک محل کا ذمہ دار ہوں اُس شخص کے لیے جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنالے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جھگڑا نہایت قبیح عمل ہے اور شریعت نے بڑی تاکید کے ساتھ اِس سے منع کیا ہے، اس لئے اِس گناہ سے اپنے آپ کو بچانے کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ماجاء المراء، رقم الحدیث: ۱۹۹۴

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی حسن الخلق، رقم الحدیث: ۴۸۰۰

۸......انسان بڑا ظالم اور نادان ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿(الأحزاب: ۷۲)

ترجمہ: ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی، تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کا بوجھ اٹھا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم، بڑا نادان ہے۔

ظلوم سے مراد اپنے نفس پر ظلم کرنے والا، اور جھول سے مراد انجام سے ناواقف۔ اس جملے سے بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مطلقاً انسان کی مذمت میں آیا ہے کہ اس نادان نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ اتنا بڑا بار اٹھا لیا، جو اس کی طاقت سے باہر تھا مگر قرآنی تصریحات کے مطابق واقعہ ایسا نہیں، کیونکہ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا پوری نوع انسانی، ان میں آدم علیہ السلام تو نبی معصوم ہیں، انہوں نے جو بار اٹھایا تھا اس کا حق بھی یقینی طور پر ادا کر دیا۔ اسی کے نتیجہ میں ان کو خلیفۃ اللہ بنا کر زمین پر بھیجا گیا، ان کو فرشتوں کا مسجود بنایا گیا، اور آخرت میں ان کا مقام فرشتوں سے بھی بلند و بالا ہے۔ اور اگر نوع انسانی ہی مراد ہو تو اس پوری نوع میں لاکھوں تو انبیاء علیہم السلام ہیں اور کروڑوں وہ صالحین اور اولیاء اللہ ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں، جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ امانت الٰہیہ کے اہل اور مستحق تھے۔ انہیں حق امانت کو ادا کرنے والوں کی بنا پر قرآن حکیم نے نوع انسانی کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا۔ آیت ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ'' اس سے ثابت ہوا کہ نہ آدم علیہ السلام قابل مذمت ہیں نہ پوری نوع انسانی، اسی لئے حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ جملہ

مذمت کے لئے نہیں بلکہ اکثر افرادِ نوع کے اعتبار سے بیان واقعہ کے طور پر ارشاد ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نوع انسانی کی اکثریت ظلوم وجہول ثابت ہوئی، جس نے اس امانت کا حق ادا نہ کیا، اور خسارہ میں پڑی، اور چونکہ اکثریت کا یہ حال تھا اس لئے اس کو نوع انسانی کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ آیت میں ظلوم وجہول خاص ان افراد انسانی کو کہا گیا ہے جو احکام شرعیہ کی اطاعت میں پورے نہ اترے اور امانت کا حق ادا نہ کیا، یعنی امت کے کفار ومنافقین اور فساق وفجار اور گناہ گار مسلمان۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس، ابن جبیر، حسن بصری رحمہم اللہ وغیرہ سے منقول ہے۔ ❶

اس آیت میں انسان کی دو خامیاں بیان ہوئی ہیں، پہلی خامی کہ انسان ظالم ہے، مطلب یہ ہے اللہ کے حقوق میں بھی کمی کرتا ہے، اللہ تعالی نے جو احکامات دیئے ہیں، نماز عبادات، وغیرہ میں بھی کوتاہی کرتا ہے، اسی طرح جن چیزوں سے روکا ہے اُس سے بچنے کا بھی اہتمام نہیں کرتا، گویا حقوق اللہ میں کمی کرتا ہے، اسی طرح حقوق العباد میں بھی انسان دوسروں پر ظلم کرتا ہے یعنی اپنا حق زیادہ لیتا ہے، دوسرے کا حق کم دیتا ہے، دوسروں کا حق دبالیتا ہے، جہاں تک ہوسکتا ہے اس کی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ نفع زیادہ سے زیادہ مجھے ملے۔ انسان عموماً خودغرض ہے کہ اپنے لئے، اور اپنے بیوی بچوں کے لئے زیادہ فکرمند ہوتا ہے، دوسروں کا احساس نہیں ہوتا۔

دوسری کمزوری کہ انسان بڑا نادان ہے، بڑا جاہل ہے، انسان کی فطرت میں کہ انسان جاہل پیدا ہوا ہے، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾ (النحل: ۷۸)

❶ معارف القرآن: ج۷ص۲۴۸/تفسیر القرطبی: تحت هذه الآية، ج۱۴ ص۲۵۶ تا۲۵۸

ترجمہ: اور اللہ نے تم کو تمہاری ماوں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔

انسان پیدائش کے وقت جاہل پیدا ہوا ہے، انسان کے پاس علم بہت کم ہے، اصل علم رب العالمین کے پاس ہے۔

۹......انسان نہایت بے صبرا ہے

انسان کی نویں کمزوری یہ کہ انسان بڑا بے صبرا ہے اور انسان بڑا بخیل ہے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا، إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا، وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ (المعارج: ۱۹ تا ۲۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت کم حوصلہ پیدا کیا گیا ہے، جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جاتا ہے، اور جب اس کے پاس خوشحالی آتی ہے تو بہت بخیل بن جاتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انسان بہت زیادہ کم حوصلے والا ہے یعنی اس میں برداشت نہیں ہے، کسی بھی چیز کو برداشت نہیں کرتا، فوراً آپے سے باہر آجاتا ہے، دوسرے پہ غصہ ہو جاتا ہے، اس کو برا بھلا کہہ دیتا ہے، اس میں ضبط و برداشت بہت کم ہے، اس لئے کوشش کریں، کوئی بھی بات سامنے آئے، تحمل و بردباری کے ساتھ اُسے برداشت کریں، غصے اور جزع فزع سے اپنے آپ کو بچائیں۔

دوسری بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ جب ہم اس کو مال دیتے ہیں تو یہ اس مال کو روک کے رکھتا ہے، یعنی اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا، تو دو خامیاں ہیں ”بے صبرا ہونا اور بخل کرنا۔“

اسلافِ امت پر بڑی آزمائشیں اور مصائب آئے لیکن انہوں نے رضا بالقضاء پر زندگی گزاری، کبھی بے صبری نہیں کی، اور نہ جزع فزع کیا، بڑے بڑے مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ سہہ کر زندگی گزار کر چلے گئے، وہ مصائب میں آخرت کے اجر وثواب اور رفع درجات کو سامنے رکھتے تھے، اسی لیے ان کے لیے تکالیف سہنا سہل ہو جاتا تھا۔

نابینا، مفلوج اور جزام میں مبتلا شخص کا صبر و تحمل

حضرت عیسی علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو آنکھوں سے محروم تھا، برص زدہ تھا اور جس کے دونوں پہلو فالج کے حملے سے بیکار ہو چکے تھے اور جذام کی وجہ سے اس کا گوشت کٹ کٹ کر گر رہا تھا اور وہ شخص ان تمام مصائب و آلام کے باجود یہ کہہ رہا تھا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ان بہت سے مصائب سے عافیت بخشی، جن میں اس کی بے شمار مخلوق مبتلا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے دریافت کیا:

تیرے خیال میں کون سی مصیبت ایسی ہے جو تیرے پاس نہیں ہے؟ اس شخص نے کہا:

يَارُوُحَ اللّٰهِ! أَنَا خَيْرٌ مِمَّنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهِ مَاجَعَلَ فِيْ قَلْبِيْ مِنْ مَعْرِفَتِهِ. ❶

ترجمہ: اے روح خدا! میں ان لوگوں سے بہتر ہوں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے وہ معرفت نہیں رکھی جو میرے دل میں رکھی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تو سچ کہتا ہے، اپنا ہاتھ بڑھانا، اس شخص نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا، اچانک وہ ایک خوب رو شخص بن گیا، اس کی شخصیت نکھر گئی اور جن بیماریوں میں وہ مبتلا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان تمام بیماریوں سے شفا عطا

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۴۹

فرمائی، اس واقعے کے بعد وہ شخص حضرت عیسی علیہ السلام کے ہمراہ رہا اور انہی کے ساتھ عبادت خدا میں مصروف رہا۔

بیٹے کے گم ہونے پر والد کا صبر

ایک صوفی کا بچہ گم ہو گیا اور تین دن تک اس کی کوئی خبر نہیں ملی، ان سے کہا کہ آپ اپنے بچے کی واپسی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، فرمایا:

اِعْتِرَاضِیْ عَلَیْهِ فِیْمَاقَضَی أَشَدُّ عَلَی مِنْ ذِهَابِ وَلَدِیْ. ❶

ترجمہ: اُس کے فیصلے پر میرا معترض ہونا بچے کی گم شدگی سے زیادہ سخت ہے۔

اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے والے

ایک نیک شخص کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک سخت گناہ کیا ہے اور میں اس پر ساٹھ برس سے رو رہا ہوں، یہ بزرگ عبادت میں نہایت شدید مجاہدہ کرتے تھے اور مسلسل توبہ واستغفار کیا کرتے تھے، لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آخر وہ کون سا گناہ ہے جس پر آپ کو ساٹھ برس سے افسوس ہے؟ انہوں نے کہا کہ "قُلْتُ مَرَّةً لِشَیْءٍ کَانَ لَیْتَهُ لَمْ یَکُنْ"، میں نے ایک مرتبہ یہ کہہ دیا تھا کہ کاش یہ بات ایسے نہ ہوتی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

لَوْ قَرَضَ جِسْمِیْ بِالْمَقَارِیْضِ لَکَانَ أَحَبُّ إِلَی مِنْ أَنْ أَقُوْلَ لِشَیْءٍ قَضَاهُ اللّٰهُ تَعَالَی سُبْحَانَهُ لَیْتَهُ لَمْ یَقْضِهِ. ❷

ترجمہ: اگر میرا جسم قینچیوں سے چھلنی کر دیا جائے تو یہ امر میرے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی فیصلے کے متعلق یہ کہوں کہ کاش یہ فیصلہ نہ ہوا ہوتا۔

---

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۵۰

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۵۰

مصیبت میں شکایت نہیں صبر کریں

احنف بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز میری داڑھ میں بہت درد تھا، میں نے اپنے چچا سے کہا کہ داڑھ کے درد کے مارے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی اسی طرح تین بار میں نے کہا، انہوں نے فرمایا کہ تو ایک ہی رات میں داڑھ کی اتنی شکایت کرتا ہے میری آنکھ میں برسوں سے تکلیف ہے مگر کسی کو معلوم بھی نہیں ہوا۔ ❶

۱۰......رزق کی فروانی کو اکرام اور کمی کو اہانت سمجھتا ہے

انسان کی دسویں کمزوری کہ انسان رزق کی فروانی کو اپنی عزت سمجھتا ہے اور رزق میں کمی کو اپنی توہین سمجھتا ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَـاَمَّا الْاِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَاَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي اَكْرَمَنِ. وَاَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي اَهَانَنِ﴾ (الفجر: ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کا پروردگار اسے آزماتا ہے اور انعام واکرام سے نوازتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت کی ہے۔ اور دوسری طرف جب اسے آزماتا ہے اور اس کے رزق میں تنگی کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری توہین کی ہے۔

یعنی اس آیت میں اللہ تعالی یہ فرمارہے ہیں کہ جب میں کسی بندے کو رزق دیتا ہوں تو میرا بندہ خوش ہوکر کہتا ہے کہ میرے اللہ نے میری عزت کی، اور جب میں اس پر وقتی آزمائش لاکر اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہوں، تو یہ نادان کہتا ہے میرے رب نے میری توہین کی، تو اللہ تعالی یہ بتانا چاہ رہے ہیں رزق میں تنگی توہین نہیں ہے اور رزق میں فروانی اکرام نہیں ہے، اس لئے کہ مال ودولت کا بڑھ جانا یہ اکرام نہیں ہے، اللہ

❶ قصص الاولیاء: ص ۵۹۸

نے مال قارون کو سب سے زیادہ دیا تھا، فرعون اور نمرود کے پاس دولت پیسہ سلطنت سب سے زیادہ تھی، لیکن آج عزت سے کوئی اِن کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتا، معلوم ہوا کہ دولت اعزاز واکرام کا سبب نہیں۔

اسی طرح رزق میں کمی آنا بندے کی توہین نہیں ہے، اللہ کی طرف سے آزمائش ہے، اس میں اللہ بندے کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے، جب اللہ کسی بندے کو اپنے قریب کرنا چاہتا ہے تو اُسے آزمائشوں اور بیماریوں کے سبب اپنا قرب نصیب فرماتا ہے، وہ مصائب وحالات میں آہ وزاری کر کے اللہ کے قرب کو پالیتا ہے۔

۱۱......انسان بڑا سرکش ہے

انسان کی گیارہویں کمزوری یہ ہے کہ انسان بسا اوقات سرکشی اور نافرمانی کی زندگی گزارتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى. اَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى. إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى﴾

(العلق: ٦ تا ٨)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلی سرکشی کر رہا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تمھارے پروردگار ہی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

اس آیت میں یہ خامی بیان کی کہ انسان بڑا سرکش ہے، یعنی اگر انسان کے پاس دولت اور پیسے کی فراوانی آجائے تو یہ فوراً اپنے رب کو بھول جاتا ہے، طاقت اور پیسے کے نشے میں انسان شریعت کے احکامات کو بھول جاتا ہے، جانور میں یہ بات ہے کہ وہ کبھی بھی مالک کو فراموش نہیں کرتا، ایک کتا ہے، اس کے سامنے چند دن روٹی ڈال دو، پھر اس کو بھوکا رکھو پھر بھی مالک کو دیکھ کر دم ہلائے گا، کھانا نہ دو تب بھی رات کو چوکیداری کرتا ہے، پہرہ دیتا رہے گا، لیکن انسان میں یہ بات ہے کہ اگر دولت پیسہ، عہدہ اور صحت مل

جائے تو رب کو بھول جاتا ہے، اوراس کو اپنا ذاتی کمال سمجھ کر حدود کو پامال کرتا ہے۔

۱۲......انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ. وَإِنَّهُ عَلَى ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ﴾ (العادیات: ۶، ۷)

ترجمہ: انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے، اور وہ خود اس بات کا گواہ ہے۔

بارہویں کمزوری یہ کہ انسان بڑا ناشکرا ہے، نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتا، نعمتوں میں رب کو بھول جاتا ہے، انسان اگر خود بھی غور کرے کتنی ہی نعمتیں اللہ نے دیں ہے، اس کے باوجود بندہ اپنے رب سے گلے شکوے کرتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور ناشکری سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔

نعمت اور شکر دونوں باہم ملی ہوئی ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ النِّعْمَةَ مَوْصُولَةٌ بِالشُّكْرِ، وَالشُّكْرُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَزِيدِ، وَهُمَا مَقْرُونَانِ فِي قَرْنٍ، وَلَنْ يَنْقَطِعَ الْمَزِيدُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَنْقَطِعَ الشُّكْرُ مِنَ الْعَبْدِ. ❶

ترجمہ: نعمت ملنے پر فوراً اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شکر ادا کرنے سے نعمت بڑھتی ہے، شکر اور نعمت کا بڑھنا ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے ہیں، جب بندہ شکر ادا کرنا چھوڑے گا تب اللہ کی طرف سے نعمت کا بڑھنا بند ہوگا۔

نعمتوں میں دوام شکر کے ذریعے ہوگا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ شعب الإيمان: باب تعديد نعم اللّٰه عز وجل وما يجب من شكرها، ج۶ ص۲۹۶، رقم الحديث: ۴۲۱۴

قَيِّدُوا نِعَمَ اللَّهِ بِشُكْرِ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی نعمتوں کو شکر کے ذریعہ قید کرلو (تاکہ وہ کبھی ختم نہ ہوں)۔

ناشکری عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَيَتَمَتَّعُ بِالنِّعْمَةِ مَاشَاءَ فَإِذَالَمْ يَشْكُرْ عَلَيْهَاقَلَّبَهَاعَذَابًا. ❷

ترجمہ: اللہ جب تک چاہتا ہے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے، پھر جب نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا جاتا تو اللہ انہیں عذاب سے بدل دیتا ہے۔

اعضاءِ انسانی کا الگ الگ شکر

ایک سائل نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر تو ان کے ساتھ خیر کو دیکھے تو بیان کرے اور اگر شر کو دیکھے تو پردہ ڈالے۔

سائل نے پوچھا: کانوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

إِنْ رَأَيْتَ بِهِمَا خَيْرًا أَعْلَنْتَهُ، وَإِنْ رَأَيْتَ بِهِمَا شَرًّا سَتَرْتَهُ.

ترجمہ: اگر تم ان کے ساتھ خیر کو سن لو تو یاد کرلو اور اگر شر کو سن لو تو چھپالو۔

سائل نے پوچھا: ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

لَا تَأْخُذْ بِهِمَا مَا لَيْسَ لَهُمَا، وَلَا تَمْنَعْ حَقًّا لِلَّهِ هُوَ فِيهِمَا.

ترجمہ: ان کے ساتھ ایسی چیز نہ پکڑو جو تمہاری نہیں ہے اور ان میں اللہ کے حق کو مت روکو۔

سائل نے پوچھا: پیٹ کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

أَنْ يَكُونَ أَسْفَلَهُ طَعَامًا، وَأَعْلَاهُ عِلْمًا.

❶ عدة الصابرين: الباب العشرون، ص ۱۲۰

❷ عدة الصابرين: الباب العشرون، ص ۱۲۰

ترجمہ: اسکا نچلا حصہ طعام سے اوراوپر کا حصہ علم سے پُر ہو۔

سائل نے پوچھا: شرمگاہ کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

كَمَا قَالَ اللّٰه تَعَالَى: (وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ)(إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ)(فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ)(المؤمنون: ۵،۶،۷)

ترجمہ: جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے اور جو اپنی شرمگاہوں کی (اورسب سے) حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اوران کنیزوں کے جوان کی ملکیت میں آ چکی ہوں۔ کیونکہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔ ہاں جواس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

اعضا سے شکر نہ کرنے والے کے متعلق آپ نے فرمایا:

فَأَمَّا مَنْ شَكَرَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَشْكُرْ بِجَمِيعِ أَعْضَائِهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ لَهُ كِسَاءٌ، فَأَخَذَ بِطَرْفِهِ وَلَمْ يَلْبَسْهُ، فَلَمْ يَنْفَعْهُ ذَلِكَ مِنَ الْحَرِّ، وَالْبَرَدِ، وَالثَّلْجِ، وَالْمَطَرِ. ❶

ترجمہ: جوشخص اپنی زبان سے شکر کرے اورتمام اعضاء کے ساتھ شکر نہ کرے اسکی مثال اس آدمی جیسی ہے جس کے پاس چادر ہے اس نے اسکا کنارہ پکڑ رکھا ہے مگر اسکو اپنے اوپر اوڑھتا نہیں ہے، لہذا اسکو گرمی، سردی، برف اور بارش سے بچانے کا کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

ناشکری نعمت کے زوال کی متقاضی ہے

حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: سلمة بن دينار، ج۳ص ۲۴۳/الشكر لابن أبي الدنيا: ص ۴۴، الرقم: ۱۲۹

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ عَلَى النِّعْمَةِ فَقَدِ اسْتَدْعَى زَوَالَهَا. ❶

ترجمہ: جو شخص کسی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ اس نعمت کے زوال کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔

عیش میں مستی اور مصیبت میں ناشکری دیکھ کر شہر چھوڑ کر چلے گئے

عمر بن صدقہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ذوالنون مصری رحمہ اللہ کے ساتھ مقام اخمیم میں تھا، پس انہوں نے وہاں لہو ولعب اور ڈھول بجنے کی آواز سنی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ شہر میں کسی کے ہاں شادی ہے۔ دوسری طرف چیخنے چلانے کی آواز سنی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ فلاں آدمی کا انتقال ہوا ہے۔ چنانچہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

يَا عُمَرَ بْنَ صَدَقَةَ! أُعْطُوا هٰؤُلَاءِ فَمَا شَكَرُوا، وَابْتُلُوا هٰؤُلَاءِ فَمَا صَبَرُوا، وَلِلّٰهِ عَلَيَّ إِنْ بِتُّ فِي هٰذِهِ الْمَدِينَةِ، فَخَرَجَ مِنْ سَاعَتِهِ مِنْ إِخْمِيمَ إِلَى الْفُسْطَاطِ. ❷

ترجمہ: اے عمر بن صدقہ! ان لوگوں کو عطا کیا گیا انہوں نے شکر نہیں کیا اور ان لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا انہوں نے صبر نہیں کیا، اللہ کی قسم! میں اس شہر میں رات نہیں گزاروں گا، پس اسی وقت مقام اخمیم سے فسطاط آ گئے۔

۱۳...... انسان کو مال سے بڑی محبت ہے

انسان کی آخری کمزوری جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ ہے انسان کو مال سے بڑی محبت ہے۔

❶ طبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ص ٦٢

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف الذال، ترجمة: ذوالنون بن ابراهيم المصري، ج١٧ ص٤٠٥، رقم الترجمة: ٢١١١

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ (العادیات: ۸)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں بہت پکا ہے۔

تقریباً ہر انسان میں یہ خامی بھی ہے کہ انسان کو مال سے بڑی محبت ہے، مال کمانے سے اللہ نے منع نہیں کیا، رب العالمین کی منشا یہ ہے کہ بندہ کے دل میں اُس کے رب کی محبت ہو، مال ضرورت کی چیز ہے جیسے گھر میں بیت الخلاء ضرورت کی چیز ہے، مال مقصدِ زندگی نہیں ہے، مال ضرورت ہے اس کی مثال یوں ہے جیسے کشتی کے لئے پانی ضروری ہے، پانی نہ ہو تو کشتی نہیں چلے گی، لیکن اگر کشتی میں سوراخ ہو کر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو وہ کشتی کو ڈبو دے گا، اسی طرح دنیا میں رہنے کے لئے مال کی ضرورت ہے لیکن اگر مال کی محبت دل کے اندر داخل ہو کر اُس دل کو اللہ سے غافل کر دے تو یہ دل کو ڈبو دے گا۔ عموماً جو دنیا میں جھگڑے ہوتے نظر آتے ہیں اس کے پیچھے آپ کو بنیادی وجہ مال کی محبت نظر آئے گی، اس لیے ہمارے اسلاف نے مال کمایا لیکن مال کی محبت کو دل میں نہیں بسایا، مال اُن کے ہاتھ میں ہوتا ہے دل میں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اسلاف نے مال کی محبت کو دل میں نہیں بسایا، بلکہ دنیا سے بے رغبتی اور استغناء کے ساتھ زندگی گزار کر گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ بن زُبیر رحمہ اللہ سے فرمایا: اے بھانجے! ہم چاند دیکھتے یہاں تک کہ دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے (تیسرے چاند سے مراد تیسرے مہینے کا چاند ہے جو دو ماہ پورے ہونے کے وقت دیکھتے تھے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت نہ آئی ہوتی۔ میں

(عروہ بن زبیر) عرض گزار ہوا کہ پھر آپ کی گزراوقات کس چیز پر ہوتی تھی؟ فرمایا: اَلاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الاَنْصَارِ، كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ. ❶

ترجمہ: دوسیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی پر، ماسوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند انصاری ہمسائے تھے جن کے ریوڑ تھے، وہ اپنے گھروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرغوبہ چیزوں کی طرف توجہ نہ کرنا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو شہد ملا پانی پیش کیا گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں قیامت کے دن (ان لذیذ چیزوں) کا حساب نہیں دے سکتا، عموماً جب آپ کے سامنے عمدہ کھانے اور مرغوبات پیش کیے جاتے تو اس موقع پر آپ فرماتے تھے کہ یہ پاکیزہ ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کی خواہشات نفس پر برائی کی ہے، ارشاد ربانی ہے: ”اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا“ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کا خوب فائدہ لے چکے، اس لئے مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے، پس آپ نے اسے نہیں پیا۔ ❷

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وأصحابه وتخلیهم من الدنیا، رقم الحدیث: ۹۴

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ص ۲۴۳/تاریخ مدینة دمشق: ج۴۴ص ۲۹۸

عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتناب

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کی ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر عجیب عمدہ کھانے لائے گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا:

وَالَّذِی نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهِ، لَئِنْ خَالَفْتُمْ عَنْ سُنَّتِهِمْ لَیُخَالِفَنَّ بِکُمْ عَنْ طَرِیقَتِهِمْ. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادہ اور پر تکلف زندگی

مسجد آخر تک بھری ہوئی تھی، لوگ سوالیہ نظروں سے باہم تبادلہ خیالات کرنے لگے کہ امیر المؤمنین کو آنے میں تاخیر کیوں ہوگئی، وہ کہاں ہیں؟ چند لمحوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھنے کے بعد لوگوں سے معذرت خواہی کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا حَبَسَنِی غَسْلُ ثَوْبِی هَذَا کَانَ یُغْسَلُ وَلَمْ یَکُنْ لِی ثَوْبٌ غَیْرُهُ. ❷

ترجمہ: میں اصل میں اپنے یہ کپڑے دھو رہا تھا اور میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں تھا، اس وجہ سے مجھے تاخیر ہوگئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پُرتعیش کھانوں سے گریز

حضرت عبداللہ بن شریک رحمہ اللہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا تو فالودے کو مخاطب کر

❶ الزهد لابن المبارک: باب ما جاء فی الفقر، ج ۱ ص ۲۰۳، رقم ۵۷۸

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب، ص ۱۰۲، رقم: ٦٦٥

کے فرمایا:

إِنَّکَ طَیِّبُ الرِّیحِ، حَسَنُ اللَّوْنِ، طَیِّبُ الطَّعْمِ، لَکِنْ اَکْرَہُ اَنْ اُعَوِّدَ نَفْسِی مَا لَمْ تَعْتَدْہُ. ❶

ترجمہ: اے فالودے! تیری خوشبو بہت اچھی ہے اور رنگ بہت خوب صورت ہے اور ذائقہ بہت عمدہ ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مجھے جس چیز کی عادت نہیں ہے میں خود کو اس کا عادی بنادوں۔

اللہ کی نافرمانی دنیا کی وجہ سے کی جاتی ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِنْ هَوَانِ الدُّنْیَا عَلَی اللّٰہِ أَلَّا یُعْصَی إِلَّا فِیهَا، وَلَا یُنَالُ مَا عِنْدَہُ إِلَّا بِتَرْکِهَا. ❷

ترجمہ: دنیا کی ذلت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالی کی نافرمانی دنیا ہی کے سلسلے میں ہوتی ہے، اور رضائے الٰہی دنیا ترک کر کے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حب دنیا کا علاج ذکر اللہ ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

أَلَا أُنَبِّئُکُمْ بِدَائِکُمْ وَدَوَائِکُمْ؟ أَمَّا دَاؤُکُمْ فَحُبُّ الدُّنْیَا، وَأَمَّا دَوَاؤُکُمْ فَذِکْرُ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ. ❸

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور اسکا علاج نہ بتاؤں؟ رہا تمھاری بیماری پس وہ دنیا کی محبت ہے، اور تمہارا علاج اللہ تعالی کا ذکر ہے۔

---

❶ حلیة الأولیاء: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۱ ص ۸۱

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الدنیا، ج۳ ص ۲۰۸

❸ شعب الإیمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۹۰، رقم الحدیث: ۱۰۱۶۳

انسان کی پہچان کا معیار کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْجِبُكُمْ إِنْسَانٌ وَإِنْ صَلَّى،وَإِنْ صَامَ حَتَّى تَنْظُرُوا عَلَى مَا تَهَجَّمَ مِنَ الدُّنْيَا. ❶

ترجمہ: تمہیں کوئی انسان اچھا نہ لگے اگر وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کس قدر دنیا سے دور بھاگتا ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کی مال و دولت سے کنارہ کشی

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کعبہ آئے تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے،تو ہشام نے ان سے کہا: کوئی حاجت ہوتو بتاؤ، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَسْأَلَ فِي بَيْتِ اللَّهِ غَيْرَ اللَّهِ.

ترجمہ: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کے گھر میں اللہ کے غیر سے مانگوں۔

جب حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کعبہ سے باہر آئے تو خلیفہ وقت ہشام بھی ان کے پیچھے آئے اور کہا: اب اللہ کے گھر سے باہر آ گئے ہو اب مانگو، حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا: دین کی حاجت یا دینا کی حاجت مانگوں؟ حضرت ہشام نے کہا کہ دنیا کی حاجت مانگو، تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَا سَأَلْتُ مَنْ يَّمْلِكُهَا فَكَيْفَ أَسْأَلُ مَنْ لَا يَمْلِكُهَا. ❷

ترجمہ: جو دنیا کی حاجتوں کا مالک ہے میں نے اس سے نہیں مانگا تو جو مالک نہیں ہے تو تجھ سے کیسے مانگ لوں۔

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج١٣ ص ١١١، رقم الحديث: ١٠٠٣٥

❷ صفة الصفوة: الطبقة الأولى، ترجمة: سالم بن عبدالله، ج ١ ص ٣٥٣، رقم الترجمة: ١٦٣

دنیا نے اپنے ہر چاہنے والے کو ہلاک کیا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک مرتبہ دنیا زیب وزینت میں لپٹی ہوئی بڑھیا کی شکل میں آئی۔ آپ نے پوچھا: تو نے کتنے نکاح کیے؟ بڑھیا: اس کا کوئی حساب وشمار نہیں ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تجھ سے نکاح کرنے والے سب تیرے سامنے ہی مر گئے یا انہوں نے تجھے طلاق دے دی؟ بڑھیا: ایسا نہیں ہوا، بلکہ میں نے ہی سب کو قتل کر ڈالا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تیرے بقیہ شوہروں پر تف ہے کہ وہ ان مردوں سے نصیحت نہیں لیتے کہ تو کس طرح ایک ایک کر کے انہیں قتل کرتی ہے اس کے باوجود وہ نہیں ڈرتے۔ ❶

بہرحال یہ تھے ہمارے اسلاف جنہوں نے دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ زندگی گزاری۔ اللہ رب العزت کو ایسے ہی لوگ پسند ہیں جنہیں مال سے نہیں مال کے خالق سے محبت ہو، سونے چاندی سے نہیں اُس کے رب سے تعلق ہو، پھر رب العالمین اُن کے گمان کے مطابق ہر قدم پر اُن کی مدد ونصرت کرتا ہے، دنیا کو حقیر کر کے اِن کے قدموں میں لاتا ہے۔ رب العالمین ہمیں ہر لمحہ محبت الٰہی اور اتباع سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ص ۲۱۵/التبصرة لابن الجوزی: ص ۳۱

۶۰......نگاہِ نبوت میں رحمت الٰہی سے فیضیاب ہونے والے نو(۹) خوش نصیب افراد

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أمّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(البقرة:۲۱۸)

ترجمہ: (اس کے برخلاف) جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا، تو وہ بیشک اللہ کی رحمت کے امیدار ہیں، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾(الأعراف:۵۶)

ترجمہ: اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو، اور اس کی عبادت اس طرح کرو کہ دل میں خوف بھی ہو اور امید بھی، یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾(الأعراف: ۱۵۱)

ترجمہ: موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! میری اور میرے بھائی کی مغفرت فرمادے، اورہمیں اپنی رحمت میں داخل کردے۔تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کررحم کرنے والا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾(الأعراف: ۱۵۶)

ترجمہ: اور ہمارے لیےاس دنیامیں بھی بھلائی لکھ دیجیےاورآخرت میں بھی۔ہم (اس غرض کے لیے) آپ ہی سے رجوع کرتے ہیں۔اللہ نے فرمایا: اپناعذاب تو میں اسی پرنازل کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں۔اور جہاں تک میری رحمت کاتعلق ہے وہ ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

میرے بھائیوں، دوستو اور بزرگو! احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں نوخوش نصیب انسان ایسے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیہ کلمات ارشادفرمائے ہیں کہ اللہ تعالی اِن پررحم فرمائے،اب یہ نواعمال واوصاف کونسے ہیں جن کے کرنے والوں کے لئے امام الانبیاء نے دُعافرمائی،آج کے وعظ میں اِن حضرات کا تذکرہ ہوگا،ہم سے ہرایک یہ کوشش کرے کہ یہ اعمال واوصاف ہماری زندگی میں آجائیں، تاکہ ہمارے حق میں بھی لسانِ نبوت کی یہ مقبول دعا ثابت ہوجائے۔

۱......عصر سے پہلے چار رکعات پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار رکعات نماز پڑھے۔

تو پہلا خوش نصیب انسان جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی وہ ہے جو عصر سے پہلے چار رکعات نماز پڑھے۔ عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھنا یہ سنت غیر مؤکدہ ہے یعنی یہ ایسے سنتیں ہیں جن کے پڑھنے کا بڑا اجر وثواب ہے، اور اگر کوئی نہ پڑھ سکے تو گناہ نہیں ہوتا، البتہ ایک مسلمان کو اِس کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اِس دعا میں وہ بھی شامل ہو جائے۔

پہلا خوش نصیب انسان جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ ہے جو عصر کی چار سنتوں کا اہتمام کرے۔ حضرات سلف میں ایسے لوگ گزرے کہ اُن سے ساری زندگی عصر کی سنتیں نہیں چھوٹیں، فرائض اور واجبات تو دور کی بات، عصر کی سنتیں جو غیر مؤکدہ ہیں انہوں نے اس کا بھی اہتمام کیا۔

جنازہ وہ پڑھائے جس میں تین باتیں ہوں

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو کہرام مچ گیا، جنازہ تیار ہوا، نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے ایک بڑے میدان میں جنازہ لایا گیا، بے شمار مخلوق جنازہ پڑھنے کے لیے نکل پڑی تھی، حد نگاہ تک ٹھاٹھیں مارتا ہوا انسانوں کا ایک سمندر نظر آتا تھا، جب نماز جنازہ پڑھانے کا وقت آیا، ایک آدمی آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ

❶ سنن ابی داود: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ قبل العصر، رقم الحدیث: ۱۲۷۱

میں وصی ہوں، مجھے حضرت نے وصیت کی تھی، اس مجمع تک وہ وصیت پہنچانا چاہتا ہوں، مجمع خاموش ہو گیا، کہنے لگا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے، جس کے اندر تین خوبیاں ہوں:

پہلی: خوبی یہ کہ زندگی میں اس کی کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔

دوسری: یہ کہ ہمیشہ عفیف رہا ہو یعنی کبھی زنا نہ کیا ہو۔

تیسری: یہ کہ اس نے عصر کی سنتیں کبھی نہ چھوڑی ہوں۔

جس شخص میں یہ تین خوبیاں ہوں وہ میرا جنازہ پڑھائے، جب یہ بات کہی گئی تو پورے مجمع پر سناٹا چھا گیا، کون ہے جو قدم آگے بڑھائے؟ اسی درمیان میں ایک شخص روتا ہوا آگے بڑھا، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے جنازہ کے قریب آیا، جنازہ سے چادر ہٹائی اور کہا: آپ تو فوت ہو گئے، میرا راز فاش کر دیا، اور مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر وناظر جان کر قسم کھائی کہ الحمد للہ! میرے اندر یہ تینوں خوبیاں موجود ہیں، لوگوں نے دیکھا تو وہ شخص وقت کا بادشاہ سلطان شمس الدین التمش تھا۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ چاہتے تھے کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اُن کا بادشاہ تقوی وطہارت کے کس مقام پر ہے۔ ❶

خواجہ قطب الدین چاہتے تھے کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تمہارا جو بادشاہ ہے یہ عام بادشاہوں کی طرح نہیں، یہ وہ بادشاہ ہے جس نے بادشاہت میں اللہ کو راضی کیا ہے، آج تو ہم غربت میں اللہ کو راضی نہ کر سکے، فقر وتنگدستی میں راضی نہ کر سکے، جنہوں نے ہندوستان کی بادشاہت میں رہ کر نہ تکبیر اولیٰ چھوٹی، نہ عصر کی سنتیں چھوٹیں، نہ کبھی بے حیائی اور فحاشی کے کام کی طرف گئے، بلکہ نہایت پاکدامنی کے ساتھ زندگی گزاری۔

❶ ہندوستان کے بزم رفتہ کی سچی کہانیاں: ج ۱ ص ۵۳، ۵۴

بادشاہ ہوں میں ایسے بہت کم ملتے ہیں جن سے کبھی تکبیر اولی نہ فوت ہوئی ہو، آج کل کے وزراء کی حالت یہ ہے کہ انہیں سورہ اخلاص دیکھ کر بھی پڑھنا نہیں آتی ، جنہیں ارکانِ اسلام کا بھی پتا نہیں، جن کی زندگیاں بے حیائی فحاشی عریانی میں گزر رہی ہیں، جن کی زندگی میں صوم وصلاۃ کی پابندی نہیں، جو غیر اللہ کے درباروں پر جا کے سجدہ کرتے نظر آتے ہیں، یہ آج کے نااہل حکمران ہیں، اور ایک وقت وہ تھا مسلمان حکمران سے جماعت تو دور کی بات تکبیر اولی بھی فوت نہیں ہوتی تھی، تو پہلا خوش نصیب انسان وہ ہوگا کہ جو عصر کی سنتوں کا اہتمام کرے۔

۲......حدیث پر عمل کرنا اور آگے بیان کرنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ سَمِعَ مِنِّى حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ. ❶

ترجمہ: اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے مجھ سے کوئی حدیث سنی، اور اس کو اسی طرح آگے پہنچایا جیسے اس نے سنی، بسا اوقات جس کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے سننے والے سے۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ. ❷

❶ صحیح ابن حبان: کتاب العلم، ج ۱ ص ۲۷۱، رقم الحدیث: ۶۸

❷ سنن أبی داود: کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، رقم الحدیث: ۳۶۶۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور سے یاد کیا یہاں تک کہ اُسے آگے دوسروں تک پہنچایا، پس بہت سے فقہ کے حامل ایسے ہیں جو اس کو زیادہ فقیہ لوگوں تک پہنچادیں گے اور بہت سے فقہی مسائل کے واقف ایسے ہیں جو خود فقیہ نہیں ہیں۔

تو دوسرا خوش قسمت انسان جس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی وہ ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنے اور اس پر عمل کرے اور اس کو آگے پہنچائے۔ دیگر احادیث میں بھی اس بات کی بڑی ترغیب آئی ہے کہ حدیث سنو تو آگے پہنچاؤ۔

تم لوگ مجھ سے سنا کرتے ہو اور پھر تم سے سنا جائے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنكُمْ. ❶

ترجمہ: تم لوگ مجھ سے سنا کرتے ہو اور پھر تم سے سنا جائے گا، اور ان لوگوں سے سنا جائے گا جو تم سے سنتے ہیں۔

کسی ایک کے لئے ذریعہ ہدایت بننا سرخ اونٹوں کے خرچ سے بہتر ہے

حضرت سہل رضی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللَّهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللَّهُ بِهُدَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! تمہاری رہنمائی سے اگر اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ بات تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

❶ سنن أبی داود: کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، رقم الحدیث: ۳۶۵۹

❷ سنن أبی داود: کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، رقم الحدیث: ۳۶۶۱

ہدایت کی دعوت دینے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا. ❶

ترجمہ: جس نے کسی کو ہدایت کی دعوت دی تو اس کے لئے اس کی پیروی کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا اوران کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس کے لئے اس کی پیروی کرنے والے کے برابر گناہ ہوگا اوران کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

توان روایات سے معلوم ہوا کہ حدیث سنیں تو آگے پہنچائیں، آج افسوس کی بات ہے ہمیں حدیث پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ملتی، موبائل پرآٹھ آٹھ، دس دس گھنٹے گزرجاتے ہیں، حدیث کی کتاب مطالعہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، حدیثوں کو یاد کرنا تو تقریباً ختم ہوتا جارہاہے، آج کتنے مسلمان ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات آپ کے جوامع الکلم، فصیح وبلیغ الفاظ کے ساتھ ہیں، ساری زندگی ہم ترجمہ سناتے ہیں، نبوت کے فصیح وبلیغ کلمات ہماری زبان پہ نہیں آتے، حالانکہ محدثین میں وہ لوگ گزرے ہیں، ایک ایک محدث کوتین تین، پانچ پانچ لاکھ حدیثیں یادتھیں، امام بخاری رحمہ اللہ تین لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے، امام ابوداود سجستانی رحمہ اللہ پانچ لاکھ حدیثوں

❶ صحیح مسلم: کتاب العلم، بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى اَوْ ضَلَالَةٍ، رقم الحدیث: ۲۶۷۴

کے حافظ تھے، امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ پانچ لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے اور فرماتے تھے مجھے ایک لاکھ حدیثیں تو سورہ اخلاص کی طرح یاد ہیں۔ تو یہ اس امت کے وہ لوگ تھے جنہیں حدیث سے اتنی محبت تھی، حدیث سے تعلق تھا، آج ہماری زندگی میں حدیث سے محبت و تعلق رفتہ رفتہ ختم ہوگیا۔ یہ لوگ علم حدیث کے لئے بڑی قربانیاں دیتے تھے اور بڑی مشقت سے اِس علم کو حاصل کرتے تھے، اِس علم کے لئے انہوں بڑی بڑی قربانیاں دیں، جن کا تصور کر کے انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے، جن کی قربانیوں کے صدقے آج علم حدیث اور فن اسماء الرجال کا بڑا ذخیرہ تحقیق کے ساتھ ہم تک پہنچا۔

حصولِ علم کے لئے طویل سفر اور بھکاری کے روپ میں علم حدیث کا حصول

حضرت بقی بن مخلد اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کے پوتے عبدالرحمٰن بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے مکہ سے بغداد تک کا پیدل سفر کیا، آپ کا مقصود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ملاقات اور استفادہ تھا، جب میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قریب پہنچا تو میری تکلیف بڑھ گئی کیونکہ ان تک جانے کی اجازت نہیں تھی، جس کا مجھے بہت غم لاحق ہوا اور میں بغداد میں رہا اور ایک کمرہ کرایہ پر لیا، پھر میں جامع مسجد میں آیا اور میں چاہتا تھا کہ حدیث پڑھنے والے حضرات کے ساتھ بیٹھوں تو مجھے ایک علمی حلقہ میں بٹھایا گیا، ایک شخص وہاں رجال کے متعلق گفتگو کر رہا تھا، مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت یحیی بن معین رحمہ اللہ ہیں، تو میرے لئے کچھ جگہ بنادی گئی اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوزکریا! اللہ آپ پر رحم فرمائے ایک غریب آدمی ہے، جو اپنے وطن سے دور ہے وہ ایک سوال کرنا چاہتا ہے اس پر آپ میری رعایت کریں، آپ نے فرمایا: کہو، تو میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے میری طرف حیران ہوکر دیکھا، پھر فرمایا

ہمارے جیسا شخص امام احمد کے متعلق کیا عرض کرسکتا ہے، وہ تو مسلمانوں کے امام ہیں، ان کا مقام ومرتبہ بہت اونچا ہے، چنانچہ میں وہاں سے نکل کرامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا گھر تلاش کرنے لگا۔ میں نے ان کے گھر کا دروزاہ کھٹکھٹایا آپ میری طرف نکلے، میں نے عرض کیا اے ابوعبداللہ! ایک غریب آدمی ہوں جو گھر سے دور ہوں، پہلی دفعہ اس شہر میں داخل ہوا ہوں اور میں حدیث کا طالب علم بھی ہوں اورسنت کا پابند بھی، میرے سفر کا مقصد صرف آپ تک پہنچنا تھا،تو آپ نے فرمایا محفوظ جگہ میں آجاو (یعنی گھر میں داخل ہوجاو) تا کہ تم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔

چنانچہ میں گھر میں داخل ہوگیا، پھر مجھ سے پوچھا آپ کا گھر کہاں ہے؟ میں نے کہا مغرب کے دور دراز علاقوں میں،فرمایا: افریقہ میں، میں نے کہا افریقہ سے بھی آگے، میرا شہر افریقہ کا سمندر عبور کر کے آتا ہے میرا شہر اندلس ہے،فرمایا تمہارا گھر بہت دور ہے، میرے نزدیک تمہاری مدد کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے لیکن مجھ پر آزمائش ہے، شاید تمہیں اس کا علم ہو چکا ہو، میں نے کہا کیوں نہیں مجھے اس کا علم ہے، یہ میری آپ سے پہلی ملاقات تھی۔ میں آپ لوگوں کے نزدیک غیر معروف ہوں مجھے کوئی پہچانتا نہیں،اگر مجھے اجازت دیں تو میں روزانہ ایک بھکاری کی طرح آوں گا اور دروازے کے پاس وہی بات کہوں گا جو بھکاری کہتا ہے، پس آپ مجھے روزانہ ایک ایک حدیث سنا دیا کریں یہ بھی میرے لئے کافی ہے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اس شرط پر کہ تم لوگوں کے سامنے نہیں آوگے اور نہ ہی طلبہ حدیث کے سامنے جاوگے، میں نے کہا آپ کی یہ شرط مجھے منظور ہے،تو میں ایک لاٹھی ہاتھ میں لے کراور اپنے سر کو ایک میلے کچیلے کپڑے کے ساتھ لپیٹ کر چلتا تھا اور اپنے کاغذ اور ورقے اپنی آستین میں چھپاتا تھا اور آپ کے دروازے پر حاضر ہوتا تھا اور پکار کر کہتا تھا: اَلْأَجْرُ رَحِمَکَ اللّٰہُ

(اللہ ثواب دے، اللہ آپ پر رحم فرمائے) کیونکہ وہاں اسی طرح سے صدا لگائی جاتی تھی، آپ باہر نکلتے اور مجھے دو یا تین احادیث سُناتے، میں نے اسی طریقے کو اپنائے رکھا حتی کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر جس نے مشقت ڈالی تھی وہ خلیفہ فوت ہو گیا، اور اس کے بعد ایسا شخص خلیفہ بنا جو اہل سنت کے مذہب پر تھا، پھر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ لوگوں کے سامنے آئے اور آپ کا چرچا ہوا اور اطراف واکناف سے لوگوں کی سواریاں آپ کی طرف آنے لگیں، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ میری حالت سے اچھی طرح واقف ہو گئے تھے، جب میں آپ کی حلقے میں حاضر ہوتا تو آپ میرے لئے جگہ کشادہ کرتے اور اپنے شاگردوں کے سامنے میرا وہ قصہ بیان کرتے تھے جو ان کے ساتھ پیش آیا تھا، پھر مجھے ایک حدیث اپنی لکھی ہوئی دیتے اور اس کو میرے سامنے پڑھتے تھے اور میں اس کو آپ کے سامنے پڑھتا تھا، پھر مجھے ایک بیماری لگی جس سے اللہ نے مجھے شفاء عطا فرمائی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھے اپنی مجلس سے گم پایا اور میرے متعلق پوچھا تو میری بیماری کا ان کو بتایا گیا تو آپ فوراً میری طرف رخ کر کے کھڑے ہوئے، اور جتنے لوگ آپ کے ساتھ تھے میری طرف چل پڑے، اور میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا جو میں نے اپنے لئے کرایے میں لے رکھا تھا، اور اون کا بچھونا میرے نیچے تھا اور چادر میرے اوپر تھی اور کتابیں میرے سرہانے رکھی ہوئی تھیں، میں نے سرائے میں لوگوں کی اونچی آواز سنی لوگ کہہ رہے تھے مسلمانوں کے امام ادھر آرہے ہیں، پھر اس سرائے کا مالک جلدی سے میری طرف پہنچا اور مجھے کہا اے عبدالرحمٰن! یہ امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل مسلمانوں کے امام آپ کی طرف آرہے ہیں آپ کی عیادت کرنے کے لئے، چنانچہ آپ تشریف لائے اور میرے سر کے پاس بیٹھ گئے اور آپ کے اتنے شاگرد اس کمرے میں داخل ہو گئے کہ

ان کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی حتی کہ ان میں سے بعض سرائے میں کھڑے رہ گئے اور ان کے قلم ان کے ہاتھوں میں تھے، انہوں نے صرف مجھے یہ کلمات ارشاد فرمائے اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کے ثواب کے لئے خوش ہو جاو صحت کے ایام میں بیماری نہیں آسکتی اور بیماری کے دنوں میں صحت نہیں آسکتی، اللہ تعالی تمہیں عافیت کے ساتھ سربلندی نصیب فرمائے۔ میں نے قلم دیکھے جو آپ کے یہ الفاظ لکھ رہے تھے، پھر آپ چلے گئے اور اس ہوٹل کے لوگ میرے پاس آئے محبت اور نرمی کرنے لگے اور میری اللہ کی رضا کے لئے خدمت کرنے لگے، کوئی بستر لا رہا تھا، کوئی لحاف لا رہا تھا، کوئی اچھی اچھی غذائیں اور کھانے لا رہا تھا، انہوں نے میری بیماری کے دنوں میں اتنی خدمت کی کہ اگر میں اپنے گھر میں موجود ہوتا تو وہ بھی میری اتنی خدمت نہ کرتے، یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اُس نیک انسان نے میری عیادت فرمائی تھی۔ ❶

علم حدیث کے حصول کے لئے تین ہزار میل پیدل سفر

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا:

أَوَّلُ سَنَةٍ خَرَجْتُ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ أَقَمْتُ سِنِينَ، أَحْصَيْتُ مَا مَشَيْتُ عَلَى قَدَمَيَّ زِيَادَةً عَلَى أَلْفِ فَرْسَخٍ، فَلَمْ أَزَلْ أُحْصِي حَتَّى لَمَّا زَادَ عَلَى أَلْفِ فَرْسَخٍ تَرَكْتُهُ.

ترجمہ: جب پہلی مرتبہ میں علم حدیث کے لئے نکلا تو کئی سالوں تک میں حصول علم میں لگا رہا، اس دوران جو میں پیدل چلا ہوں وہ ایک ہزار فرسخ سے زیادہ ہے، میں مسلسل اُسے شمار کرتا رہا، جب ایک ہزار فرسخ سے زیادہ سفر ہو گیا تو میں نے شمار کرنا چھوڑ دیا۔

❶ سیر أعلام النبلاء: بقی بن مخلد بن یزید الأندلسی: ج ۱۳ ص ۲۹۲ تا ۲۹۴

ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، ایک ہزار فرسخ تین ہزار میل بنتے ہیں، اندازہ کیجئے کہ اس پر مشقت دور میں جب کہ اسباب وذرائع اور سفر کے لئے نت نئی سہولیات بھی موجود نہیں تھیں، اس کے باوجود اس قدر طویل اسفار اور وہ بھی پیدل جب کہ فقر وفاقہ اور تنگدستی کی یہ حالت تھی کہ دو دن گزر گئے تھے کہ ہم نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا:

قَدْ مَضَى يَوْمَانِ مَا طَعِمْتُ فِيهِمَا شَيْئًا. ❶

کوفہ سے بصرہ ایک حدیث کے لئے سفر

حضرت ابان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو معشر رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۲ھ) نے فرمایا:

خَرَجْتُ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَيْكَ إِلَى الْبَصْرَةِ فِي حَدِيثٍ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ بِهِ. ❷

ترجمہ: میں کوفہ سے آپ کی طرف بصرہ کے لئے ایک حدیث کی وجہ سے نکلا ہوں جو مجھے آپ کے متعلق پہنچی ہے تو فرمایا کہ میں نے ان کو وہ حدیث بیان کی، (جب کہ کوفہ اور بصرہ کے درمیان تین سو پچاس (۳۵۰) کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔)

امام شعبی رحمہ اللہ نے تین احادیث کے لئے کوفہ سے مکہ کا سفر کیا

حافظ رامہرمزی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) سے نقل کیا ہے:

اَنَّ الشَّعْبِيَّ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي ثَلَاثَةِ اَحَادِيثَ ذُكِرَتْ لَهُ، فَقَالَ لِعَلِيِّ

---

❶تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن إدريس بن المنذر، ج۲ ص ۷۲

❷الرحلة فی طلب الحدیث :ذکر الروایة عن التابعین والخالفین فی مثل ذلک، ص،الرقم: ۵۸

اَلْقَی رَجُلًا لَقِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَوْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ❶

ترجمہ: ان کے سامنے تین احادیث کا ذکر کیا گیا وہ ان کی طلب میں مکہ مکرمہ کے لئے عازمِ سفر ہوئے، فرمایا کہ شاید میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ہوجائے، یا اس شخص سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کا علم حدیث کے لئے مختلف شہروں کے اسفار

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ جو شخص امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کے شیوخ کے حالات کا مطالعہ کرے گا تو اسے بخوبی معلوم ہوگا کہ ان کے شیوخ میں مصری، یمنی، بصری، کوفی، حجازی، شامی، خراسانی، مغاربہ مختلف ممالک کے حضرات ہیں، جن سے امام موصوف نے اخبار وآثار کا علم حاصل کیا، صرف یہی نہیں بلکہ مصر میں ہر وارد ہونے والے محدث کی خدمت میں حاضر ہوکر اکتساب فیض کرتے، یہاں تک کہ جو علوم مختلف سینوں میں تھے امام موصوف نے سب کو سمیٹ لیا، اس طرح انہوں نے اپنے وقت کے تمام علماء ومشائخ کا علم جمع کرلیا تھا، اسی لئے خود بھی مرجع علماء روزگار رہتے، ہر مسلک وخیال کے اہل علم آپ سے استفادہ کے لئے مصر آتے تھے، اور آپ کے بے نظیر علم وجامعیت سے حیرت زدہ ہوجاتے۔ ❷

اس طرح کے اسلاف کے متعدد واقعات ہیں کہ حدیث سننے کے لیے اتنی مشقتیں

❶ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی: القول فی التعالی والتنزل فیه، ص ۲۲۴

❷ الحاوی فی سیرة الإمام أبی جعفر الطحاوی: ص ۱۳

برداشت کیں اور حدیثوں کو اسی طرح آگے پھیلایا، تو دوسرا خوش نصیب انسان وہ ہے جو احادیث سنے، عمل کرے اور پھر اِس کی نشر واشاعت کرے۔

۳......خرید وفروخت اور قرض کی وصولی میں نرمی اختیار کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى. ❶

ترجمہ: اللہ رب العزت اُس شخص پر رحم فرمائے جو بیچے تو نرمی کرے، خریدے تو نرمی کرے اور جب اپنے حق کا تقاضا کرے تب بھی نرمی کرے۔

تو تیسرا خوش نصیب انسان جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ اللہ اس پر رحم کرے جو خرید وفروخت میں اور حق کا تقاضہ کرنے میں نرمی کرے۔ ویسے تو اسلام میں ہر چیز میں نرمی کرنے کا حکم ہے، لیکن خرید وفروخت اور قرض کے مطالبے میں انسان عموماً تلخ کلامی پر اتر آتا ہے، اس لیے اس حدیث میں ان چیزوں کو ذکر کیا، ورنہ قرآن وحدیث میں ہر موقع پر نرمی کا حکم ہے، اور قرآن وسنت میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

نرمی اللہ کی طرف سے خصوصی عطا ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ

❶ صحیح البخاری: کتاب البیوع، بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالبَيْعِ......الخ، رقم الحدیث: ۲۰۷۶

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴾(آل عمران: ۱۵۹

ترجمہ: اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر (اے پیغمبر!) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا، اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔ لہذا ان کو معاف کردو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو، پھر جب تم رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت وہارون علیہما السلام جب فرعون کو دعوت دینے جارہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى﴾(طٰہٰ: ۴۴)

ترجمہ: جا کر دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ نصیحت قبول کرے، یا (اللہ سے) ڈر جائے۔

اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند فرماتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی، جب وہ آئے تو انہوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (تم پر موت وہلاکت ہو) میں نے کہا: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ (بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ.

ترجمہ: بے شک اللہ نرم ہے، تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے جو کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جواب میں "وَعَلَيْكُمْ" (تمہارے لئے بھی یہی ہو،

یعنی اتنا جواب کافی ہے اِس پر اضافہ نہ کرو۔) ❶

نرمی سے محروم ہر بھلائی سے محروم ہے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ. ❷

ترجمہ: جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

نرمی اُمور میں حسن کا ذریعہ ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ. ❸

ترجمہ: جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ اسے خوبصورت بنا دیتی ہے، اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

نرم مزاج انسان اللہ کا محبوب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ، سَمْحَ الشِّرَاءِ، سَمْحَ الْقَضَاءِ. ❹

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی اس شخص سے محبت کرتا ہے جو خرید وفروخت اور حق کے تقاضے میں نرمی کرتا ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، بَابُ: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ......الخ، رقم الحديث: ۶۹۲۷

❷ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ۲۵۹۲

❸ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ۲۵۹۴

❹ سنن الترمذي: ابواب البيوع، باب جاء في إستقراض البعير أو الشيء من الحيوان أو السنّ، رقم الحديث: ۱۳۱۹

نرمی کرنے والوں پر جہنم حرام ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلا اُخبِرُکُم بِمَن یَّحرُمُ عَلَی النَّارِ اَوْ بِمَنْ تَحرُمُ عَلَيهِ النَّارُ، عَلٰی کُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهلٍ. ❶

ترجمہ: کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو جہنم کی آگ پر یا جہنم کی آگ اِس پر حرام ہے، یہ ہر اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہنے والا، آسانی کرنے والا، نرم کرنے والا اور نرم خو ہے۔

تو اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنی چاہیے، خاص کر جب وہ کوئی چیز بیچے تو نرمی کرے، جب خریدے تو نرمی کرے، کسی سے مطالبہ کرے تب بھی نرمی کرے، یعنی ہمیں ایک پیغام آپ نے یہ دیا کہ خرید وفروخت میں سختی نہیں کرنی ہے، اگر ایک آدمی کوئی چیز خریدنے آئے، اس کے پاس پیسے کم پڑ گئے، تو اِس کے لئے کچھ رعایت کرلی جائے، اسی طرح کسی کو قرضہ دیا ہوا اور وہ وقت پر ادا نہ کرسکا تاخیر ہوگئی، وہ کہتا ہے مجھے ہفتہ یا دس دن مہلت دے دو، تو اِس کے لئے مہلت بڑھا دیں، اور اگر کوئی ضرورت مند ہو یا تنگدست ہو تو اس کا کل یا بعض قرضہ معاف کردیا جائے، یہ عمل اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے، بسا اوقات قرض خواہ کے ساتھ ہمدردی اور تعاون مغفرت کا سبب بن جاتا ہے۔

معاملات میں نرمی کے سبب مغفرت ہوگئی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ

---

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع: باب، رقم الحديث: ۲۴۸۸

ایک آدمی کواللہ تعالیٰ کے پاس لایا گیا، اللہ تعالیٰ نے پوچھا : دنیا میں تونے کیا عمل کیا؟ اس آدمی نے کہا: میں نے ذرا برابر بھی کوئی خیر کا کام نہیں کیا، اس سے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: تو اس نے تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ تو نے مجھے دنیا میں وافر مقدار میں مال عطا کیا تھا، تو میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا، تو اس میں صاحب وسعت لوگوں پر آسانی کیا کرتا تھا اور تنگ دست کو مہلت دیا کرتا تھا۔ (یہ سن کر) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْکَ، تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِیْ. ❶

ترجمہ: میں تجھ سے زیادہ لائق ہوں کہ اپنے بندوں سے درگزر کا معاملہ کروں، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

اس سے اندازہ لگائیں کہ جو کوئی نرمی کرے گا تو اللہ تعالی بھی اِس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے، اس لئے انسان عفوودرگزر اور نرمی کے ساتھ زندگی گزار کر جائے تاکہ دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن جائے۔

۴......میاں بیوی کا ایک دوسرے کو تہجد کی نماز کے لئے جگانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى، وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهُ، فَإِنْ اَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ اَبٰى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالی اس شخص پر رحم کرے جو رات کے وقت اٹھتا ہے، تہجد کی نماز پڑھتا ہے

❶ صحیح مسلم: کتاب البیوع، باب فضل إنظار المعسر، رقم الحدیث: ۱۵۶۰

❷ سنن أبی داود: کتاب الصلاة، باب قیام اللیل، رقم الحدیث: ۱۳۰۸

اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے، اگر بیوی انکار کرتی ہے، تو یہ پانی کے چھینٹیں اس کے منہ پر مارتا ہے۔ اللہ اس عورت پر رحم کرے جو رات کے وقت اٹھتی ہے، تہجد کی نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے، اگر شوہر انکار کرتا ہے، تو یہ پانی کے چھینٹیں اس کے منہ پر مارتی ہے۔

تو چوتھا خوش نصیب انسان جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ اللہ اس پر رحم کرے جو تہجد کی نماز کے لئے اُٹھے، خود بھی پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، اور اگر وہ انکار کرے تو پانی کی چھینٹیں مار کر اس کو بیدار کرے، اسی طرح یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ اس عورت پر رحم کرے جو اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے، تو گویا یہ میاں بیوی بڑے خوش قسمت ہے جن کی رات عبادت میں گزرتی ہے اور تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔

قرآن وحدیث میں نمازِ تہجد کی بڑی ترغیب اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔

عباد الرحمٰن کی راتیں شب بیداری میں گزرتی ہیں

اللہ تعالی نے عباد الرحمٰن کی یہ صفت بیان فرمائی کہ انکی راتیں اللہ کی عبادت میں گزرتی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا﴾ (الفرقان: ٦٤)

ترجمہ: اور جو راتیں اس طرح گزارتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے آگے (کبھی) سجدے میں ہوتے ہیں، اور (کبھی) قیام میں۔

ایمان والون کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں

اللہ کے نیک بندے راتوں کو کم سوتے ہیں اور وہ خوف وامید میں اللہ رب العزت سے دعائیں کرتے ہیں:

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا

رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾(السجدة: ١٦)

ترجمہ: ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے، وہ اس میں سے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

پرہیز گار لوگ راتوں کو کم سوتے ہیں

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ. كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ. وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾(الذريات: ١٥ تا ١٨)

ترجمہ: متقی لوگ بیشک باغوں اور چشموں میں اس طرح رہیں گے کہ ان کا پروردگار انہیں جو کچھ دے گا اسے وصول کر رہے ہوں گے، وہ لوگ اس سے پہلے ہی نیک عمل کرنے والے تھے۔ وہ رات کے وقت کم سوتے تھے، اور سحری کے اوقات میں وہ استغفار کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کی نماز کا حکم دیا:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا. نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا. أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾(المزمل: ۱ تا ۴)

ترجمہ: اے چادر میں لپٹنے والے، رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہو جایا کرو، رات کا آدھا حصہ، یا آدھے سے کچھ کم کرلو، یا اس سے کچھ زیادہ کرلو، اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

تہجد کی نماز نفس کے کچلنے اور زبان کی درستگی میں معاون ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْئًا وَاَقْوَمُ قِيلًا﴾ (المزمل: ٦)

ترجمہ: بیشک رات کے وقت اٹھنا ہی ایسا عمل ہے جس سے نفس اچھی طرح کچلا جاتا ہے، اور بات بھی بہتر طریقے پر کہی جاتی ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی بڑی فضیلت بیان کی۔

دخولِ جنت کے اعمال

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا، تاکہ دیکھوں (کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں یا نہیں؟) جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرہ مبارک کی چمک دیکھی تو میں نے کہا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا، وہاں پہنچ کر جو سب سے پہلا ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا، وہ یہ تھا:

يَاأَيُّهَاالنَّاسُ، اَفْشُواالسَّلَامَ، وَاَطْعِمُواالطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. ❶

ترجمہ: اے لوگو! آپس میں سلام کا رواج ڈالو اور (غرباء کو) کھانا کھلاؤ اور رات کے وقت جب سب لوگ سوتے ہوں (تہجد کی) نماز پڑھا کرو، تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

---

❶ سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب، ماجاء في صفة أواني الحوض، باب، رقم الحديث: ٢٤٨٥

نمازِ تہجد کے چار بڑے فوائد

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ. ❶

ترجمہ: تم رات کے جاگنے کو لازم پکڑو، کیوں کہ یہ تم سے پہلے صالحین اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور رات کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کا ذریعہ ہے اور برائیوں کو مٹانے والا ہے، اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے۔

فرض نماز کے بعد تہجد افضل عبادت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ. ❷

ترجمہ: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے ہیں، اور فرض نمازوں کے بعد سب سے بہتر نماز رات کی نماز ہے۔

نمازِ تہجد مومن کا شرف واعزاز ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ

❶ صحيح ابن خزيمة: كتاب الصلاة، باب التعريض على قيام الليل، ج ٢ ص ١٧٦، رقم الحديث: ١١٣٥ / المستدرك على الصحيحين: كتاب صلاة التطوع، ج ١ ص ٤٥١، رقم الحديث: ١١٥٦ قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط البخاري / قال الالباني في إرواء الغليل (٢ / ٢٠٠) هذا الحديث حسن

❷ صحيح مسلم: كتاب الصيام: باب فضل صوم المحرم، رقم الحديث: ١١٦٣

وسلم کے پاس آئے اور فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ!شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: اے محمد! رات کا قیام مؤمن کا شرف ہے اور اسکی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونے میں ہیں۔

تہجد پڑھنے والوں کے لیے جنت کے خوبصورت بالا خانے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا.

ترجمہ: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جیسے شیشوں کے کمرے ہوتے ہیں اُن کے اندر کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں، اور باہر کی چیزیں اندر سے نظر آتی ہیں۔

ایک اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِمَنْ اَطَابَ الكَلَامَ،وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ،وَاَدَامَ الصِّيَامَ،وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. ❷

ترجمہ: جو اچھی طرح سے بات کریں، اور (غرباء) کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزے رکھیں اور ایسے وقت میں رات کو تہجد پڑھیں جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

نمازِ تہجد اللہ کو محبوب ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الرقاق، ج۴ص ۳۶۰،رقم الحدیث: ۷۹۲۱/قال الحاکم والذہبی :ہذاالحدیث صحیح

❷ سنن الترمذی:أبواب البر والصلة:باب ماجاء فی قول المعروف،رقم الحدیث:۱۹۸۴

اَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ.

ترجمہ: اللہ کو سب نمازوں میں داود علیہ السلام کی نماز محبوب ہے۔

وَكَانَ يَنَامُ نِصفَ اللَّيلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ،وَيَنَامُ سُدُسَهُ. ❶

ترجمہ: اور وہ آدھی رات سوتے تھے اور تہائی رات جاگتے تھے اور چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔

رات کے آخری پہر میں اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَنزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنيَا،حِينَ يَبقَى ثُلُثُ اللَّيلِ الآخِرُ،فَيَقُولُ:مَن يَدعُونِي فَأَستَجِيبَ لَهُ،وَمَن يَسأَلُنِي فَأُعطِيَهُ، وَمَن يَستَغفِرُنِي فَأَغفِرَ لَهُ. ❷

ترجمہ: ہمارا پروردگار ہر رات کو جب رات کا ایک تہائی آخری حصہ باقی رہ جاتا ہے آسمان دنیا کی طرف خاص طور پر متوجہ ہو کر ارشاد فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دُعا مانگے میں اس کی دعا قبول کروں گا؟ کون ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اسے عطا کروں گا؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اسے بخش دوں گا؟

اہل وعیال کو تہجد کے لیے اٹھانے کی فضیلت

حضرت ابوسعید وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ صحیح البخاری: کتاب الجمعة: باب من نام عند السحر، رقم الحدیث: ١١٣١

❷ صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، بَابُ التَّرغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكرِ فِي آخِرِ اللَّيلِ، وَالإِجَابَةِ فِيهِ، رقم الحدیث: ٧٥٨

إِذَا اسۡتَيۡقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيۡلِ وَاَيۡقَظَ امۡرَاَتَهُ فَصَلَّيَا رَكۡعَتَيۡنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ. ❶

ترجمہ: جب مرد رات میں بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بیدار کرے پھر وہ دونوں دو رکعت بھی پڑھ لیں تو وہ بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور بکثرت ذکر کرنے والی عورتوں میں سے شمار ہوں گے۔

اِن احادیث سے اندازہ لگائیں کہ نماز تہجد کے کتنے فضائل ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اسلافِ امت نمازِ تہجد کا بڑا اہتمام کرتے تھے، اِن حضرت کی شب بیداری اور رقّت آمیز عبادت و دعا کی مثال نہیں ملتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہجد کا اہتمام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گذاری، فرماتے ہیں میں نے بستر کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ بستر کے طول میں لیٹیں ''فَنَامَ حَتَّى انۡتَصَفَ اللَّيۡلُ اَوۡ قَرِيبًا مِنۡهُ، فَاسۡتَيۡقَظَ يَمۡسَحُ النَّوۡمَ عَنۡ وَجۡهِهِ'' پس سو گئے حتی کہ آدھی رات یا اس کے مثل گزری ہوگی کہ آپ اپنے چہرے سے نیند کا اثر دور کرتے ہوئے بیدار ہوئے، پھر سورہ آل عمران کی دس آیتیں پڑھیں، بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لٹکتی ہوئی مشک کے پاس گئے اور اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے، میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت،

❶ سنن ابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن ايقظ أهله من الليل، رقم الحديث ۱۳۳۵

پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر وتر پڑھے۔ پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آیا، آپ کھڑے ہوئے دو رکعتیں پڑھیں، پھر باہر نکلے تو صبح کی نماز پڑھائی۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے اپنے اہل وعیال کو جگاتے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب اِن کے اور حضرت فاطمہ کے پاس آئے، تو فرمایا: ''اَلا تُصَلِّیَانِ؟ '' تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا تو ہم اٹھیں گے، جب میں نے یہ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ گئے اور ہماری طرف متوجہ نہ ہوئے، پھر میں نے سنا کہ آپ پیٹھ پھیرے جارہے تھے اور ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

وَكَانَ الْإِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا. ❷

ترجمہ: انسان تمام چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نمازِ تہجد کا اہتمام اور گھر والوں کو جگانا

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، اَيْقَظَ اَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ، يَقُولُ لَهُمْ: اَلصَّلَاةَ، اَلصَّلَاةَ، ثُمَّ يَتْلُو هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْاَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ

❶ صحيح البخاری: كتاب الجمعة، باب ما جاء في الوتر، رقم الحديث ۹۹۲

❷ صحيح البخاری: كتاب الجمعة، بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ، رقم الحديث: ۱۱۲۷

نَرۡزُقُکَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰی﴾(طٰہٰ: ۱۳۲)❶

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو جس قدر اللہ چاہے نماز پڑھتے تھے، جب آخر رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے، ان سے کہتے کہ نماز کا وقت ہو گیا، پھر یہ آیت تلاوت فرماتے تھے، (اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔ ہم تم سے رزق نہیں چاہتے، رزق تو ہم تمہیں دیں گے اور بہتر انجام تقوی ہی کا ہے۔)

تہجد کے چھوٹ جانے پر نفس کو ایک سال تک سزا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی، انہیں بڑا افسوس ہوا، اپنی اس غلطی اور غفلت کی پاداش میں انہوں نے اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے، ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔❷

تہجد میں آنکھ نہ کھلنے پر عمر بھر کے لئے بستر پر نہ سونے کی قسم کھالی

ہند بن عوف رحمہ اللہ سفر سے آئے تو اسکی بیوی نے اِن کے لیے بستر بچھایا اور وہ سو گئے، رات کو ایک وقت مقرر کیا تھا جس میں جاگ کر عبادت کیا کرتے تھے، لیکن اس بار (سفر کی تھکن کی وجہ سے) صبح تک سوئے، آنکھ نہ کھلی، اور آپ سے تہجد چھوٹ گئی، تو بہت افسوس ہوا، تو انہوں نے قسم کھائی کہ آج کے بعد کبھی بستر پر نہیں سووں گا، یہ نرم ونازک بستر میرے تہجد چھوٹنے کا سبب بن گیا، چنانچہ اس نے قسم کھالی'' فَحَلَفَ اَ لَّا

❶موطأ مالک: کتاب السھو، باب ما جاء فی اللیل، ج۲ ص ۱۶۲، رقم الحدیث: ۳۸۹

❷تاریخ مدینة دمشق: حرف التاء، ترجمة: تمیم بن اوس بن خارجة، ج ۱۱ ص ۷۷/ سیر اعلام النبلاء: ترجمة: تمیم الداری، ج ۲ ص ۴۴۵

يَنَامَ عَلَى فِرَاشٍ اَبَدًا'' پس اس نے قسم کھالی کہ بستر پر کبھی بھی نہیں سوؤں گا۔ ❶

ماں اور بیٹوں نے تہجد پڑھنے کیلئے رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صالح کے دو بیٹے حسن اور علی تھے، اور ایک انکی والدہ تھی، تینوں نے تہجد پڑھنے کیلئے رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا، ایک حصے ایک تہجد پڑھتا، دوسرے حصے میں دوسرا، اور تیسرے حصے میں تیسرا تہجد پڑھتا، جب انکی ماں وفات پا گئی تو علی اور حسن نے رات کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک ایک حصے میں ایک جاگ کر تہجد پڑھتا اور دوسرا سوتا، پھر علی فوت ہوئے تو حسن پوری رات قیام اللیل میں گزار لیتے۔

حضرت صالح عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي بَيْتِهِمْ كُلَّ لَيْلَةٍ: أُمُّهُمْ ثُلُثٌ، وَعَلِيٌّ ثُلُثٌ، وَحَسَنٌ ثُلُثٌ، فَمَاتَتْ أُمُّهُمَا، فَكَانَا يَخْتِمَانِهِ، ثُمَّ مَاتَ عَلِيٌّ، فَكَانَ حَسَنٌ يَخْتِمُ كُلَّ لَيْلَةٍ. ❷

ترجمہ: ان کے گھر ہر رات ایک قرآن مجید ختم ہوتا تھا، انکی ماں ثلث پڑھتی، علی ایک ثلث پڑھتے اور حسن ایک ثلت پڑھتے، جب ماں فوت ہوئی تو یہ دونوں ایک قرآن مجید ختم کرتے، جب علی فوت ہوئے تو حسن ہر رات قرآن مجید ختم کیا کرتا تھا۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ ان ماں اور بیٹوں کے درمیان عبادت کا کیسا ذوق ہے اور تعلق مع اللہ کیسا ہے کہ ساری رات عبادت میں گزر رہی ہے اور ہر رات ایک قرآنِ

❶ تاریخ ابن معین: ج۳ص ۳۴۹، الرقم: ۱۶۸۵

❷ صفة الصفوة: الطبقة السادسة، ترجمة: علی والحسن ابنا صالح، ج ص، رقم: ۴۴۵، ۴۴۶

کریم کی تلاوت ہورہی ہے، جب مائیں اولاد کی ایسی تربیت کرتی ہیں تو یہی اولاد پھر آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے اور ملک وملت کا سرمایہ اور دین کے روشن چراغ بن کر سارے جہان کو اپنے علم وعمل سے منور کرتے ہیں۔

اسلاف امت کے اسطرح کے متعدد واقعات موجود ہیں کہ انہوں نے حتی الامکان تہجد کا اہتمام کیا، یہ وہ لوگ تھے جن کی زندگیاں اللہ کو راضی کرنے میں گزریں، میں اور آپ صرف نام کے مسلمان ہیں، ہماری کوئی رات ایسی نہیں جو مکمل عبادت میں گزری ہو، تھوڑی دیر اگر ہم اپنے بارے میں تصور کریں کہ زندگی کی کوئی رات ایسی ہے، پچاس سال زندگی گزرگئی، ساٹھ سال زندگی گزرگئی، کوئی رات ایک ایسی ہے جو پوری رات صرف اللہ کی عبادت میں گزری ہو، دنیا کے لئے تو گزری ہے کہ ساری رات چوکیداری میں گزری، کام کرنے میں گزری، دوسروں کے لئے جاگنے میں گزری، غمخواری میں گزری، کیا اللہ کے لئے بھی گزری ہے، اگر ہے تو الحمد للہ اور اگر نہیں ہے تو فکرمندی کی بات ہے۔

آج تو راتیں موبائل میں گزرتی ہیں، بیوی کے پاس الگ موبائل ہے، شوہر کے پاس الگ ہے، بیٹوں کے پاس الگ ہے، بیٹیوں کے پاس الگ ہے، ساری ساری رات اسی میں گزرجاتی ہے، موبائل چلاتے چلاتے دودو، تین تین بج جاتے ہیں، جب تہجد کی نماز کا وقت قریب آتا ہے اس وقت سو جاتے ہیں، نہ تہجد کی نماز، نہ فجر کی نماز، نہ تلاوت، نہ اشراق، گیارہ بارہ بجے اٹھتے ہیں، تو اللہ نے شب بیداری سے محروم کردیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اس کے لیے ہے جو تہجد کی نماز کا اہتمام خود بھی کرے اور گھر والوں کو بھی جگائے۔

۵......حلق کرنا اور قصر کرنا

ایک خوش نصیب انسان وہ ہے جو حج یا عمرے کے موقع پر حلق کروائے، ایسے شخص کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دعا فرمائی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِینَ.

ترجمہ: اے اللہ! حلق کرنے والوں پر رحم فرما۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

وَالْمُقَصِّرِینَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ.

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! آپ دعا فرمائیں اُن کے لئے بھی کہ جو اپنے چوتھائی بال کاٹنے والے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِینَ.

ترجمہ: اے اللہ! حلق کرنے والوں پر رحم فرما۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر فرمایا:

وَالْمُقَصِّرِینَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ.

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! آپ دعا فرمائیں اُن کے لئے بھی کہ جو اپنے چوتھائی بال کاٹنے والے ہیں۔

تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالْمُقَصِّرِینَ. ❶

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال، رقم الحدیث: ۱۷۲۷

ترجمہ: (اے اللہ!) چوتھائی بال کاٹنے والوں پر بھی رحم فرما۔

حلق کرنے والوں کے لئے آپ نے تین مرتبہ رحم کی دُعا فرمائی، اس لئے کوشش کرنی چاہیے اگر اللہ تعالیٰ حج اور عمرے کی توفیق دے تو انسان حلق کروائے، ورنہ قصر کروائے۔ بعض لوگ قصر بھی نہیں کرتے، چند بال کاٹتے ہیں یہ کافی نہیں ہے، عموماً دیکھنے میں آیا کہ بعض ساتھی قینچی لے لیتے ہیں، تین چار بال اِدھر اُدھر سے کاٹے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ حکم ادا ہو گیا، حالانکہ ایسا نہیں ہے، اس کے لئے ضروری ہے یا تو حلق کر کے سنت پر عمل کرے، یا چوتھائی بال کاٹے، یہ واجب ہے، چند بالوں کے کاٹنے سے آدمی احرام سے نہیں نکل سکتا، آپ علیہ السلام نے عمرہ و حج ادا کیا تو آپ نے حدیبیہ کے موقع پر بھی حلق کیا، عمرۃ القضاء میں بھی حلق کیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے حج کیا تب بھی آپ نے حلق کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی حلق کیا ہے اور حلق کو پسند کیا، اس لئے اگر اللہ حج عمرے کی توفیق دے تو انسان حلق کا اہتمام کرے تا کہ دُعائے نبوت میں وہ بھی شامل ہو جائے۔

۶......خلقِ خدا پر رحم کرنے والا ہو

ایک خوش نصیب انسان وہ ہے جو خلق خدا پر رحم کرنے والا ہو، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيحَةً رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: جو رحم کرے اگر چہ ذبیحہ پر کیوں نہ ہو، اللہ قیامت کے دن اُس پر رحم کرے۔

ایک خوش نصیب انسان جسکو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی وہ ہے جو رحم کرنے والا ہو، خلق خدا پر رحم دلی کا معاملہ کرتا ہو۔ پھر یہ عام ہے کہ بڑوں پر رحم کرے یا بچوں پر یا

❶ الأدب المفرد: باب رحمة البهائم، ص ۱۳۸، الرقم: ۳۸۱

جانوروں پر، سب پر رحم کرے۔ رحم دلی انتہائی اہم خوبی ہے، اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے عنایت کرتا ہے، اور بدبخت ہی اس سے محروم ہوتا ہے، قرآن وحدیث میں رحم دلی کی خوب ترغیب وفضیلت بیان کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

ترجمہ: (لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مؤمنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت کا مقصد

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ (الأنبياء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

عالمین عالم کی جمع ہے جس میں ساری مخلوقات انسان، جن، حیوانات، نباتات، جمادات سبھی داخل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت آ جائے گی اور جب ذکر اللہ وعبادت کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب چیزوں

کے لئے رحمت ہونا خود بخود ظاہر ہوگیا، کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ہی کے دم قدم اور تعلیمات سے قائم ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ. ❶

ترجمہ: اے لوگوں! میں اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفر وشرک کو مٹانے کیلئے کفار کو پست کرنا اوران کے مقابلے میں جہاد کرنا بھی عین رحمت ہے، جس کے ذریعہ سرکشوں کو ہوش آ کر ایمان اور عمل صالح کا پابند ہوجانے کی امید کی جاسکتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ ❷

صحابہ کرام آپس میں رحم دل تھے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔

اس مقام پر صحابہ کرام کا سب سے پہلا وصف تو یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الإیمان، ج ۱ ص ۹۱، رقم الحدیث: ۱۰۰، قال الحاکم والذھبی: علی شرطھما

❷ معارف القرآن: ج ۶ ص ۲۳۴

سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔ کفار کے مقابلہ میں سخت ہونا ان کا ہر موقع پر ثابت ہوتا رہا ہے کہ نسبی رشتے ناتے سب اسلام پر قربان کر دیئے اور حدیبیہ کے موقع پر خصوصیت سے اس کا اظہار ہوا اور آپس میں مہربان اور ایثار پیشہ ہونا صحابہ کرام کا اس وقت خصوصیت سے ظاہر ہوا جبکہ مہاجرین و انصار میں مواخات ہوئی اور انصار نے اپنی سب چیزوں میں مہاجرین کو شریک کرنے کی دعوت دی۔ قرآن نے صحابہ کرام کے اس وصف کو مقدم بیان فرمایا کیونکہ درحقیقت اس کا حاصل یہ ہے کہ ان کی دوستی اور دشمنی، محبت یا عداوت کوئی چیز اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہوتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ایمان کامل کا اعلیٰ مقام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ کے لئے محبت کرے، اور اللہ کے لئے بغض رکھے، اللہ کے لئے کسی کو عطا کرے اور اللہ کے لئے روکے تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام کے کفار کے مقابلہ پر سخت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کبھی کسی کافر پر رحم نہیں کرتے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس موقع پر اللہ و رسول کا حکم کفار پر سختی کرنے کا ہوتا ہے وہاں ان کو اپنے رشتے ناتے یا دوستی وغیرہ کے علاقے اس کام میں مانع نہیں اور جہاں تک ان کے ساتھ رحم و کرم کے معاملہ کا تعلق ہے وہ تو خود قرآن نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ جو کفار مسلمانوں کے درپے آزار اور

❶ سنن أبي داود: كتاب السنة، باب الدليل زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث: ٤٦٨١

مقاتلہ پر نہیں ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے بیشمار واقعات ہیں جن میں ضعیف ومجبور یا ضرورت مند کفار کے ساتھ احسان وکرم کے معاملات کئے گئے ہیں اور ان کے معاملہ میں عدل وانصاف کو برقرار رکھنا تو اسلام کا عام حکم ہے۔عین میدان کارزار میں بھی عدل وانصاف کے خلاف کوئی کارروائی جائز نہیں۔ ❶

جورحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے، وہ بولے: یا رسول اللہ! میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا:

مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ. ❷

ترجمہ: جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ. ❸

ترجمہ: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا۔

---

❶ معارف القرآن: ج۸ص۹۲

❷ صحيح البخاری: كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، رقم الحديث: ۵۹۹۷

❸ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة ،باب ما جاء فی المسلمين، رقم الحديث: ۱۹۲۲

تم زمین والوں پررحم کروآسمان والاتم پررحم کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ،اِرْحَمُوا مَنْ فِي الاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. ❶

ترجمہ: راحمون وہ لوگ ہیں جن پر رحمان رحم کرے،تم زمین والوں پر رحم کروآسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

رحمت وشفقت عطیہ خداوندی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ دیہاتی لوگ آئے،اور اُنہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اُنہوں نے کہا: بخدا ہم تو اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوَاَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ. ❷

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں اُس کا اختیار نہیں رکھتا کہ تمہیں عطا کردوں۔

ان آیات اوراحادیث سے معلوم ہوا کہ رحم دلی بہت ہی اہم وصف ہے،اس کو اپنے زندگیوں میں لائیں اورخلق خدا پر رحم کریں،اسلافِ امت نہایت رحم دل اورخلق خدا پر مہربان تھے۔

---

❶سنن الترمذی: أبواب البر والصلة ،باب ما جاء فی المسلمین،رقم الحدیث: ۱۹۲۴

❷صحیح البخاری: کتاب الأدب: باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته،رقم الحدیث: ۵۹۹۸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کافر پر رحم کرتے ہوئے معاف کر لینا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے، ایک درخت کے نیچے آرام کررہے تھے، آپ کی تلوار درخت پہ لٹک رہی تھی اتنے میں ایک بدو آیا جو غیر مسلم تھا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لی اور نیام سے نکال کر کہا:

مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی؟

آپ کو مجھ سے کون بچائیگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بچائیگا۔ اس جملے کی ایسی ہیبت تھی کہ وہ شخص کانپنے لگا اور اس کے ہاتھ سے تلوار نیچے گر گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی آپ نے فرمایا کہ اب تم بتاؤ تمہیں کون بچائیگا؟ اس نے کہا: کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو معاف کر کے چھوڑ دیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خلق خدا کی فکر مندی اور شفقت

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں) سخت قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہا جاتا ہے (رمادہ کے معنی ہلاکت ہیں یا راکھ۔ یعنی ہلاکت کا سال یا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہو گئے تھے) تو ہر طرف سے عَرَب کھچ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ان کے انتظام، اور ان میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا۔ ان لوگوں میں حضرت یزید بن اُختِ نَمِر، حضرت مسور بن مخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ شام کو یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے۔ ان میں سے ہر

❶ صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب من علق سیفه بالشجر فی السفر عند القائلة، رقم الحدیث: ۲۹۱۰

ایک آدمی مدینہ کے ایک کنارے پر مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثَنِیَّۃُ الْوَداع کے شروع سے لے کر رائج قلعہ، بنوحارثہ، بنوعبدالاشہل، بقیع اور بنوقریظہ تک ٹھہرے ہوئے تھے، اور ان میں سے کچھ بنوسلمہ کے علاقہ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے۔

ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں جو رات کا کھانا کھاتے ہیں ان کی گنتی کرو۔ چنانچہ اگلی رات گنتی کی تو ان کی تعداد سات ہزار تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ گھرانے جو یہاں نہیں آتے ہیں ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کرو۔ ان کو گنا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ پھر چند راتیں اور گزریں تو لوگ اور زیادہ ہوگئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ دس ہزار تھے اور دوسرے لوگ پچاس ہزار تھے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرمادیا۔ جب خوب بارش ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان انتظامی لوگوں میں سے ہر ایک کی قوم کے ذمّہ یہ کام لگایا کہ ان آنے والے لوگوں میں سے جو ان کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو ان کے دیہات کی طرف واپس بھیج دیں، اور انہیں زادِ راہ اور دیہات تک جانے کے لیے سواریاں بھی دیں، اور میں نے دیکھا کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی انھیں بھیجنے میں لگے ہوئے تھے۔ ان قحط زدہ لوگوں میں بھی موتیں بہت ہوئی تھیں۔ میرے خیال میں ان میں سے دو تہائی لوگ مرگئے ہوں گے اور ایک تہائی بچے ہوں گے۔ حضرت عمر کی بہت ساری دیگیں تھیں۔ پکانے والے لوگ صبح تہجد میں اٹھ کر ان دیگوں میں کرکور (ایک قسم کا دلیا) پکاتے، پھر

صبح یہ دلیا بیماروں کو کھلا دیتے۔ پھر آٹے میں گھی ملا کر ایک قسم کا کھانا پکاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر آگ پر اتنا جوش دیا جاتا کہ تیل کی گرمی اور تیزی چلی جاتی۔ پھر روٹی کا ثرید بنا کر اس میں یہ تیل بطورِ سالن کے ڈال دیا جاتا (چونکہ عرب تیل استعمال کرنے کے عادی نہیں تھے) اس لیے تیل استعمال کرنے سے ان کو بخار ہو جاتا تھا۔ قحط سالی کے اس تمام عرصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ اپنے کسی بیٹے کے ہاں کھانا کھایا اور نہ اپنی کسی بیوی کے ہاں، بلکہ ان قحط زدہ لوگوں کے ساتھ ہی رات کا کھانا کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (بارش بھیج کر) انسانوں کو زندگی عطا فرمائی۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیوہ عورت کے ساتھ ہمدردی وشفقت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاروں میں چکر لگا رہے تھے، لوگوں کی ضروریات معلوم کر رہے تھے کہ ایک نوجوان عورت ملی، جس پر حاجت مندی کے آثار نمایاں تھے، حیاوشرم سے کہنے لگی: اے امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہوگئی، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خدا گواہ ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مجھے ان بچوں کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے اور میں خفاف بن ایماء الغفار کی بیٹی ہوں، جو حدیبیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے، اور بشاشت وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: قریبی نسب پر خوش آمدید، خوش آمدید، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، اس پر دو بوریاں غلہ کی بھر کر لاد دیں، اور کپڑے اور ضروری سامان رکھا، پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: یہ لے جاؤ، یہ سامان ختم نہیں ہوگا تاوقتیکہ اللہ تعالی

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر، ج۳ص ۲۴۱

تمہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیں گئے۔ایک آدمی نے جو اس عطا و بخشش کو دیکھ رہا تھا، کہا کہ اے امیر المومنین! آپ نے اسکو بہت زیادہ دے دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا ناس ہو:

وَاللَّهِ إِنِّی لَأَرَی اَبَا هَذِهِ وَاَخَاهَا،قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ اَصْبَحْنَا نَسْتَفِیءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھتا تھا ان دونوں نے ایک مدت تک قلعہ کا محاصرہ رکھا تھا، پھر اس کو فتح کیا اور ہم لوگ اس میں ان کے حصے غنیمت کے طور پر دینے لگے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی ہمدردی وشفقت

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے ایک کمرہ (مہمانوں سے) بات چیت کے لئے خالی رکھا ہوا تھا، ایک آدمی ان کے پاس سے مینڈھا لے کر گزرا، انہوں نے مینڈھے والے سے پوچھا کہ تم نے یہ مینڈھا کتنے میں خریدا ہے؟

اس نے کہا: بارہ درہم میں، میں نے (دل میں) کہا:

لَوْ كَانَتْ مَعِی اثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا اشْتَرَيْتُ بِهَا كَبْشًا فَضَحَّيْتُ بِهِ وَأَطْعَمْتُ عِيَالِی، فَلَمَّا قُمْتُ اتَّبَعَنِی رَسُولُ عُثْمَانَ بِصُرَّةٍ فِيهَا خَمْسُونَ دِرْهَمًا، فَمَا رَأَيْتُ دَرَاهِمَ قَطُّ كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْهَا، أَعْطَانِی وَهُوَ لَهَا مُحْتَسِبٌ، وَأَنَا إِلَيْهَا مُحْتَاجٌ. ❷

ترجمہ: کاش کہ میرے پاس بھی بارہ درہم ہوتے تو میں بھی ایک مینڈھا خرید کر (عید

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، رقم الحدیث: ۴۱۶۰

❷ المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۹ ص ۴۲، رقم الحدیث: ۸۳۳۰

پر) قربان کرتا اور اپنے اہل وعیال کو کھلاتا۔ جب میں ان کے پاس سے کھڑا ہو کر اپنے گھر آیا تو انہوں نے میرے پیچھے ایک تھیلی بھیجی جس میں پچاس درہم تھے۔ میں نے ان سے زیادہ برکت والے درہم کبھی نہیں دیکھے۔ انہوں نے مجھے وہ درہم ثواب کی نیت سے دیئے اور مجھے ان دنوں ان دراہم کی شدید ضرورت تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک یتیم پر رحم

حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غریبوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور ان کا کھانا اکثر غریب لوگ ہی کھایا کرتے اور یہ بھوکے رہ جاتے، اس کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا، تو ان کی بیوی نے ان کے لئے کھجوروں کا شربت تیار کیا، جب یہ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو وہ ان کو یہ شربت پلا دیتیں، حضرت ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھانا عموماً اس وقت کھاتے جب ان کے دستر خوان پر کوئی یتیم ہوتا۔

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی دوپہر کا یا رات کا کھانا کھاتے تو اپنے آس پاس کے یتیموں کو بلا لیتے۔ ایک دن دوپہر کا کھانا کھانے لگے تو ایک یتیم کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا لیکن وہ یتیم ملا نہیں (اس لئے یتیم کے بغیر کھانا شروع کر دیا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے میٹھے ستو تیار کئے جاتے تھے جسے وہ کھانے کے بعد پیا کرتے تھے، چنانچہ وہ یتیم آ گیا اور یہ حضرات کھانے سے فارغ ہو چکے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں پینے کے لئے ستو کا پیالہ پکڑا ہوا تھا تو وہ پیالہ اس یتیم کو دے دیا اور فرمایا یہ لو۔ میرا خیال ہے کہ ہم نقصان میں نہیں رہے۔ ❶

❶ حلیة الأولیاء: ترجمة: عبداللّٰه بن عمر بن الخطاب، ج ١ ص ٢٩٨، ٢٩٩

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شفقت وسخاوت

حضرت ام بکر بنت رحمہا اللہ کہتی ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں بیچی اور یہ ساری رقم قبیلہ بنوزہرہ کے غریب مسلمانوں، مہاجرین اور حضور صلی اللہ علی وسلم کی ازواج مطہرات میں تقسیم کردی، اس میں سے کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجی۔ انہوں نے پوچھا: یہ مال کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے، پھر مال لے جانے والے نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے زمین بیچنے اور اس کی قیمت ساری تقسیم کر دینے کا قصہ بیان کیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

لَنْ یَّحْنُو عَلَیْکُمْ بَعْدِی إِلَّا الصَّالِحُوْنَ، سَقَی اللّٰہُ ابْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِیلِ الْجَنَّۃِ. ❶

ترجمہ: میرے بعد ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت کا معاملہ صرف صابر لوگ ہی کریں گے (پھر حضرت عائشہ نے دعا دی) اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پلائے۔

اسلافِ امت کے اس طرح کے متعدد واقعات ہیں، تو خوش نصیب ہے وہ انسان جو خلق خدا پر رحم کرے اور اُن کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا معاملہ کرے۔

۷.....قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا

ایک خوش نصیب انسان جس کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت وشفقت کی دُعا کی وہ ہے جو قرآن کریم کی تلاوت ترتیل وتجوید کے ساتھ کرے، حضرت عائشہ

❶ حلیۃ الأولیاء: ترجمۃ: عبدالرحمن بن عوف، ج ۱ ص ۹۸/معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم: ج ۱ ص ۱۲۱، رقم الحدیث: ۴۷۸

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کورات کوقراءت کرتے ہوئے سنا تو ارشاد فرمایا:

يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِى كَذَا وَكَذَا آيَةً، كُنْتُ اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا. ❶

ترجمہ: اللہ اس پر رحم کرے، یقیناً اس نے فلاں فلاں آیت یاددلائی جوفلاں فلاں سورت سے مجھ سے چھوٹی۔ (یعنی اِن کے پڑھنے سے مجھے مستحضر ہوگئی۔)

ایک خوش نصیب انسان جس کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعادی وہ ہے جوقرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو،تو قرآن کریم کی تلاوت ایک عظیم عبادت ہے،قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کی بڑی اہمیت وفضیلت بیان ہوئی ہے۔

فجر کے وقت کی تلاوت ملائکہ کی حاضری کا وقت ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ (الإسراء: ۷۸)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو،اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا اہتمام کرو۔یادرکھو کہ فجر کی تلاوت میں مجمع حاضر ہوتا ہے۔(یہ فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔)

قرآنِ کریم ایمان والوں کے لئے شفاءاوررحمت ہے

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ

❶ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب الأمر بتعهد القرآن......الخ، رقم الحديث: ۷۸۸

إِلَّا خَسَارًا﴾(الإسراء: ۸۲)

ترجمہ:اور ہم وہ قرآن نازل کررہے ہیں جو مؤمنوں کے لیے شفااور رحمت کا سامان ہے، البتہ ظالموں کے حصے میں اس سے نقصان کے سوا کسی اور چیز کا اضافہ نہیں ہوتا۔

جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اُس کی تلاوت کیجئے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ اِنَّ الصَّلَاۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِوَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُوَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

ترجمہ:(اے پیغمبر!) جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے اس کی تلاوت کرو، اور نماز قائم کرو، بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سب کو جانتا ہے۔

تلاوت، نماز اور انفاق والے نقصان نہیں اٹھائیں گے

وہ لوگ جو ایسی تجارت کرتے ہیں جسمیں خسارہ اور نقصان کا ذرا برابر امکان نہیں، اللہ تعالی نے انکی صفات بتائی ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ﴾(الفاطر: ۲۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور جنھوں نے نماز کی پابندی کر رکھی ہے، اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (نیک کاموں میں) خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔

قرآنِ کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کریں:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا. نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا. أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (المزمل: ۱ تا ۴)

ترجمہ: اے چادر میں لپٹنے والے، رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہو جایا کرو، رات کا آدھا حصہ، یا آدھے سے کچھ کم کرلو، یا اس سے کچھ زیادہ کرلو، اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

قرآنِ کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ آلٓمٓ حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ. ①

ترجمہ: جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ سارا "آلٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے۔ (یعنی الم پڑھنے پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔)

غور کریں کہ ایک حرف پر دس نیکیاں، اگر روزانہ ایک پارے کا اہتمام کریں تو کتنے حرف پڑھنے میں آئیں گے؟ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ کتنا ثواب ملے گا۔

① سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فيمن قرا حرفامن القرآن ماله من الأجر، رقم الحديث: ۲۹۱۰

قرآن مجید کی ایک آیت سیکھنا سو رکعات نفلی عبادت سے افضل ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

يَا اَبَا ذَرٍّ،لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ،خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ، وَلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ،عُمِلَ بِهِ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ،خَيْرٌ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ. ❶

ترجمہ: اے ابوذر! تو صبح کو جا کر کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھے یہ تیرے لیے سو رکعت نماز سے بہتر ہے اور تو صبح جا کر علم کا ایک باب سیکھے خواہ اس پر (اسی وقت) عمل کرے یا نہ کرے یہ تیرے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

ایک آیت سیکھنے میں کتنا ٹائم لگے گا، زیادہ سے زیادہ دس منٹ لیکن ثواب اتنا کہ سو رکعت سے زیادہ ثواب ہے۔

کتاب اللہ کی ہر ہر آیت ایک اونٹنی سے بہتر ہے

اسی طرح ایک اور حدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ ہم صفہ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ،اَوْ إِلَى الْعَقِيقِ،فَيَاْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ،وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟

ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ صبح بطحان کی طرف یا عقیق کی

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الإيمان،باب فضل من تعلم القرآن وعلمه،رقم الحديث: ٢٩١٠/
قال المنذری فی الترغيب والترهيب(١/٤٥)رواه ابن ماجه:باسنادحسن

طرف جائے اور وہ وہاں سے بغیر کسی گناہ اور بغیر کسی قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لے آئے؟

ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفَلا یَغْدُو اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَیَعْلَمُ، اَوْیَقْرَأُ آیَتَیْنِ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، خَیْرٌ لَہُ مِنْ نَاقَتَیْنِ، وَثَلَاثٌ خَیْرٌ لَہُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَاَرْبَعٌ خَیْرٌ لَہُ مِنْ اَرْبَعٍ، وَمِنْ اَعْدَادِھِنَّ مِنَ الْاِبِلِ. ❶

ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی صبح مسجد کی طرف نہیں جاتا ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں خود سیکھے یا سکھائے، یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور تین تین سے بہتر ہے اور چار چار سے بہتر ہے، اس طرح آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے قیامت کے دن فرشتوں کیساتھ ہوں گے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَھُوَ حَافِظٌ لَہُ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِی یَقْرَأُ، وَھُوَ یَتَعَاھَدُہُ، وَھُوَ عَلَیْہِ شَدِیْدٌ فَلَہُ اَجْرَانِ. ❷

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور قرآن کا ماہر ہو تو (قیامت کے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کیساتھ ہوگا، اور اس کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر اسطرح مشکل ہو تو اسکے لئے دوہرا اجر ہے۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءة القرآن فی الصلاۃ وتعلمه، رقم الحدیث: ۸۰۳

❷ صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب: یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا، رقم الحدیث: ۴۹۳۷

قرآن مجید سے محبوب کوئی چیز نہیں

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكُمْ لَنْ تَرْجِعُوا إِلَى اللّٰهِ بِشَيْءٍ اَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ خَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْآنَ. ❶

ترجمہ: بے شک تم قرآن مجید سے محبوب کوئی شئی لے کر اللہ تعالی کی طرف نہیں لوٹو گے۔

جس قدر تلاوت کی کثرت اُس قدر فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ. ❷

ترجمہ: جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر دس آیتیں پڑھے گا وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جو نماز میں کھڑے ہو کر سو آیتیں پڑھے گا وہ فرمانبرداروں میں لکھا جائے گا اور جو ایک ہزار آیتیں پڑھے گا وہ بیحد ثواب پانے والوں میں لکھا جائے گا۔

اللہ تعالی کے محبوب اور منتخب بندے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ.

ترجمہ: بے شک اللہ کے لیے لوگوں میں سے اہل ہیں۔

---

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، ج ۲ ص ۴۷۹، رقم الحدیث: ۳۶۵۱/قَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ. وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

❷ سنن أبي داود: کتاب الصلاۃ، باب تحزیب القرآن، رقم الحدیث: ۱۳۹۸

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هُمْ اَهْلُ الْقُرْآنِ، اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ. ❶

ترجمہ: وہ لوگ قرآن کے اہل ہیں، یہ اللہ کے اہل اور خاص بندے ہیں۔

یعنی جو قرآن پڑھنے پڑھانے والے اور قرآن سے وابستہ ہیں یہی لوگ اللہ کے منتخب اور خاص بندے ہیں۔ اسلافِ امت کا قرآن کریم کے ساتھ والہانہ تعلق تھا اور وہ نہایت کثرت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے، اُن کے شب وروز تلاوت میں گزرتے تھے۔

اسلاف امت کے کثرتِ تلاوت کے ایمان افروز واقعات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ آج رات میں مقام ابراہیم پر غالب رہوں گا، چنانچہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم پر پہنچا، میں وہاں کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے میری کمر پر ہاتھ رکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے سورہ فاتحہ شروع کی پھر پڑھتے رہے یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر دیا پھر رکوع سجدہ کیا:

فَبَدَاَبِاُمِّ الْقُرْآنَ فَقَرَاَ حَتّٰى خَتَمَ الْقُرْآنَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ. ❷

❶ سنن ابن ماجه: افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابه والعلم، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم الحديث: ۲۱۵

❷ معرفة الصحابة: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۱۷، رقم: ۲۷۷

ترجمہ: پس انہوں نے سورہ فاتحہ سے قرآن شروع کیا اور یہاں تک کہ قرآن مکمل کر دیا، رکوع کیا اور سجدہ کیا (یعنی نماز مکمل کی اور چلے گئے۔)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت میں مکمل قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں مکمل قرآنِ کریم تلاوت کیا کرتے تھے:

عَنْ ابْنِ سِیرِینَ أَنَّ تَمِیمًا الدَّارِیَّ کَانَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِی رَکْعَةٍ. ❶

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ایک رکعت میں پورا قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رات کو اس قدر روتے تھے کہ آپ کی بینائی میں فرق آ گیا تھا اور آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا، اور آپ نے اس آیت کو" وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ "کو بیس سے زائد مرتبہ دہرایا اور آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے:

اَنَّهُ قَامَ لَیْلَةً فِیْ جَوْفِ الْکَعْبَةِ فَقَرَاَالْقُرْآنَ فِیْ رَکْعَةٍ اَنَّهُ کَانَ یَخْتِمُ فِیْ کُلِّ لَیْلَتَیْنِ. ❷

ترجمہ: ایک رات آپ نے خانہ کعبہ کے اندر قیام کیا اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کیا۔ ویسے آپ کا معمول دو رات میں ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کرنے کا تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کرنا

اس امت میں چار ایسے حضرات بھی گزرے ہیں جنہوں نے ایک رکعت میں پورا قرآنِ کریم تلاوت کیا ہے، جن میں دو صحابہ میں سے تھے اور دو تابعین میں سے، صحابہ میں حضرت عثمان بن عفان اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما اور تابعین میں امام اعظم ابوحنیفہ

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: تمیم الداری أبو رقیة، ج ۲ ص ۴۴۵

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: سعید بن جبیر الکوفی، ج ۱ ص ۶۱

اورسعید بن جبیر رحمہما اللہ:

خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ يَقُولُ خَتَمَ القُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ أَرْبَعَةٌ مِنَ الأَئِمَّةِ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَتَمِيمُ الدَّارِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَأَبُو حَنِيفَةَ. ❶

امام علی اَزدی رحمہ اللہ کا رمضان میں ہر رات ختم قرآن

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ عَلِيٌّ الْاَزْدِيُّ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ. ❷

ترجمہ: امام علی ازدی رحمہ اللہ رمضان کی ہر رات میں ایک قرآنِ کریم تلاوت کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابراہیم کا ہر دن ایک قرآن کریم کی تلاوت

كَانَ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ يَصُومُ الدَّهْرَ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. ❸

ترجمہ: حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہر دن رات میں ایک قرآنِ کریم تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر بن حسین رحمہ اللہ کا ہر رات ایک قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت عمر بن حسین رحمہ اللہ رمضان میں ہر رات ایک قرآنِ کریم تلاوت کیا کرتے تھے، ان کا رمضان میں معمول تھا:

---

❶ تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۵۵/أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ج ۱ ص ۵۶/تهذیب الکمال فی أسماء الرجال: ج ۲۹ ص ۴۳۶

❷ مصنف ابن أبی شیبة: کتاب الصلاة، باب من رخص أن یقرا القرآن فی لیلة وقراء ته فی رکعة، ج ۲ ص ۲۴۳، الرقم: ۸۵۹۵

❸ شعب الإیمان: تعظیم القرآن، ج ۳ ص ۴۸۹، الرقم: ۱۹۹۶

يَسْتَفْتِحُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ.❶

ترجمہ: ہر رات ایک قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا رمضان المبارک میں ساٹھ ختم قرآن

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ رمضان المبارک میں ساٹھ قرآنِ کریم تلاوت کرتے تھے، روزانہ ایک دن میں، اور ایک رات میں:

كَانَ الشَّافِعِيُّ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ سِتِّينَ خَتْمَةً.❷

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کا ہر شب میں ختم قرآن

حضرت امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ سفر وحضر میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے، اور روزانہ رات کو ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے:

يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ قَالَ: صَحِبْتُ وَكِيعًا فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَكَانَ يَصُومُ الدَّهْرَ، وَيَخْتِمُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ.❸

بیس سال تک روزانہ ایک ختم قرآن

امام یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَقَامَ يَحْيَى الْقَطَّانُ عِشْرِينَ سَنَةً يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.❹

ترجمہ: امام یحیی بن سعید القطان رحمہ اللہ کا بیس سال تک معمول رہا ہے کہ وہ روزانہ ایک قرآنِ کریم تلاوت کرتے تھے۔

---

❶ شعب الإيمان: تعظيم القرآن، ج٣ص ٤٨٩، الرقم: ١٩٩٧

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمد بن ادريس بن العباس بن عثمان، ج ٥١ ص ٣٩٢

❸ صفة الصفوة: ترجمة: وكيع بن الجراح بن مليح، ج٢ ص ٩٩

❹ تهذيب الاسماء واللغات: ترجمة: يحيى بن سعيد القطان، ج ٢ ص ١٥٤، الرقم: ٦٨٣

چالیس سال تک روزانہ ایک ختم قرآن

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ متعدد وجوہ سے یہ بات منقول ہے کہ امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ چالیس سال تک روزانہ ایک قرآنِ کریم تلاوت کرتے تھے:

وُجُوهٍ مُتَعَدِّدَةٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بنَ عَيَّاشٍ مَكَثَ نَحواً مِنْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَرَّةً. ❶

امام ابن الحدّاد رحمہ اللہ کا روزانہ ایک ختم قرآن

امام محمد بن احمد بن محمد مصری المعروف امام ابن الحداد رحمہ اللہ کثرت سے عبادت وریاضت کرتے تھے اور روزانہ ایک قرآن کریم تلاوت کیا کرتے تھے:

يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ، وَيَصُوْمُ يَوْماً وَيُفْطِر يَوْماً. ❷

اس طرح کے بیسوں واقعات ہیں کہ اسلاف امت نے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے زندگی گزاردی، تو ایک خوش نصیب وہ ہے جو قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرے اور اپنے شب وروز کو تلاوت میں گزارے۔

۸......تکلیفوں پر صبر کرنے والا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یوم حنین میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں حصے تقسیم فرمائے۔ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی اتنے ہی دیئے اور دوسرے معززین عرب کو بھی حصے دیئے اور ان کو حصے دینے میں ترجیح دی، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف کو بروئے کار نہیں لایا گیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نظر نہیں رکھی گئی، تو میں نے کہا اللہ کی قسم! رسالت مآب کو اس کی اطلاع دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے جا کر سرور عالم

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبوبكر بن عياش بن سالم، ج۸ ص ۵۰۳، الرقم: ۱۳۱

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن أحمد بن محمد، ج ۱۵ ص ۴۴۶، الرقم: ۲۵۶

سے پورا ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اگر انصاف نہ کریں گے تو اور کون ہے جو انصاف کرے گا، اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں تو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی اور انہوں نے صبر سے کام لیا۔

تو آٹھواں خوش نصیب انسان جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی وہ یہ کہ جو تکلیفوں اور مصائب پر صبر کرنے والا ہو، اس کو جب کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ سے شکوہ وشکایت نہیں کرتا بلکہ صبر سے کام لیتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں صبر کے بڑے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتے ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ. الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۶،۱۵۷)

ترجمہ: اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب فرض الخمس، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ، رقم الحديث: ۳۱۵۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالی کے اس قول میں فرماتے ہیں:

اَخْبَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُؤْمِنِينَ اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلَاءٍ وَاَنَّهُ مُبْتَلِيهِمْ فِيهَا، وَاَمَرَهُمْ بِالصَّبْرِ وَبَشَّرَهُمْ، فَقَالَ: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ ثُمَّ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُ هٰكَذَا فَعَلَ بِاَنْبِيَائِهِ وَصَفْوَتِهِ يُطَيِّبُ نُفُوسَهُمْ، فَقَالَ: ﴿مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا﴾ (البقرة: ۲۱۴) ❶

ترجمہ: اللہ سبحانہ نے مؤمنین کو خبر دی کہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے اور انکو اس میں مبتلا کریں گے اور انکو صبر کا حکم دیا اور انکو خوشخبری دی کہ ان کو خوشخبری سنا دو، پھر اللہ نے انکو خبر دی کہ اسطرح اپنے انبیاء اور چنے ہوئے لوگوں سے کیا ہے اور ان کے نفسوں کو پاک کیا ہے، فرمایا: ان پر سختیاں اور تکلیفیں آئیں اور انہیں ہلا ڈالا گیا۔

اے ایمان والوں! صبر اختیار کرو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اختیار کرو، مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ، اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جمے رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

قرآنی اصطلاح میں صبر بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے، اس کی ایک قسم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استقامت کا مظاہرہ ہے، دوسری قسم گناہوں کے لئے اپنی خواہشات کو دبانا ہے اور تیسری قسم تکلیفوں کو برداشت کرنا ہے یہاں ان تینوں قسموں کے صبر کا حکم دیا گیا ہے، اور سرحدوں کی حفاظت میں جغرافی سرحدوں کی حفاظت بھی داخل ہے اور نظریاتی

---

❶ تفسیر الطبری: البقرة، ج۳ص ۱۹۴، الرقم: ۲۳۲۵

حفاظت بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ❶

صبر کرنے والوں کے لئے بہترین بدلہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۶)

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائے گا، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے، اور جن لوگوں نے صبر سے کام لیا ہوگا ہم انہیں ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے۔

صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ اَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو، بھلائی انہی کی ہے جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے، اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے، جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا۔

مصائب سے گناہ معاف ہو جاتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۸۱

وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ. ❶

ترجمہ: مؤمن مرد یا مؤمن عورت کے جسم، مال اور اولاد میں مصائب مسلسل آتی رہیں گی حتی کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ. ❷

ترجمہ: مسلسل بندے پر مصائب اور تکلیفیں آتی ہے حتی کہ اسکو اس حال میں چھوڑ دیتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔

بخار سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام صائب رضی اللہ عنہا کے پاس (جو تپ ولرزہ میں مبتلا تھیں) تشریف لائے اور (ان کی حالت دیکھ کر) یہ تمہیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبِّي الْحُمَّى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. ❸

ترجمہ: بار کو برا مت کہو کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اسی طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۹

❷ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۸

❸ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ......الخ، رقم الحدیث: ۲۵۷۵

اللہ تعالی محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: جب اللہ تعالی اپنے بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسکو دنیا میں ہی جلدی عذاب دیتا ہے، اور جب اللہ تعالی اپنے بندے سے شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا روک دیتا ہے حتی کہ قیامت کے دن اسکو پورا پورا دیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ. ❷

ترجمہ: یقیناً بڑا بدلہ بڑی آزمائش کیساتھ ملتا ہے، اور اللہ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، پس جو اِس پر راضی ہوا تو اسی کیلئے رضامندی ہے اور نراض ہو تو اسی کیلئے ناراضگی ہے۔

جنت کو مشقتوں سے ڈھانپا گیا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ، وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ. ❸

ترجمہ: جنت کو مشقتوں اور مصائب سے ڈھانپا گیا اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحديث: ٢٣٩٦

❷ سنن الترمذی: أبوا ب الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحديث: ٢٣٩٦

❸ صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، رقم الحديث: ٢٨٢٢

اولاد کے وفات پانے پر صبر کرنے پر اجر

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کی اولاد مر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کی اولاد کی روح قبض کی؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ جی ہاں! پھر پوچھتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کا جگر کا ٹکڑا قبض کیا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ آپ کی تعریف کی اور (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) پڑھا، تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُبْنُوا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَیْتَ الْحَمْدِ. ❶

ترجمہ: میرے اس بندے کیلئے جنت میں گھر بنادو اور اسکا نام بیت الحمد رکھو۔

صبر کرنے والا کامیاب ہے

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ السَّعِیدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِیدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِیدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنْ ابْتُلِیَ فَصَبَرَ فَوَاهًا. ❷

ترجمہ: بیشک باسعادت شخص وہ ہے جو فتنوں سے بچا رہا، بیشک سعید شخص وہی ہے جو فتنوں سے بچا رہا، بیشک خوش بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچا رہا اور جو فتنوں میں مبتلا ہو گیا پھر اس نے صبر کیا تو اس کے کیا کہنے (وہ تو کامیاب ہے۔)

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب فضل المصیبة إذا احتسب، رقم الحدیث: ۱۰۲۱

❷ سنن أبی داود: کتاب الفتن والملاحم، باب فی النهی عن السعیة فی الفتنة، رقم الحدیث: ۴۲۶۳

ان تمام آیات واحادیث میں جس چیز کا حکم دیا گیا وہ صبر ہے کہ انسان پر جب بھی کوئی تکلیف، آزمائش اور مصیبت آئے تو اللہ کی طرف رجوع کرے، اللہ سے مدد مانگے اوراس پرصبر کرتا رہے۔ حضرات صحابہ کرام اورسلف پر بڑی آزمائشیں آئیں اورانہوں نے ہمیشہ صبر کیا۔

چچا کی شہادت پرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت اورصبر کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہ بن عبدالمطّلب رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دردناک منظر دیکھا کہ اس سے زیادہ دردناک منظر کبھی نہ دیکھا تھا، آپ نے دیکھا کہ ان کے کان، ناک وغیرہ اعضا کاٹ دیے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ، فَقَدْ كُنْتَ وَصُولًا لِلرَّحِمِ، فَعُولًا لِلْخَيْرَاتِ، وَلَوْلَا حُزْنُ مَنْ بَعْدَكَ عَلَيْكَ لَسَرَّنِي اَنْ اَدَعَكَ حَتّٰى تَجِيءَ مِنْ اَفْوَاجٍ شَتّٰى.

ترجمہ: اللہ کی رحمت تم پر ہو! جہاں تک مجھے معلوم ہے تم صلہ رحمی کرنے والے اور بہت زیادہ نیکیاں کرنے والے تھے، اللہ کی قسم! اگر تمہارے بعد والے رشتہ داروں کے رنج وغم کے زیادہ ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو میری خوشی اس میں تھی کہ میں تمھیں یہاں ایسے ہی چھوڑ دیتا (اور دفن نہ کرتا اور تمھیں درندے کھا جاتے یوں تمہاری قربانی اور بڑھ جاتی) تاکہ اللہ تعالیٰ تمھیں درندوں کے پیٹوں میں سے جمع کرکے اٹھاتا۔

اسی جگہ کھڑے تھے، پھر فرمایا:

وَاللّٰهِ لَاُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِينَ مِنْهُمْ مَكَانَكَ.

اللہ کی قسم! ان کافروں نے جیسے تمہارے ناک، کان اعضا کاٹے ہیں میں ان میں سے ستّر کافروں کے ناک، کان اعضا کاٹوں گا۔

اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾ (النحل: ۱۲۶)

ترجمہ: اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی، اور اگر صبر ہی کر لو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس قسم کو پورا نہ کیا بلکہ اس کا کفارہ ادا کیا۔ ❶

یہ تھے صبر کرنے والے، بعد میں جب چچا کے قاتل نے اسلام قبول کیا تو آپ نے اُسے معاف کر دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹے کے انتقال پر صبر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے بے قطار آنسوں بہنے لگ گئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ. ❷

ترجمہ: بے شک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور دل غمگین ہیں، ہم رب کی رضامندی کے علاوہ کچھ نہیں کہتے، اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔

جگر کے ٹکڑے کا انتقال ہوا، پھر بھی آپ کا صبر و تحمل امت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

---

❶ المعجم الكبير: باب الحاء، ج۳ص ۱۴۳، رقم الحديث: ۲۹۳۷

❷ صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم إنا بك لمحزونون، رقم الحديث: ۱۳۰۳

دو بیٹوں کی شہادت پر حضرت زینب بنت اُم سلمہ کا صبر وتحمل

حضرت زینب بنت ام سلمہ مشکلات ومصائب کو صبر وتحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے میں بڑے بلند مرتبے پر فائز تھیں، حسن بصری رحمہ اللہ کے اس بیان سے ان کے مقام کا پتہ چلتا ہے جو انہوں نے حرہ کے واقعے کے بارے میں ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: حرہ کے دن اہل مدینہ کو قتل کیا گیا، مقتولین میں حضرت زینب کے دو بیٹے بھی تھے، جب دونوں کی لاشیں ان کے سامنے لاکر رکھی گئیں، تو انہوں نے ” إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ “ پڑھتے ہوئے اور اپنے بیٹوں کے لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! تمہارا یہ انجام میرے لیے بلا شبہ بہت بڑی مصیبت ہے۔ پھر ایک بیٹے کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میرے اس بیٹے کا غم تو مجھے کبھی نہیں بھولے گا، اس بیچارے کا کیا قصور تھا، یہ تو گھر سے نکلا ہی نہیں تھا کم بختوں نے گھر میں گھس کر اس مظلوم کو قتل کر دیا۔ حضرت زینب کے صبر وتحمل کا اندازہ اس واقعے سے لگائیں کہ ایک ہی دن دونوں جوان بیٹوں کی شہادت ہوگئی، اپنے ایک بیٹے کے بارے میں کہا مجھے امید ہے کہ میرا اللہ اسے جنت میں جگہ عطا کرے گا۔ اور یہ میرا دوسرا بیٹا اس کی طرف کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نے تو دشمن سے پنجہ آزمائی کی تھی میں نہیں جانتی کہ کیا ہوا، یہ مصیبت میرے لیے بہت بڑی ہے۔ [1]

ایک خاتون کے تین بیٹے، شوہر اور بیٹی کے انتقال کے باوجود صبر وتحمل

حضرت ابوالحسن سراج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، میں طواف کر رہا تھا میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرہ کا حسن چمک رہا تھا، میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی، یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس

[1] تاريخ الإسلام: سنة ثلاث وستين، قصة الحرة، ج ۵ ص ۲۵

وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج وغم نہیں پہنچا، اس نے میری یہ بات سن لی، کہنے لگی: تم نے یہ کیا کہا، واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا، میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی: میرے خاوند نے قربانی کی، ایک بکری ذبح کی، میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا، میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی؟ اس نے کہا: بتاؤ، تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا، پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا، وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھالیا، باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈ ھتے ڈھونڈ ھتے پیاس کی شدت سے مر گیا، میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے، تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولھے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی، اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس اس پر گر گئی، جس سے اس بچے کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔ میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی۔ مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھے اکیلی کو چھوڑ دیا، میں نے کہا ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا؟ وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت دوری پائے گا، صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا، پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے، اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی

فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی۔ میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتے تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا، اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔ ❶

اس طرح کے متعدد واقعات ہیں کہ اسلافِ امت نے ہمیشہ مصائب میں صبر و تحمل سے کام لیا، تو ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری زندگی بھی اِسی طرح گزرے، اور ہم بھی رحمتِ الٰہی اور بے پناہ اجر و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔

۹......حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے والا ہو

ایک خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنی زندگی میں حقوق العباد کا اہتمام کرنے والا ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا کَانَتْ لِاَخِیہِ عِنْدَہُ مَظْلِمَۃٌ فِی عِرْضٍ اَوْ مَالٍ، فَجَاءَہُ فَاسْتَحَلَّہُ قَبْلَ اَنْ یُؤْخَذَ وَلَیْسَ ثَمَّ دِینَارٌ وَلَا دِرْھَمٌ، فَإِنْ کَانَتْ لَہُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِہِ، وَإِنْ لَمْ تَکُنْ لَہُ حَسَنَاتٌ حَمَّلُوہُ عَلَیْہِ مِنْ سَیِّئَاتِہِ. ❷

ترجمہ: اللہ اس شخص پہ رحم فرمائے کہ جس نے اپنے بھائی پہ کوئی ظلم کر دیا اس کی عزت کے بارے میں یا اس کے مال کے بارے میں۔ پس اسے چاہیے کہ وہ آئے اور اس دن کے آنے سے پہلے پہلے اپنے حق کو معاف کر دے کہ قیامت کے دن نہ دینار کام آئے گا نہ درہم کام آئے گا۔ اگر اس کی نیکیاں ہوں گی اِس کے ہاتھ سے لے لی جائیں گی جس پہ ظلم کیا ہے اُن کو دے دی جائیں گی۔ اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں تو ان کی برائیوں کو اِس کے اوپر ڈال دیا جائے گا۔

❶ روض الریاحین: الحکایۃ التاسعۃ والثمانون، ص ۱۲۶

❷ سنن الترمذی: أبواب صفۃ القیامۃ والرقاق والورع، باب ما جاء فی شأن الحساب والقصاص، رقم الحدیث: ۲۴۱۹

تو آخری خوش نصیب وہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ انسان قیامت کے آنے سے پہلے پہلے اگر اس کے اوپر کسی کا حق بنتا ہے وہ دنیا میں اس کا حق ادا کردے، کوئی مالی یا جانی حق ہے، کسی کو گالم گلوچ دی ہے، بہتان لگایا ہے، یا کسی کو برا بھلا کہا ہے تو دنیا میں اُس سے معافی مانگ لیں، اس لئے کہ قیامت کا جو دن ہوگا اس میں پیسے نہیں دیئے جائیں گے پھر اعمال دیئے جائیں گے، پھر جس آدمی نے دوسرے پہ ظلم کیا ہوگا اس کی نیکیاں اللہ اِس شخص کو دے گا جس پر اس نے ظلم کیا، جب اس کی یہ نیکیاں ختم ہوجائیں گی اور اس کا مطالبہ کرنے والے لوگ زیادہ ہوں گے تو اُن کے گناہ رب العالمین اِس پہ ڈال دے گا کہ وہ شخص کہ جو نیکیوں کا اَنبار لے کر آیا تھا لیکن حقوق العباد میں کمی کوتاہی کے سبب سب تقسیم ہوگئیں، اب گناہ کا بوجھ اس پہ ڈال دیا جائے گا اور گھسیٹ کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا، تو حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے، بعض لوگ ماشاء اللہ حقوق اللہ کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، نماز کا، عبادت کا، تلاوت کا، لیکن حقوق العباد میں کمی کوتاہی کرتے ہیں، اس لئے انسان کوشش کرے اگر کسی بندے کا کوئی حق اس سے وابستہ ہے تو دنیا میں اس کو ادا کردے، خاص طور پہ کوئی مالی حق ہے، کسی کا قرض ہے تو اس کی ادائیگی دنیا میں کردے تاکہ آخرت کی رسوائی و عذاب سے محفوظ ہوجائے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بھی حقوق العباد میں کوتاہی پر سخت وعیدیں آئیں ہیں۔

دوسروں کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ

تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ (النساء: ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضا مندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے۔)

قوم شعیب کی ہلاکت کا سبب

قوم شعیب کے معاملات کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی، ارشاد فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ. الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ. وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ. أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ. لِيَوْمٍ عَظِيمٍ. يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ.﴾ (المطففين: ۱ تا ۵)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں، اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ایک بڑے زبردست دن میں جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

مسلمان کا مال دبانے کا وبال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

ترجمہ: جس کسی آدمی نے کسی حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبانے کے لئے قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر اللہ ناراض ہوگا۔

روای کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حاضرین کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ابوعبدالرحمٰن نے تم سے کیا بیان کیا ہے، انہوں نے کہا کہ اس طرح، حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن نے سچ فرمایا ہے اس حدیث کا تعلق مجھ سے ہے، یمن میں میرے اور ایک آدمی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، یہ جھگڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی سے قسم لے لو، میں نے عرض کیا وہ تو جھوٹی قسم اٹھالے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ ،يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. ❶

ترجمہ: جو آدمی کسی مسلمان کا مال دبانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے گا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی اس پر غضب ناک ہوگا، پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (آل عمران:۷۷)

ناحق کسی کا مال کھانے والے پر جنت حرام ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ،فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ ،وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ،فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ:وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

ترجمہ: جس آدمی نے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارا تو اللہ اس کے لئے دوزخ کو لازم

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، رقم الحديث: ١٣٨

کردے گا اور اس پر جنت کو حرام کردے گا ،ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ معمولی چیز ہو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ اَرَاكٍ. ❶

ترجمہ: اگرچہ وہ پیلو درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟

ترجمہ: کیا تمہیں معلوم ہے میری امت کے مفلس کون ہے؟

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا:

اَلْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لا دِرْهَمَ لَهُ وَلا مَتَاعَ.

ترجمہ: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ ہی سازوسامان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِي يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلاةٍ،وَصِيَامٍ،وَزَكَاةٍ،وَيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هَذَا،وَقَذَفَ هَذَا،وَاَكَلَ مَالَ هَذَا،وَسَفَكَ دَمَ هَذَا،وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ،وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ،فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ اَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ،ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ. ❷

❶صحيح مسلم: كتاب الإيمان،باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار،رقم الحديث:١٣٧

❷صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب تحريم الظلم،رقم الحديث: ٢٥٨١

ترجمہ: قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جونماز روزے زکوۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، اور کسی کا مال کھایا ہوگا، اور کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا، تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں، تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کی کوتاہی کرنے والا بڑا سخت عذاب کا مستحق ہے، اس لیے اس کا خاص خیال رکھیں بسا اوقات جسے انسان معمولی سمجھ کر نظر انداز کر لیتا ہے، وہی عذاب الٰہی کا سبب بن جاتا ہے۔

دانتوں میں خلال کے لیے تنکا اٹھائے جانے پر ستر سال سے عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آواز دی کہ اے قبر والے! اللہ کے حکم سے اُٹھو، تو ایک شخص قبر سے نکلا اور کہا کہ اے روح اللہ! آپ کو مجھ سے کیا کام تھا؟ میں تو ستّر سال سے حساب میں پھنسا ہوا ہوں، ابھی آواز آئی کہ روح اللہ کی آواز کا جواب دو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ستّر سال سے حساب دے رہے ہو یقیناً تمہارے گناہ اور نافرمانیاں بہت ہوں گی، بتاؤ تم کیا کرتے تھے؟

اس نے کہا: اے روح اللہ! اللہ کی قسم! میں لوگوں کی لکڑیاں سر پر اُٹھا کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا کرتا تھا اور اس محنت مزدوری سے حلال کھاتا تھا، اور صدقہ خیرات کیا کرتا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا عجیب بات سنا رہے ہو؟ اپنے سر پر لکڑیاں

لے جانے کا کام کر کے حلال کھاتے تھے، صدقہ کرتے تھے اور ستّر سال سے حساب دینے میں لگے ہوئے ہو؟ اس نے کہا:

یا رُوحُ اللّٰہِ کَانَ مِن تَوبِیخِ رَبّی لِی أَن قَالَ اَکتَرَاکَ عَبْدِی لِتَحْمِلَ لَهُ حَزْمَةً فَأَخَذْتُ مِنهَا عُودًا فَتَخَلَّتُ بِهِ وَأَلْقَیتُهُ فِی غَیرِ مَکَانِهِ اِمْتِحَانًا مِنکَ بِی وَأَنتَ تَعلَمُ أَنِی أَنَا اللّٰهُ اَلْمُطلِعُ عَلَیکَ وَأَرَاکَ. ❶

ترجمہ: اللہ نے مجھے یہ کہہ کر پکڑ لیا کہ تم نے ایک دفعہ میرے ایک بندے کی لکڑیاں اُٹھائی تھیں تو اس سے تم نے ایک تنکا توڑا تھا اور اس سے دانت میں خلال کر کے اسے لکڑیوں کے درمیان رکھنے کے بجائے پھینک دیا تھا، اور تو مجھ سے ڈرا نہیں تھا، حالانکہ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں تمہاری اس خیانت کے بارے میں خوب واقف ہوں، اور تمہیں دیکھ رہا ہوں۔

بیوہ کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے کا انجام

رانا آصف نے غریب بیوہ عورت کے پلاٹ پر زبردستی قبضہ کیا، تو اس عورت نے بہت واویلا کیا اور اپنا دوپٹہ پھیلا کر بددعا دی کہ اللہ کرے اس پلاٹ میں تمہارے بیٹے کی قبر بنے۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ رانا آصف نے جی ٹی روڈ پر کاموںکے سے ذرا آگے ایک سی این جی سٹیشن کے قریب ایک پلاٹ کا سودا کیا اور وہاں سی این جی سٹیشن بنانے کا پروگرام بنالیا، پڑوس کے سی این جی سٹیشن کے مالکان نے اس کا برا منایا اور رانا آصف کو وارننگ دی کہ وہاں سی این جی اسٹیشن نہ بنائے، ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا، لیکن رانا نے ان کی دھمکی کو چنداں اہمیت نہ دی اور اپنے پروگرام پر عمل کرتا رہا، تا آنکہ تقریباً ایک سال پہلے اس کا اکلوتا بیٹا اپنی پجارو میں سمبڑیال جارہا تھا، جب کسی

❶ التذکرة للقرطبی: باب ما جاء فی تطایر الصحف عند العرض والحساب، ص ۶۱۸

دشمن نے اس پر نہر اپر جناب کے قریب اندھا دھند فائرنگ کر دی اور پجارو کے اندر ہی اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا اور مظلوم بیوہ عورت کی بددعا انتہائی دردناک صورت میں اس طرح پوری ہوئی کہ رانا آصف کی بیوی کے اصرار پر ان کے اکلوتے بیٹے کی قبر اسی پلاٹ میں ٹاوروں کے نیچے تیار ہوئی۔

رانا آصف اس قدر شقی القلب اور بے حس تھا کہ اکلوتے بیٹے کی انتہائی ہولناک موت کے بعد بھی اس نے صورت حال سے کوئی عبرت حاصل نہ کی، وہ سوگ کے دنوں میں بھی بے تکلف دوستوں کے ساتھ چہلیں کرتا رہتا اور لطیفے سنتا اور سناتا رہتا تھا، نرمی، گداز اور خوفِ خدا گویا اس کی سرشت ہی میں نہ تھے۔

اور اکتوبر کی بات ہے کہ وہ زمین کے مقدمے ہی کے سلسلے میں حافظ آباد گیا تھا، اس نے اپنی پجارو میں سفر کیا تھا اور دو گارڈ اس کے ساتھ تھے، وہ حافظ آباد کے بارروم میں براجمان تھا، اس کے دونوں گارڈ باہر بیٹھے ہوئے تھے، اور وہ بے فکری سے دوستوں کے ساتھ قہقہے لگا رہا تھا کہ اچانک ایک نوجوان اندر داخل ہوا، سیدھا رانا آصف کے پاس گیا اور اس کی کنپٹی پر گولی مار کر چشم زدن میں باہر بھاگ گیا، گارڈ اندر آئے تو رانا خون میں لت پت تڑپ رہا تھا، فوراً ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

مزید خوفزدہ کر دینے والی بات یہ ہے کہ رانا کی بیوی کی خواہش پر اس کی قبر بھی بیوہ عورت والے پلاٹ میں بیٹے کے پہلو میں بنائی گئی، مظلوم عورت نے ایک قبر کے لئے بددعا کی تھی، اللہ کے غضب نے باپ کو بھی وہیں گاڑھ دیا اور ایک کے بجائے دو قبریں بنا دیں، قرآن پاک کا فیصلہ کس قدر اٹل ہے ﴿إِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، اور رانا آصف کا انجام اس کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ (1)

(1) مکافات عمل: ص ۱۳۳، ۱۳۴

تو حقوق العباد کا معاملہ نہایت محتاط ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے لئے رحمت الٰہی کی دعا فرمائی جو حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرے، اور محتاط طرزِ زندگی گزار کر اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی اور رضا حاصل کر لے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو یہ نو اعمال واوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ دُعائے نبوت سے ہم بھی فیضیاب ہو جائیں۔ آمین

٦١......قرآن کریم کی مختلف سورتوں اور مخصوص آیات کے فضائل

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِینُہُ وَنَسْتَغْفِرُہُ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ،وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہُ،وَأَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَاشَرِیکَ لَہُ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ.أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ.

قَالَ اللّٰہُ تبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿وَلَقَدْ آتَیْنَاکَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِی وَالْقُرْآنَ الْعَظِیمَ ﴾(الحجر:٨٧)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَاقَالَ :بَیْنَمَا جِبْرِیلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَقِیضًا مِنْ فَوْقِہِ، فَرَفَعَ رَأْسَہُ،فَقَالَ:ھَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْیَوْمَ لَمْ یُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْیَوْمَ،فَنَزَلَ مِنْہُ مَلَکٌ،فَقَالَ:ھَذَا مَلَکٌ نَزَلَ إِلَی الْأَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْیَوْمَ،فَسَلَّمَ،وَقَالَ:أَبْشِرْ بِنُورَیْنِ أُوتِیتَھُمَا لَمْ یُؤْتَھُمَا نَبِیٌّ قَبْلَکَ :فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ،وَخَوَاتِیمُ سُورَۃِ الْبَقَرَۃِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْھُمَا إِلَّا أُعْطِیتَہُ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابل صداحترام بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!

آج کے وعظ میں قرآن مجید کی مختلف سورتوں اور مخصوص آیات کے فضائل کا تذکرہ ہوگا،ویسے تو پورا قرآن مجید پڑھنے کی ایک الگ ہی فضیلت ہے لیکن بعض منتخب سورتوں اورآیات کے فضائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں،ذیل میں انہی کا تذکرہ کیا جائے گا۔

❶صحیح مسلم :کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل الفاتحہ......الخ، رقم الحدیث:٨٠٦

سورہ فاتحہ کے فضائل

قرآن مجید کی عظیم سورت

حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں ایک دن نماز ادا کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا، میں نے جواب نہیں دیا، نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا اس لئے حاضر ہونے میں تاخیر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ‘‘ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب تم کو اللہ کا رسول بلائے تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبل اس سے کہ میں مسجد سے جاؤں تم کو قرآن پاک کی ایک ایسی سورت بتاؤں گا جو (کہ ثواب کے لحاظ سے) سب سے بڑی ہے، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور باہر جانے لگے، میں نے یاددہانی کرائی تو ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ. ❶

ترجمہ: وہ الحمد کی سورت ہے اور اس میں سات آیات ہیں، ان سات آیات کو بار بار پڑھا جاتا ہے، اِن کو سبع مثانی کہتے ہیں اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

سورہ فاتحہ اللہ اور بندوں کے درمیان تقسیم ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: ’’قَسَمْتُ الصَّلَاةَ

❶ صحيح البخاری: كتاب تفسير القرآن، باب ماجاء في فاتحة الكتاب، رقم الحديث: ۴۴۷۴

بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ" نماز (یعنی سورت فاتحہ) میرے اور میرے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کردی گئی ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔ جب بندہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری حمد بیان کی اور جب وہ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب وہ "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور ایک بار فرماتا ہے میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیئے، اور جب وہ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا ہے، جب وہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ (1)

دو عظیم نور جو پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اوپر سے ایک آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دروازہ آسمان کا ہے جسے صرف آج کے دن کھولا گیا اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا، پھر اس سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فرشتہ

(1) صحیح مسلم: كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فى كل ركعة......الخ، رقم الحديث: ۳۹۵

جو زمین کی طرف اترا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترا، اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا:
أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ :فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ. ❶

ترجمہ: آپ کو ان دونوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو دیئے گئے جو کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسری سورۃ البقرہ کی آخری آیات، آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو اس کے مطابق دیا جائے گا۔

ایسی سورت جو پچھلی کسی بھی آسمانی کتابوں میں نہیں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لے گئے، وہ نماز پڑھ رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کا نام لے کر پکارا وہ ایک لمحے کو متوجہ ہوئے لیکن جواب نہیں دیا اور نماز مختصر کر کے فارغ ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دے کر فرمایا: ابی! جب میں تمہیں آواز دی تھی تو تمہیں اس کا جواب دینے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نماز میں تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی "﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ (الأنفال: ۲۴) اللہ اور رسول جب تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جس میں تمہاری حیات کا راز پوشیدہ ہے تو ان کی پکار پر لبیک کہا کرو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیوں نہیں، میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل الفاتحۃ وخواتیم سورۃ البقرۃ، رقم الحدیث: ۸۰۶

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تُحِبُّ أَنْ أُعَلِّمَكَ سُورَةً لَمْ يَنْزِلُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الفُرْقَانِ مِثْلُهَا.

ترجمہ: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں کوئی ایسی سورت سکھا دوں جس کی مثال تورات، زبور، انجیل اور خود قرآن میں بھی نازل نہیں ہوئی؟

میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ میں نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر سنادی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاأُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَافِي الْإِنْجِيلِ وَلَافِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الفُرْقَانِ مِثْلُهَا، وَإِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ المَثَانِي وَالقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُهُ. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ نے تورات، زبور، انجیل اور خود قرآن میں اس جیسی سورت نازل نہیں فرمائی اور یہی سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے۔

سورہ فاتحہ بیماریوں کے لئے شفاء ہے

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت سفر کے لئے روانہ ہوئی یہاں تک کہ عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچی اور ان لوگوں سے چاہا کہ مہمانی کریں، انہوں نے مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا، لوگوں نے ہر طرح کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، تو ان میں سے بعض نے کہا کہ تم اگر ان لوگوں کے پاس جاتے جو اترے ہیں تو شاید ان میں کسی کے پاس کچھ ہو، چنانچہ وہ لوگ آئے اور ان سے کہنے لگے کہ اے لوگو! ہمارے

❶ سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل فاتحة الکتاب، رقم الحدیث: ۲۸۷۵

سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہم نے ہر طرح کی تدبیریں کیں لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، کیا تم میں سے کسی کو کوئی تدبیر معلوم ہے؟ ان میں سے بعض نے کہا: ہاں! واللہ میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں لیکن ہم نے تم لوگوں سے مہمانی طلب کی لیکن تم نے ہماری مہمانی نہیں کی، اس لئے اللہ کی قسم میں جھاڑ پھونک نہیں کروں گا جب تک کہ ہمارے لئے اس کا معاوضہ نہ دو، چنانچہ انہوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ پر مصالحت کی یعنی اجرت مقرر کی، ایک صحابی اٹھ کر گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے لگے اور فوراً اچھا ہو گیا، گویا کوئی جانور رسی سے کھول دیا گیا ہو اور وہ اس طرح چلنے لگا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی، اس نے کہا کہ ان کو وہ معاوضہ دے دو جو ان سے طے کیا گیا تھا، ان میں سے بعض نے کہا کہ ان بکریوں کو بانٹ لو جنہوں نے دم کیا تھا، انہوں نے کہا: ایسا نہ کرو جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ پہنچ جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ واقعہ بیان کریں جو گزرا، پھر دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں؟ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا**" تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ ایک دم ہے، پھر فرمایا تم نے ٹھیک کیا تم تقسیم کرلو اور اس میں ایک حصہ میرا بھی لگاؤ اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا گئے۔ ❶

لاعلاج بیماریوں کے لئے شفاء

خارجہ بن صلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور وہاں سے واپس لوٹے ایک ایسی قوم کے پاس

❶ صحيح البخاري: كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، رقم الحديث: ٢٢٧٦

سے گذرے جن کے درمیان ایک پاگل آدمی زنجیروں سے بندھا پڑا تھا۔اس پاگل کے والیوں نے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (محمد) ایک خیر (دین) لے کرآئے، پس کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے ہم اس کا علاج کریں؟ ''فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَبَرَأَ، فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ'' میں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا تو انہوں نے مجھے ایک سو بکریاں دیں۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہیں بتلایا، تو آپ نے فرمایا ''هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هَذَا؟'' کیا تو نے اس کے علاوہ کچھ کہا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا کہ ''خُذْهَا فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ'' اسے لے لو، قسم ہے میری عمر کی! لوگ باطل طریقہ سے دم درود کر کے کھا لیتے ہیں، تم نے تو حق طریقہ سے دم کر کے کھایا۔ ❶

سورہ فاتحہ افضل القرآن ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے، کہیں اترے اور ایک آدمی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اترا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''أَلا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ الْقُرْآنِ، قَالَ: فَتَلا عَلَيْهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ'' کیا میں تجھے قرآن کے افضل حصے کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ پھر اس پر ''اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ'' پڑھی۔ ❷

❶ سنن أبی داود: کتاب الطب، باب کیف الرقی، رقم الحدیث: ۳۸۹۶

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب فضائل القرآن، ج ۱ ص ۷۴۷، رقم الحدیث: ۲۰۵۶/قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور آیت الکرسی کے فضائل

دو روشن سورتیں

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ. ❶

ترجمہ: قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا اور دو روشن سورتوں کو پڑھا کرو سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران، کیونکہ یہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے کہ دو بادل ہوں یا دو سائبان ہوں یا دو اڑتے ہوئے پرندوں کی قطاریں ہوں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گی، سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعثِ حسرت ہے اور جادوگر اس کو حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اسی طرح حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ، رقم الحدیث: ۸۰۴

الْبَقَرَةِ، وَآلُ عِمْرَانَ، وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ، قَالَ: كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن قرآن مجید اوران لوگوں کو جو اس پر عمل کرنے والے تھے لایا جائے گا، ان کے آگے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ہوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کے لئے تین مثالیں ارشاد فرمائی ہیں جنہیں میں اب تک نہیں بھولا، وہ اس طرح سے ہیں جس طرح کہ دو بادل ہوں، یا دو سیاہ سائبان ہوں اور ان دونوں کے درمیان روشنی ہو، یا صف بندھی ہوئی پرندوں کی دو قطاریں ہوں، وہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گی۔

قرآن کریم کی رفعت سورہ بقرہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا، وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ. ❷

ترجمہ: ہر چیز کے لیے ایک بلندی ہے، قرآن مجید کی بلندی سورہ بقرہ ہے۔

تین سورتوں میں اسم اعظم ہے

حضرت عبداللہ بن علاء حضرت قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ فِي سُوَرٍ ثَلَاثٍ: الْبَقَرَةِ، وَآلِ

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، رقم الحدیث: ۸۰۵

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، سورة البقرة، ج۲ ص۲۸۵، رقم الحدیث: ۳۰۲۷/ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ووافقه الذهبی.

عِمْرَانَ، وَطه. ❶

ترجمہ: اللہ کا اسم اعظم جب اس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے تین سورتوں میں ہے: بقرہ، آل عمران اور طہ میں۔

سورہ بقرہ شیطان کے شرور سے حفاظت کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِى تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ. ❷

ترجمہ: تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

سورہ بقرہ سننے کے لیے فرشتوں کا نزول

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَيْنَمَا أَنَا أَقْرَأُ اللَّيْلَةَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ إِذْ سَمِعْتُ وَجْبَةً مِنْ خَلْفِي، فَظَنَنْتُ أَنَّ فَرَسِي انْطَلَقَ.

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! میں ایک رات سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے کوئی آواز سنی، میں نے یہ گمان کیا کہ شاید کہ میرا گھوڑا بھاگ گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اقْرَأْ يَا أَبَا عَتِيكٍ'' پڑھو، اے ابو عتیک! میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چراغ کے مثل کوئی چیز آسمان اور زمین

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الدعاء، باب إسم الله الأعظم، رقم الحديث: ٣٨٥٦

❷ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب إستحباب صلاة النافلة فى بيته وجوازها فى المسجد، رقم الحديث: ٧٨٠

کے درمیان **معلق** ہے،اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ اے **ابو عتیک** ! پڑھو، میں نے عرض کیا،اے اللہ کے رسول! مجھ میں آگے پڑھنے کی استطاعت نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تِلْکَ الْمَلَائِکَةُ نَزَلَتْ لِقِرَاءَ ةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ،أَمَا إِنَّکَ لَوْ مَضَیْتَ لَرَأَیْتَ الْعَجَائِبَ. ❶

ترجمہ: یہ فرشتے ہیں جو سورہ بقرہ کے تلاوت کے دوران اترے تھے،اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو مزید عجائبات کا مشاہدہ کرتے۔

سورہ بقرہ کے حفظ کے سبب لشکر کا امیر بن گیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چندافراد پر مشتمل ایک وفد بھیجا،آپ نے انہیں قرآن پڑھنے کا حکم دیا،تو جسے جو کچھ یاد تھا اس نے پڑھا،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹے شخص کے پاس آئے اور فرمایا:"**مَا مَعَکَ یَا فُلَانُ**" اے فلاں! تیرے پاس کیا ہے؟اس نے کہا:"**مَعِی کَذَا وَکَذَا وَسُورَةُ الْبَقَرَةِ**" میرے پاس یہ یہ اور سورہ بقرہ ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پوچھا:"**أَمَعَکَ سُورَةُالْبَقَرَةِ**" کیا تمہارے پاس سورہ بقرہ ہے؟اس نے کہا،جی ہاں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:"**فَاذْهَبْ فَأَنْتَ أَمِيرُهُمْ**" جاؤ،تم انکے امیر ہو۔❷

❶صحیح ابن حبان: تابع کتاب الرقاق،باب قراءة القرآن، ج۳ ص۵۸،رقم الحدیث: ۷۷۹

❷سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن،باب ما جاء فی فضل سورة البقرة وآیة الکرسی،رقم الحدیث: ۲۸۷۶

جنت میں تاج پہنایا جائیگا

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، تُوِّجَ بِهَا تَاجًا فِي الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: جو سورہ بقرہ کی قرأت کرے تو اسے جنت میں تاج پہنایا جائیگا۔

دو آیتوں میں اسم اعظم ہے

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾، وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: ﴿الم اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾. ❷

ترجمہ: اللہ تعالی کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہیں: پہلی آیت: "وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ" اور سورہ آل عمران کے آغاز میں "الم اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ".

آیت الکرسی کے فضائل

سب سے عظیم آیت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟

❶ سنن الدارمي: ومن كتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة البقرة، ج۴ص۲۱۲۷، رقم الحديث: ۳۴۲۱/قال المحقق: إسناده حسن.

❷ سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم الحديث: ۱۴۹۶

ترجمہ: اے ابوالمنذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے نزدیک اللہ کی کتاب میں سے سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟

میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِى أَىُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟

ترجمہ: اے ابوالمنذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟

میں نے کہا: ﴿اَللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (آخر تک) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر تھپکی دیتے ہوئے شاباش دی اور فرمایا:

وَاللَّهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ. ❶

ترجمہ: اے ابوالمنذر! تجھے تیرا علم مبارک ہو۔

آیت الکرسی عرش الٰہی کے پاس تسبیح کرتی ہے

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

أَىُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اور اسکے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی پوچھتے رہے، تو حضرت ابی رضی اللہ نے کہا: آیۃ الکرسی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، رقم الحديث: ۸۱۰

لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ،وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ لَهَا لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ.❶

ترجمہ: اے ابوالمنذر! تجھے تیرا علم مبارک ہو، قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے، اس آیت کے ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں، یہ عرش کے پائے کے پاس اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے۔

آیت الکرسی جنوں اور شیاطین سے حفاظت کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر میں آنے والے اناج کی حفاظت پر مقرر فرمایا، میرے پاس ایک شخص آیا اور لپ بھر کر اناج لینے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور مجھ پر بیوی بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ہے اور مجھے سخت ضرورت ہے، میں نے اس کو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئیگا، چنانچہ میں اس کا منتظر رہا وہ آیا اور اناج لپ بھر کر لینے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں اور مجھ پر بیوی بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ہے اب میں

❶ مسند أحمد: مسند الأنصار، ج۳۵ ص۲۰۰، رقم الحديث: ۲۱۲۷۸، إسناده صحيح على شرط مسلم.

نہیں آؤں گا، چنانچہ مجھے رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت بیان کی اور بیوی بچوں کی ذمہ داری کی شکایت کی، تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا: یاد رکھو وہ جھوٹا ہے پھر آئے گا۔ میں تیسری رات اس کا منتظر رہا وہ آیا اور اناج لپ بھر کر لینے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا اور یہ تیسری بار ہے تو نے ہر بار یہی کہا کہ پھر نہیں آؤں گا لیکن تو ہر بار آ جاتا ہے، اس نے کہا: ''دَعْنِی أُعَلِّمْکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰهُ بِهٖ'' مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسے کلمات بتاؤں گا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تم کو فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا:

إِذَا أَوَیْتَ إِلَی فِرَاشِکَ، فَاقْرَأْ آیَةَ الْکُرْسِیِّ: ﴿اللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾، حَتّٰی تَخْتِمَ الآیَةَ، فَإِنَّکَ لَنْ یَزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلاَ یَقْرَبَنَّکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ.

ترجمہ: جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی ''اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' آخر آیت تک پڑھ لے، اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیری نگرانی کریگا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا۔

چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرے رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے کہا: وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو فائدہ پہنچائے گا، اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا، آپ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ کو بتایا

کہ جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی ابتداء سے پڑھ لے یہاں تک ختم کردے اور اس نے بیان کیا کہ اللہ کی طرف سے تیرا ایک محافظ ہوگا اور تیرے پاس صبح تک شیطان نہیں آئیگا، (اور صحابہ خیر کے بہت حریص تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ،تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ. ❶

ترجمہ: یہ تو اس نے سچ کہا لیکن وہ بہت جھوٹا ہے، اے ابو ہریرہ! تم جانتے ہو کہ تین رات تم کس سے گفتگو کرتے رہے؟ ابو ہریرہ نے جواب دیا: نہیں، آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

عقل مند مسلمان آیت الکرسی کا اہتمام کرتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا أَرَى أَحَدًا يَعْقِلُ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ. ❷

ترجمہ: میں نے اسلام میں داخل ہونے والے کسی عاقل کو اس وقت تک سوتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک وہ آیت الکرسی نہ پڑھے۔

نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ،

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الوكالة،بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا، فَتَرَكَ الوَكِيلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ المُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ......الخ،رقم الحديث: ٢٣١١

❷ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الدعاء،باب مَا قَالُوا فِي الرَّجُلِ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، وَأَوَى إِلَى فِرَاشِهِ مَا يَدْعُو بِهِ، ج٦ ص ٤٠،الرقم: ٢٩٣١٥

إِلَّا الْمَوْتُ.❶

ترجمہ: جوشخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کے لیے دخول جنت سے کوئی چیز مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ فوت ہوجائے۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرَى.❷

ترجمہ: جوشخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو وہ دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ ہوتا ہے۔

سورہ بقرہ کی آخری دوآیات کے فضائل

پوری رات کے لئے کفایت کرنے والی دوآیات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.❸

❶المعجم الكبير: باب الصاد، ج٨ص ١٤٤، رقم الحديث: ٧٥٣٢/قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ بِأَسَانِيدَ، وَأَحَدُهَا جَيِّدٌ./مجمع الزوائدومنبع الفوائد: كتاب الأذكار، باب ما جاء فی الأذكار عقب الصلاة، ج١٠ ص ١٠٢، رقم الحديث: ١٦٩٢٢

❷المعجم الكبير: باب الحاء، ج٣ص ٨٣، رقم الحديث: ٢٧٣٣/قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ./مجمع الزوائدومنبع الفوائد: كتاب الأذكار، باب ما جاء فی الأذكار عقب الصلاة، ج١٠ ص ١٠٢، رقم الحديث: ١٦٩٢٤

❸صحيح البخاری: كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم الحديث: ٥٠٠٩

ترجمہ: سورہ بقرہ کی آخری دو آیات جو رات کو پڑھ لے تو وہ اِس کے لئے ساری رات کے لئے کفایت کریں گی۔

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ دو آیات کس چیز سے کافی ہو جائیں گی؟ تو اس بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس رات کی آفات و بلیات اور آزمائشوں سے کافی ہو جائیں گی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات قیام کرنے سے کافی ہو جائیں گی، گویا اُسے رات بھر قیام کا ثواب ملے گا، تاہم دونوں معنی مراد لینا بھی درست ہے۔ واللہ اعلم

دو عظیم نور جو پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اوپر سے ایک آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دروازہ آسمان کا ہے جسے صرف آج کے دن کھولا گیا اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا، پھر اس سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جو زمین کی طرف اترا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترا، اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا:

أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ. (1)

ترجمہ: آپ کو ان دونوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو دیئے گئے جو کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ بقرہ کی آخری آیات، آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو اس کے مطابق دیا جائے گا۔

---

(1) صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل الفاتحۃ وخواتیم سورۃ البقرۃ، رقم الحدیث: ۸۰۶

زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے کی دوآیات

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ،أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ،وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی جسمیں دو آیتیں اتاریں، یہ دو آیتیں سورہ بقرہ کا آخر ہے، جس گھر میں تین دن یہ آیات پڑھیں جائیں تو شیطان اسکے قریب نہیں آتا۔

عرش کے نیچے خزانوں میں سے دی گئی دوآیات

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَتَمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ أُعْطِيتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَعَلَّمُوهُنَّ وَعَلِّمُوهُنَّ نِسَاءَ كُمْ،فَإِنَّهُمَا صَلَاةٌ وَقُرْآنٌ وَدُعَاءٌ. ❷

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کا اختتام دو ایسی آیتوں کے ذریعے کیا جو مجھے اس خزانے سے عطا کی گئی جو عرش کے نیچے ہے، پس اسکو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ، اس لئے کہ یہ دو آیتیں نماز، قرآن اور دعا ہیں۔

❶ سنن الترمذي: أبواب فضائل القرآن ،باب ما جاء في آخر سورة البقرة ،رقم الحديث: ٢٨٨٢

❷ سنن الدارمي: ومن كتاب فضائل القرآن،باب فضل أول سورة البقره وآية الكرسي، ج۴ص ۲۱۳۴ ،رقم الحديث: ۳۴۳۳.قال المحقق: رجاله ثقات غير أنه مرسل.

اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَءُوا هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ رَبِّي أَعْطَاهُنَّ أَوْ أَعْطَانِيهِنَّ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ. ❶

ترجمہ: سورہ بقرہ کی آخر کی ان دو آیتوں کو پڑھا کرو، اس لیے کہ میرے رب نے مجھے یہ عرش کے نیچے سے عطا کی ہیں۔

واقعہ معراج میں تین چیزیں عطا کی گئیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لئے سیر کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا جو کہ چھٹے آسمان میں واقع ہے، زمین سے اوپر چڑھنے والی چیز اور اوپر سے نیچے آنی والی چیز یہاں آ کر رک جاتی ہے، پھر اسے لے جایا جاتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: (**اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى**) (**النجم: ۱۶**) ڈھانک لیتی ہے وہ چیز کہ جو ڈھانک لیتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی سونے کے پتنگے۔ راوی نے کہا:

فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں: پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، اور آپ کی امت میں ہر ایک ایسے آدمی کو بخش دیا گیا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور اس کے مہلک گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

❶ مسند أحمد: مسند الشاميين، ج۲۸ ص ۶۵۰، رقم الحديث: ۱۷۴۴۵

❷ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب في ذكر سدرة المنتهى، رقم الحديث: ۱۷۳

اس سے مہلک گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اس کا مطلب ہے کہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بخلاف مشرکین کے وہ ہمیشہ رہیں گے، اِس کا یہ مطلب نہیں کہ گناہوں کی وجہ سے اس کو بالکل عذاب ہی نہیں دیا جائے گا، اس لئے کہ قرآن وسنت اوراجماع سے ثابت ہے کہ نافرمانوں کو عذاب دیا جائے گا، یا اِس امت کے بعض لوگوں کے لئے یہ خصوصیت ہوگی کہ اِن کے بڑے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔ ❶

خواتیم سورہ بقرہ کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيتُ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ بَيْتِ كَنْزٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ، لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي. ❷

ترجمہ: مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے موجود خزانے کے گھر سے عطا کیا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔

امتِ محمدیہ کی فضیلت کی تین اہم خصوصیات

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے (مرفوعاً) مروی ہے:

فُضِّلَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ لَهَا الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ صُفُوفُهَا عَلَى صُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَا: وَأُعْطِيتُ هَذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِي. ❸

❶ مرقاة المفاتيح: تحت هذه الحديث، ج ۹ ص ۳۷۷۲/تحفة الأحوذي: ج ۹ ص ۱۱۷

❷ مسند أحمد: مسند الأنصار، ج ۳۵ ص ۲۷۴، رقم الحديث: ۲۱۳۴۴

❸ مسند أحمد: أحاديث رجال من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ج ۳۸ ص ۲۸۷، رقم الحديث: ۲۳۲۵۱

ترجمہ: اس امت کو دیگر امتوں پر تین چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے: اس امت کے لئے روئے زمین کو سجدہ گاہ اور باعث طہارت بنایا گیا ہے، اس کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنائی گئی ہیں، یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اور اس امت کو سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عرش الٰہی کے نیچے ایک خزانے سے دی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

سورہ انعام کے نزول کے وقت اونٹنی کی کیفیت

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نَزَلَتِ الْأَنْعَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُمْلَةً وَاحِدَةً، وَأَنَا آخِذَةٌ بِزِمَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كَانَتْ مِنْ ثِقَلِهَا لَتَكْسِرُ عَظْمَ النَّاقَةِ. ❶

ترجمہ: سورہ انعام پوری سورت ایک ہی دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھی، اور بوجھ کے مارے اونٹنی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ہڈیاں اب ٹوٹ جائیں گی۔

تورات کے مضامین کا آغاز سورہ انعام سے ہے

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَاتِحَةُ التَّوْرَاةِ الْأَنْعَامُ، وَخَاتِمَتُهَا هُوْدٌ. ❷

ترجمہ: تورات کا آغاز انعام ہے اور اسکا خاتمہ ہود ہے۔

---

❶ المعجم الكبير: باب الألف، ج۲۴ ص۱۷۸، رقم الحديث: ۴۴۹/ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَقَدْ وُثِّقَ. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب التفسير، سورة الأنعام، ج۷ ص۲۰، رقم الحديث: ۱۰۹۹۳)

❷ سنن الدارمي: ومن كتاب فضائل القرآن، باب فضائل الأنعام والسور، ج۴ ص۲۱۴۱، الرقم: ۳۴۴۵/ قال المحقق: إسناده صحيح إلى كعب وهو موقوف عليه.

سورہ انعام قرآن کریم کا خلاصہ ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْأَنْعَامُ مِنْ نَوَاجِبِ الْقُرْآنِ. ❶

ترجمہ: سورہ انعام قرآن کریم کی افضل سورتوں میں سے ہے۔

سورہ کہف کے فضائل

سورہ کہف کی تلاوت نزولِ سکینہ کا سبب ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اوراس کے ایک طرف ایک گھوڑا رسیوں سے بندھا ہوا تھا، اس شخص پر بادل چھا گیا اوراس کے قریب آنے لگا تو (گھوڑا ابدکنے لگا) صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تِلْکَ السَّکِینَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ. ❷

ترجمہ: وہ سکینہ تھی جو تلاوتِ قرآن کے سبب اتر رہی تھی۔

دجال سے حفاظت کا سبب

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ. ❸

---

❶ سنن الدارمي: ومن كتاب فضائل القرآن، باب فضائل الأنعام والسور، ج۴ ص ۲۱۴۱، الرقم: ۳۴۴۴/إسناده جيدإلى عمررضى الله عنه وهوموقوف عليه.

❷ صحيح البخاری: كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الكهف، رقم الحديث: ۵۰۱۱

❸ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسى، رقم الحديث: ۸۰۹

ترجمہ: جوشخص سورہ کہف کی شروع کے دس آیات حفظ کرے تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ کیا جائیگا۔

سورہ کہف قیامت کے دن نور کا سبب ہوگا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُنْزِلَتْ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ إِلَى مَكَّةَ،وَمَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ. ❶

ترجمہ: جوسورہ کہف اسطرح پڑھے جیسا کہ نازل ہوئی ہے تو اسکے لیے قیامت کے دن اسکے مقام سے مکہ تک نور ہوگا، اور جوشخص سورہ کہف کی آخری دس آیات پڑھے پھر جب دجال آئے گا تو اس پر مسلط نہ ہوگا۔

سر سے پاؤں تک نور کا سبب

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ أَوَّلَ سُورَةِ الْكَهْفِ وَآخِرَهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا مِنْ قَدَمِهِ إِلَى رَأْسِهِ، وَمَنْ قَرَأَهَا كُلَّهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ. ❷

ترجمہ: جوشخص سورہ کہف کا شروع اور آخر پڑھے تو اسکے لیے سر سے پاؤں تک نور ہوگا اور جوسورہ کہف کو پورا پڑھے تو اس کے لیے آسمان سے زمین تک نور ہوگا۔

---

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب فضائل القرآن، ج ۱ ص ۷۵۲، رقم الحدیث: ۲۰۷۲/قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

❷ مسند أحمد: مسند المكيين، ج ۲۴ ص ۳۹۰، رقم الحدیث: ۱۵۶۲۶/قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ، وَفِي إِسْنَادِ أَحْمَدَ ابْنُ لَهِيعَةَ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَقَدْ يُحَسَّنُ.

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: کتاب التفسیر، ج ۷ ص ۵۲، رقم الحدیث: ۱۱۱۴۴)

سورہ کہف نور اور مغفرت کا سبب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَطَعَ لَهُ نُوْرٌمِنْ تَحْتِ قَدَمِهِ إِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ يُضِيءُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَغُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ. ❶

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرے تو اسکے لیے اسکے قدم سے آسمان ایک نور چمکے گا جو قیامت کے دن روشنی کا باعث ہوگا اور دو جمعوں کے درمیان گناہوں کی مغفرت کیجاتی ہے۔

سورہ طہٰ کی فضیلت

تین سورتوں میں اسم اعظم ہے

حضرت عبداللہ بن علاء حضرت قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِى إِذَا دُعِىَ بِهِ أَجَابَ فِى سُوَرٍ ثَلَاثٍ :الْبَقَرَةِ،وَآلِ عِمْرَانَ،وَطه. ❷

ترجمہ: اللہ کا اسم اعظم جب اس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے تین سورتوں میں ہے: بقرہ، آل عمران اور طہ میں۔

سورہ مؤمنون کی ابتدائی دس آیات کی فضیلت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب

❶قَالَ الْمُنْذِرِى: رَوَاهُ أَبُوبَكْر بْنُ مَرْدَوَيْه فِى تَفْسِيره بِإِسْنَاد لَا بَأْس بِهِ/الترغيب والترهيب للمنذرى: كتاب الْجُمُعَة التَّرْغِيب فِى صَلَاة الْجُمُعَة وَالسَّعْى إِلَيْهَا وَمَا جَاءَ فِى فضل يَوْمهَا وساعتها، ج ا ص۲۹۸ ،رقم الحديث: ۱۰۹۸

❷سنن ابن ماجه: كتاب الدعا،باب إسم اللّٰه الأعظم ،رقم الحديث: ۳۸۵۶

نزول وحی ہوتا تو آپ کے روئے انور کے قریب سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دیتی تھی، ایک مرتبہ ایسا ہوا تو ہم کچھ دیر کے لئے رک گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہوکر اپنے ہاتھ پھیلائے اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا، وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا، وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا، وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ، مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ قَرَأَ: (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) حَتَّى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں زیادہ عطاء فرما، کمی نہ فرما، ہمیں معزز فرما، ذلیل نہ فرما، ہمیں عطاء فرما، محروم نہ فرما، ہمیں ترجیح دے، دوسروں کو ہم پر ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہوجا اور ہمیں راضی کردے، اس کے بعد فرمایا کہ مجھ پر ابھی ابھی دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ اگر ان کی پابندی کوئی شخص کرلے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مؤمنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔

سورہ یٰسین صبح وشام کی خوشی وراحت کا سبب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ يس حِينَ يُصْبِحُ، أُعْطِيَ يُسْرَ يَوْمِهِ حَتَّى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَرَأَهَا فِي صَدْرِ لَيْلِهِ، أُعْطِيَ يُسْرَ لَيْلَتِهِ حَتَّى يُصْبِحَ. ❷

ترجمہ: جو شخص صبح کو یٰسین پڑھے تو اسکو اس دن کی خوشی عطا کی جاتی ہے حتی کہ شام

❶ سنن الترمذی: أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المؤمنون، رقم الحدیث: ۳۱۷۳

❷ سنن الدارمی: ومن کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل یٰسٓ، ج۴ ص ۲۱۵۱، رقم الحدیث: ۳۴۶۲/قال المحقق: إسناده حسن وهو موقوف علی ابن عباس.

ہو جائے اور جو اسکو رات کے شروع میں پڑھے تو اسکو اس رات کی خوشی عطا کی جاتی ہے حتی کہ صبح ہو جائے۔

سورہ دخان شب جمعہ میں پڑھنا مغفرت کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عیسی بیان کرتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا ہے:

مَنْ قَرَأَحم الدُّخَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِيمَانًا وَتَصْدِيقًابِهَا أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ. ❶

ترجمہ: جو شخص سورہ دخان جمعہ کی رات ایمان اور تصدیق کے ساتھ پڑھے گا اس کی بخشش کردی جائیگی۔

سورہ ملک کے فضائل

سورہ ملک پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلاثُونَ آيَةً،تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ:تبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. ❷

ترجمہ: قرآن مجید کی ایک سورت ہے جو تیس آیاتوں پر مشتمل ہے، یہ اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گی حتی کہ اسکو بخش دیا جاتا ہے، وہ سورت ''تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' ہے۔

سورہ ملک عذاب قبر سے نجات کا سبب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اپنا خیمہ قبر پر لگایا مگر انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہاں نیچے

❶سنن الدارمی: كتاب فضائل القرآن،باب فی فضل حم الدخان......الخ،رقم الحديث:۳۴۶۳.إسناده صحيح عبدالله بن عيسى وهو موقوف عليه.

❷سنن أبی داود: كتاب الصلاة ،باب فی عدد الآی ،رقم الحديث: ۱۴۰۰

قبر ہے، چنانچہ ناگہاں انہوں نے سنا کہ اس (قبر) میں ایک شخص سورہ ملک پڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ اُس نے مکمل سورت تلاوت کی، اس کے بعد خیمہ لگانے والا صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ، تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. ❶

ترجمہ: یہ سورت روکنے والی ہے اور نجات دینے والی ہے، یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو قبر کے عذاب سے نجات دلاتی ہے۔

نہایت عمدہ اور بہتر عمل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ (تبارک الَّذی بِيَدِهِ الْمُلْكُ) كُلَّ لَيْلَةٍ مَنَعَهُ اللَّهُ بِهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَكُنَّا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُسَمِّيهَا الْمَانِعَةَ، وَإِنَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ سُورَةٌ مَنْ قَرَأَ بِهَا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فَقَدْ أَكْثَرَ وَأَطَابَ. ❷

ترجمہ: جو شخص ہر رات "تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر کو روک دیں گے، اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس سورت کو "اَلْمَانِعَةُ" (عذاب کو روکنے والی) کہتے تھے، اور یہ قرآن مجید میں ایسی سورت ہے جو اسکو ہر رات پڑھے اس نے بہت زیادہ اور اچھا عمل کیا۔

❶ سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل سورة الملک، رقم الحدیث: ۲۸۹۰

❷ السنن الکبری للنسائی: کتاب عمل الیوم واللیلة، الفضل فی قراءة تبارک الذی بیده الملک، ج ۹ ص ۲۶۲، رقم الحدیث: ۱۰۴۷۹

سورہ ملک قبر میں بندے کی ہر جانب سے حفاظت کرے گی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ فَتُؤْتَى رِجْلَاهُ فَتَقُولُ رِجْلَاهُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ صَدْرِهِ أَوْ قَالَ بَطْنِهِ، فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، ثُمَّ يُؤْتَى رَأْسُهُ فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، قَالَ: فَهِيَ الْمَانِعَةُ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهِيَ فِي التَّوْرَاةِ سُورَةُ الْمُلْكِ، وَمَنْ قَرَأَهَا فِي لَيْلَةٍ فَقَدْ أَكْثَرَ وَأَطْنَبَ. ❶

ترجمہ: آدمی کو اسکی قبر میں لایا جائیگا، پھر اسکے پاس عذاب کے فرشتے اِس کی ٹانگوں کے جانب سے آنا چاہیں گے تو اسکی ٹانگیں کہیں گی: تمہارے لیے ہماری طرف سے کوئی راستہ نہیں، یہ شخص ہم پر کھڑا ہو کر سورہ ملک پڑھا کرتا تھا، پھر عذاب کے فرشتے اسکے سینے کی جانب سے آنا چاہیں گے تو وہ کہے گا: تمہارے لیے ہماری طرف سے کوئی راستہ نہیں، اس نے سورہ ملک یاد کی تھی، پھر فرشتے سر کی جانب سے آنا چاہیں گے تو سر کہے گا: تمہارے لیے ہماری طرف سے کوئی راستہ نہیں، یہ شخص سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ سورت روکنے والی ہے جو عذاب قبر کو روکے گی، اسکا ذکر تورات میں ہے اور یہ سورہ ملک ہے، جس شخص نے اس کو رات میں پڑھا اس نے بہت زیادہ اور اچھا کام کیا۔

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الملک ج۲ ص ۵۴۰، رقم الحدیث: ۳۸۳۹/ قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ووافقه الذهبي

نصف، ثلث اور ربع قرآن کے برابر ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ. ❶

ترجمہ: سورہ زلزال نصف قرآن اور سورہ اخلاص ثلث قرآن اور سورہ کافرون ربع قرآن کے برابر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں کہ جس کے سبب میں شادی کرسکوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا ”**أَلَيْسَ مَعَكَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ؟**“ تمہارے پاس ”**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**“ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، فرمایا: ”**ثُلُثُ الْقُرْآنِ**“ یہ چوتہائی قرآن ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”**أَلَيْسَ مَعَكَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ؟**“ کیا تمہارے پاس ”**إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ**“ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا: ”**رُبُعُ الْقُرْآنِ**“ یہ چوتہائی قرآن ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”**أَلَيْسَ مَعَكَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ؟**“ کیا تمہارے پاس ”**يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ**“ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، فرمایا: ”**رُبُعُ الْقُرْآنِ**“ یہ چوتہائی قرآن ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”**أَلَيْسَ مَعَكَ**

❶سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فی إذا زلزلت، رقم الحدیث: ۲۸۹۴

إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ'' کیا تمہارے پاس ''إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ'' نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر شادی کرلو۔ ❶

شرک سے برأت

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

اِقْرَأْقُلْ يَاأَيُّهَاالْكَافِرُونَ ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا،فَإِنَّهَابَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ. ❷

ترجمہ: ''قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُون'' پڑھا کرو پھر اسکو مکمل کر کے سویا کرو، اس لیے کہ یہ شرک سے براءت کا سبب ہے۔

سورہ اخلاص پڑھنے والے سے اللہ محبت فرماتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک سریہ پر امیر بنا کر بھیجا، تو یہ صحابی دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھاتے تو قراءت کے آخر میں سورہ اخلاص پڑھتے، جب سریہ لوٹا تو صحابہ کرام نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ ایسا کیوں کیا کرتا تھا، تو اس صحابی نے کہا: اِس سورت میں رحمٰن کی صفت بیان کی گئی اور میں اِس سورت سے محبت کرتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ. ❸

ترجمہ: اس صحابی کو یہ خبر دو کہ اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فی إذا زلزلت، رقم الحديث: ۲۸۹۵

❷ سنن أبی داود: كتاب الأدب، باب ما يقال عند النوم، رقم الحديث: ۵۰۵۵

❸ صحيح البخاری: كتاب التوحيد: بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، رقم الحديث: ۷۳۷۵

سورہ اخلاص پڑھنے والے پر جنت واجب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ جارہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سورہ اخلاص پڑھتے سنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وَجَبَتْ" واجب ہوگئی، میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا واجب ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت واجب ہوگئی۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کی جا کر اسکو خوشخبری دوں لیکن صبح کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ فوت ہونے کا ڈر ہوا تو میں نے نماز کو ترجیح دی، دوبارہ آیا تو وہ شخص جا چکا تھا۔ ❶

معوّذتین پڑھ کر جسم کو دم کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا. ❷

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں وفات پائی اس میں اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تکلیف ہوتی تو میں اس کو پڑھ کر آپ کو دم کرتی تھی اور آپ کے ہاتھ کو آپ کے جسم پر برکت کے لئے پھیر دیتی۔

(راوی کہتے ہیں میں نے زہری سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے تھے، پھر ان کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔)

❶ موطأ مالک: کتاب القرآن: باب ماجاء فی قراءۃ قل هو اللّٰه أحد، ج ۲ ص ۲۹۱، رقم الحدیث: ۷۰۹

❷ صحیح البخاری: کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن والمعوذات، رقم الحدیث: ۵۷۳۵

معوذتین کے مثل سورتیں نازل نہیں کی گئیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ رات ایسی آیات نازل کی گئی ہیں کہ ان کی طرح پہلے کبھی نہیں دیکھی گئیں "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ".

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِقْرَأْ يَا جَابِرُ" اے جابر! پڑھو۔ میں نے عرض کیا: میرے والدین آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ! میں کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَأْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ فَقَرَأْتُهُمَا، فَقَالَ: اِقْرَأْ بِهِمَا، وَلَنْ تَقْرَأَ بِمِثْلِهِمَا. ❷

ترجمہ: "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس" پڑھو، میں نے ان دونوں کو پڑھا پھر آپ نے فرمایا: پڑھو تم ان جیسی (سورت) ہرگز نہ پڑھو گے۔

شرور وآفات سے پناہ کے لئے بے مثل سورتیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جحفہ اور ابواء (نامی دو مقاموں) کے درمیان چل رہا تھا، اچانک تیز ہوا اور تاریکی نے ہم کو ڈھانپ لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے " قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ

❶ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة المعوذتين، رقم الحديث: ۸۱۴

❷ سنن النسائي: كتاب الإستعاذة، رقم الحديث: ۵۴۴۱

الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھنی شروع کردی اور فرمایا:

یَا عُقْبَةُ،تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا. ❶

ترجمہ: اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعہ دعا مانگا کرو کیونکہ کسی پناہ مانگنے والے نے اِن جیسی (سورتوں کے ساتھ) پناہ نہیں مانگی۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان سورتوں کو آپ سے نماز کی حالت میں سنا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اِن دونوں سورتوں کی تلاوت فرمائی۔)

سورہ فلق اللہ رب العزت کی محبوب سورت ہے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا، آپ صلی اللہ علیہ سوار تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں سے چمٹ کر میں نے عرض کیا کہ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا عُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ،إِنَّکَ لَمْ تَقْرَأْ سُورَةً أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ،وَلَا أَبْلَغَ عِنْدَهُ مِنْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. ❷

ترجمہ: اے عقبہ! اللہ کے نزدیک تم سورہ فلق سے زیادہ محبوب اور بلیغ کوئی سورت نہ پڑھو گے۔

❶ سنن أبی داود: کتاب الصلاة، باب فی المعوذتین، رقم الحدیث: ۱۴۶۳

❷ مسند أحمد: مسند الشامیین، ج۲۸ ص ۶۳۴، رقم الحدیث: ۱۷۴۱۸

تالیفات

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب حفظہ اللہ

نمبر شمار	کتاب کا نام
1	قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت
2	معارف ام القرآن
3	قوائد التفسیر
4	قرآن وحدیث کی روشنی میں نیک اعمال کو ضائع کرنے والے گناہ
5	قرآن کریم کی روشنی میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ افراد
6	کتبِ حدیث کا تعارف
7	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو سنہری ارشادات
8	مقدمہ صحیح بخاری
9	درسِ بخاری
10	حفظِ حدیث
11	خلیفہ اول
12	خلیفہ دوم
13	خلیفہ سوم
14	خلیفہ چہارم
15	کتبِ سیرت کا تعارف
16	قواعد الفقہ

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



Designed By Uk Printers : 0315-2245330

مولانا محمد نعمان صاحب سے علمی تحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس، محاضرات اور تحریری بیانات حاصل کرنے کیلئے ان نمبرز پر رابطہ کریں

03112645500 - 03191982676